www.kitabmart.in

ایک دن کا بادشاہ

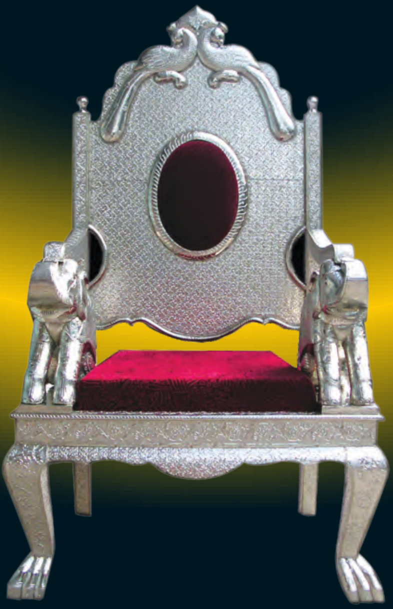

اطہر پرویز

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

www.kitabmart.in

ایک دن کا بادشاہ

اطہر پرویز

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند
فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی۔110025

www.kitabmart.in

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

پہلی اشاعت	:	1977
تیسری طباعت	:	2010
تعداد	:	550
قیمت	:	-/20 روپے
سلسلۂ مطبوعات	:	680

Ek Din ka Badshah

by

Athar Parwez

ISBN :978-81-7587-373-5

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی 110025

فون نمبر: 49539000، فیکس 49539099

ای-میل urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ www.urducouncil.nic.in

طابع: سلاسار امیجنگ سسٹمس آفسیٹ پرنٹرس، C-7/5 لارینس روڈ انڈسٹریل ایریا، نئی دہلی۔ 110035

اس کتاب کی چھپائی میں 70GSM, TNPL Maplitho کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

www.kitabmart.in

پیش لفظ

پیارے بچو! علم حاصل کرنا وہ عمل ہے جس سے اچھے برے کی تمیز آجاتی ہے۔ اس سے کردار بنتا ہے، شعور بیدار ہوتا ہے، ذہن کو وسعت ملتی ہے اور سوچ میں نکھار آجاتا ہے۔ یہ سب وہ چیزیں ہیں جو زندگی میں کامیابیوں اور کامرانیوں کی ضامن ہیں۔

بچو! ہماری کتابوں کا مقصد تمھارے دل و دماغ کو روشن کرنا اور ان چھوٹی چھوٹی کتابوں سے تم تک نئے علوم کی روشنی پہنچانا ہے، نئی نئی سائنسی ایجادات، دنیا کی بزرگ شخصیات کا تعارف کرانا ہے۔ اس کے علاوہ وہ کچھ اچھی اچھی کہانیاں تم تک پہنچانا ہے جو دلچسپ بھی ہوں اور جن سے تم زندگی کی بصیرت بھی حاصل کرسکو۔

علم کی یہ روشنی تمھارے دلوں تک صرف تمھاری اپنی زبان میں یعنی تمھاری مادری زبان میں سب سے موثر ڈھنگ سے پہنچ سکتی ہے اس لیے یاد رکھو کہ اگر اپنی مادری زبان اردو کو زندہ رکھنا ہے تو زیادہ سے زیادہ اردو کتابیں خود بھی پڑھو اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھواؤ۔ اس طرح اردو زبان کو سنوارنے اور نکھارنے میں تم ہمارا ہاتھ بٹا سکو گے۔

قومی اردو کونسل نے یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ اپنے پیارے بچوں کے علم میں اضافہ کرنے کے لیے نئی نئی اور دیدہ زیب کتابیں شائع کرتی رہے جن کو پڑھ کر ہمارے پیارے بچوں کا مستقبل تابناک بنے اور وہ بزرگوں کی ذہنی کاوشوں سے بھرپور استفادہ کرسکیں۔ ادب کسی بھی زبان کا ہو، اس کا مطالعہ زندگی کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمیداللہ بھٹ
ڈائرکٹر

www.kitabmart.in

دو باتیں

"الف لیلہ ولیلہ"—— ان کتابوں میں سے ایک ہے، جس پر ہم مشرق والے ناز کر سکتے ہیں— یہ ایک ہزار اور ایک راتوں کے قصے جو وزیر زادی، شہرزاد اپنی بہن اور اپنے شوہر—— سلطان شہریار کو ہر رات کو سنایا کرتی تھی۔ اس نے ایک ہزار اور ایک راتوں میں سیکڑوں قصے سنائے۔ الف لیلہ ولیلہ ان قصوں کا مجموعہ ہے۔

کہتے ہیں کہ ساسان میں ایک بادشاہ تھا۔ نام تھا اس کا سلطان شہریار— یوں تو وہ بڑا نیک دل بادشاہ تھا، رعایا کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کرتا تھا لیکن عورتوں کا وہ جانی دشمن تھا۔ اس کی ایک عادت سی بن گئی تھی۔ وہ روزانہ ایک کنواری لڑکی سے شادی کرتا اور اگلے دن اسے موت کے گھاٹ اتار دیتا—— اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اپنی لڑکیوں کو لے کر شہر چھوڑ کر چلے گئے۔ آخر ایک دن یہ نوبت آئی کہ سلطان سے شادی کے لیے کوئی لڑکی نہ بچی— بے چارہ وزیر سارے شہر میں گھومتا پھرا— لیکن وہاں کوئی لڑکی نہ ملی۔ آخر سر جھکائے، چپ چاپ اپنے گھر میں داخل ہوا۔ اس وزیر کے دو لڑکیاں تھیں—— شہرزاد اور دنیازاد—— شہرزاد بڑی تھی اور بہت سمجھدار—— اس نے جو اپنے باپ کو اُداس دیکھا تو پوچھا—— "میرے پیارے باپ! آج آپ اتنے

www.kitabmart.in

اُداس اور پریشان کیوں ہیں۔"

پہلے تو وزیر خاموش رہا۔ لیکن پھر اُس نے لڑکی کے بار بار پوچھنے پر ساری بات بتا دی۔ یہ لڑکی بولی "آپ پریشان نہ ہوں۔ خدا نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ سلطان سے میری شادی کردیں"

وزیر گھبرا گیا۔ آخر کون آدمی چاہے گا کہ اس کی بیٹی اس طرح ماری جائے۔ اس نے شہرزاد کو بہت سمجھایا۔ لیکن وہ نہ مانی۔ آخر مجبور ہو کر وزیر نے کلیجے پر پتھر رکھا اور شہرزاد کی شادی سلطان شہریار سے کردی۔ شہرزاد نے شادی کے بعد سلطان سے درخواست کی "اے ساسان کے شہنشاہ!۔۔۔ میرے پیارے شوہر!۔۔۔ میں آج تک اپنی پیاری بہن دنیازاد سے کبھی الگ نہیں ہوئی۔۔۔ اگر اجازت دیں تو میں اسے اپنے پاس بُلالوں۔"

سلطان نے خوشی سے اجازت دے دی۔ رات کو سونے سے پہلے شہرزاد نے اپنی بہن کے کان میں کچھ کہا۔ چنانچہ رات کو دنیازاد بولی "باجی! تم روزانہ ایک قصہ سنایا کرتی تھیں، کیا آج نہ سناؤ گی۔"

شہرزاد نے کہا "کیوں نہیں۔۔۔ اگر سلطان اجازت دیں۔"

سلطان شہریار نے اجازت دے دی۔ وزیر زادی نے ایک بہت مزیدار قصہ سنایا، بہت مزیدار اور اس کے بعد بولی "اگر کل صبح جان بچ گئی تو رات کو اس سے بھی زیادہ دلچسپ قصہ سناؤں گی۔"

نتیجہ کیا ہوا کہ صبح کو بادشاہ نے اسے قتل نہیں کیا۔۔۔ اب تو وہ روز رات کو قصہ سناتی۔۔۔ ایک سے ایک دلچسپ۔۔۔ سلطان

www.kitabmart.in

خوب مزے لے لے کر کہانی سنتا۔ اور اسے قتل نہ کرتا۔ اس طرح یہ سلسلہ ایک ہزار اور ایک راتوں تک چلتا رہا۔ اس عرصے میں شہرزاد نے اسے سیکڑوں کہانیاں سنا دیں۔ جب شہرزاد نے آخری قصہ سنایا تو سلطان نے کہا — "تم نے میری زندگی بدل دی — مجھے قصے قصے میں اچھی اچھی باتیں سکھا دیں — اب میں کبھی کسی کو قتل نہ کروں گا۔"

اس عرصے میں شہرزاد کے تین بچے پیدا ہوئے۔ سلطان ان بچوں کو دیکھ کر بڑا خوش ہوا۔ اس کے بعد سلطان شہریار نے اپنے بھائی شاہ زماں کی شادی وزیر کی دوسری لڑکی دنیازاد سے کر دی اور دونوں بھائی اور دونوں بہنیں مزے میں رہنے لگے۔

اس طرح یہ ایک ہزار اور ایک، راتوں کے قصے ہیں جنھیں ہم 'الف لیلہ ولیلہ' کہتے ہیں۔

لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ ہندستان، ایران، عرب، مصر، اور عراق وغیرہ کے پرانے قصے ہیں۔ جنھیں ایک ڈور میں باندھ دیا گیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ قصے کہیں کے بھی ہوں — کسی نے بھی سنائے ہوں۔ کسی نے بھی لکھے ہوں، لیکن یہ بے حد مزیدار ہیں۔ ان کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی ہے۔

میں نے ان میں سے صرف دس قصے بچوں کے لیے لکھے ہیں۔ یہ قصے دلچسپ بھی ہیں اور ان میں وہ تمام باتیں ہیں جو پرانے قصوں کی جان ہیں۔

قصے کہنا اور سننا، انسان کی فطرت ہے۔ گویا انسان ہمیشہ ہی سے قصے سنتا چلا آیا ہے۔ انسانی تہذیب نے بچپن سے لے کر آج تک۔

www.kitabmart.in

انھیں قصوں کے ذریعہ انسانوں نے ایسے ایسے خواب دیکھے جو آج حقیقت بن گئے ہیں۔ ان خوابوں کے ذریعہ، اس نے مشینی گھوڑے اور اڑن کھٹولے میں بیٹھ کر سمندروں کو پار کیا ہے——ان کے ذریعہ اس نے آنکھوں میں جادو کا سُرمہ لگاکر زمین کے چھپے ہوئے خزانوں کو دیکھا ہے۔

یہ قصے انسانوں کی ہار پر نہیں، ان کی جیت پر ختم ہوتے ہیں۔ یہ قصے بچوں کے لیے ضروری ہیں۔ بہت سے ناسمجھ ماں باپ یہ چاہتے ہیں کہ وہ کسی طرح اپنے دس سال کے بچوں کو سقراط اور ارسطو بنادیں انھیں علم وحکمت کی ساری باتیں سکھادیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ عمر تاریخ پڑھنے کی نہیں ہوتی——زندگی کی کھردری سچائیوں سے الجھنے کی نہیں ہوتی۔ اس عمر میں بچوں کو خواب دیکھنے دیجیے۔ جنوں اور پریوں کے خواب——ہواؤں میں اڑتے ہوئے گھوڑوں اور بولتے ہوئے پرندوں کے خواب——ان کے تصور کو اس عمر میں جتنی اڑان بھی مل سکے، ملنے دیجیے۔ اس طرح آپ بچوں کو بچہ رہنے میں مدد دیں گے۔ بچوں سے ان کا بچپن چھیننا بُری بات ہے۔

ماضی کی یادیں خوشگوار تو ہوتی ہیں، لیکن اُن سے مدد بھی ملتی ہے——ماضی، تجربے کا دوسرا نام ہے اور یہ تجربہ نہ صرف حال میں کام آتا ہے بلکہ مستقبل کو سنوارنے میں بھی اس سے مدد ملتی ہے۔

ان قصوں میں خواب تو ملیں گے، لیکن ان میں زندگی کی بڑی بڑی حقیقتیں بھی نظر آئیں گی۔ ان کے ذریعہ ہم زندگی میں جدوجہد کرنا سیکھتے ہیں۔ یہ مایوسی اور ناکامی کے برخلاف عمل پر زور دیتی ہیں اور یہ

www.kitabmart.in

بتاتے ہیں کہ اگر انسان اپنی دُھن کا پکا ہو تو اس کے راستے کا ہر روڑا اپنے آپ ہٹ جاتا ہے ہوائیں، اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیتی ہیں، سمندروں میں اس کے لیے راستے بن جاتے ہیں ــــــ اسی انسان کو جنگلی جانور تک راستہ دکھاتے ہیں اور زمین اپنے خزانوں کے مُنہ کھول دیتی ہے۔

ان داستانوں کے ذریعہ بچے سچّائی سے آشنا ہوتے ہیں وہ دردمندی سیکھتے ہیں۔ پریوں کا حسن، اُن کے اندر خوبصورتی کا اعلیٰ ترین معیار پیش کرتا ہے۔

اس لیے بچوں کو ان کہانیوں کو پڑھنے دیجیے۔ انھیں خوابوں کی اس دنیا میں جینے دیجئے کہ فن و شاعری سے ان کا یہ پہلا رشتہ ہے ہر بچے کے اندر ایک شاعر چھپا ہوتا ہے ــــــ زندگی کا فریب، جھوٹ، اور بد صورتی ــــــ اس شاعر کو مار ڈالتے ہیں اور جب یہ بچہ بڑا ہوتا ہے تو اسے زندگی مایوس کر دیتی ہے۔

آیئے ہم سب بچّوں کو یہ قصے پڑھائیں اور اس شاعر کو زندہ رہنے میں مدد دیں تاکہ یہ اُن کی آیندہ زندگی میں توازن قائم رکھنے میں مدد دیں۔

میں نے ان قصوں کو اُردو کا لباس پہنانے میں انگریزی کی کتاب

The Thousand Nights and one Night by Powy MATHERS

کی چاروں جلدوں سے مدد لی ہے اور فارسی کی "ہزار و یکشب" برابر میرے سامنے رہا ہے۔

www.kitabmart.in

ایک دن کا بادشاہ

آپ نے خلیفہ ہارون رشید کا نام سُنا ہوگا۔ خلیفہ ہارون رشید بغداد کے حاکم تھے۔ کہتے ہیں کہ ہارون رشید کے زمانے میں بغداد میں ایک بہت بڑا تاجر تھا۔ اس کا ایک بیٹا تھا۔ اس کا نام تھا ابوالحسن ــــــ باپ کے مرنے کے بعد ابوالحسن نے ساری دولت کو دو حصوں میں بانٹا۔ ایک حصے سے اُس نے بڑے بڑے مکان اور دوکانیں خریدیں۔ ان مکانوں اور دوکانوں کے کرائے سے اس کا خرچ بہت اچھی طرح چلنے لگا۔ دوسرے حصے کو اس نے نقد روپیہ کی شکل میں رکھا۔ اس کو وہ اپنے عیش و آرام اور سیر و تفریح پر خرچ کرتا۔ ہر وقت اس کے گھر پر یار دوستوں کی بھیڑ لگی رہتی۔ تمام دن ناچ گانے اور ہنسی مذاق ہوتے، بڑی شاندار دعوتیں ہوتیں۔ اس طرح اس کے دن عید اور راتیں شب برات کی طرح گذر رہی تھیں۔ ابوالحسن بھی صبح سے شام تک اسی میں مگن رہتا۔ اس کے دوستوں کا یہ حال تھا کہ جسے دیکھئے ابوالحسن کی محبت کا دم بھر رہا ہے۔ اس طرح ابوالحسن اپنے دوستوں کے ساتھ مزے میں زندگی گذار رہا تھا۔ آخر سال بھر کے

www.kitabmart.in

اندر وہ سارا روپیہ ختم ہوگیا۔ روپیہ کا ختم ہونا تھا کہ دوستوں نے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اگر کوئی دوست راستے میں مِل بھی جاتا تو مُنہ پھیر کر دوسری طرف چلا جاتا۔ ابوالحسن کو اس بات کا افسوس ہوا کہ جن لوگوں کو وہ اپنا دوست سمجھتا تھا اور جو ہر وقت سایے کی طرح اُس کے ساتھ لگے رہتے تھے، وہ دراصل سب اس کے روپیے پیسے کے دوست تھے۔

ابوالحسن پر اپنے دوستوں کے اس سلوک کا بہت اثر ہوا اور اس نے طے کیا کہ وہ بغداد کے لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھے گا اور نہ ان کو کبھی کھانے پینے کی دعوت ہی دے گا اور نہ کبھی اُن کے گھر جائے گا لیکن روزانہ شام کو وہ بغداد کے پُل پر چلا جاتا اور جو کوئی پردیسی مسافر نظر آتا، اسے اپنے ساتھ لاتا اور اس کی خوب خاطر تواضع کرتا، اسے ایک رات کے لیے اپنے یہاں مہمان رکھتا اور صبح کو اُسے رخصت کرتا۔ لیکن وہ کبھی کسی بغداد کے رہنے والے کو اپنے گھر نہ بُلاتا۔ اس طرح اُس نے دوستی کا رشتہ ہمیشہ کے لیے ختم کردیا۔ اس لیے کہ جن مسافروں کو وہ مہمان رکھتا، اُن سے دوبارہ نہ ملتا تھا۔

ایک مرتبہ اسی طرح شام کو وہ مسافر کی تلاش میں باہر نکلا تو اُسے بغداد کے پُل پر ایک بہت شریف آدمی نظر آیا جو صورت سے موصل کا سوداگر معلوم ہوتا تھا۔ اسے دیکھ کر ہی ابوالحسن سمجھ گیا کہ یہ ضرور موصل کا سوداگر ہے۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ نہ تو وہ کوئی پردیسی تھا اور نہ موصل کا سوداگر۔ یہ خود بغداد کا حاکم تھا —— خلیفہ ہارون رشید۔ خلیفہ کا قاعدہ یہ تھا کہ وہ کبھی کبھی بھیس بدل کر بغداد کے گلی کوچوں میں گھوما

www.kitabmart.in

کرتا تھا۔اس طرح اس کو اپنی رعایا کا صحیح صحیح حال معلوم ہوجاتا۔ اس مرتبہ خلیفہ نے موصل کے سوداگر کا بھیس بنایا، لیکن ابوالحسن یہ نہ سمجھ سکا کہ یہ خلیفہ ہے، وہ تو یہی سمجھا کہ یہ موصل کا سوداگر ہے۔ ابوالحسن نے آگے بڑھ کر اسے بڑے ادب سے سلام کیا اور کہا ـــــ "خدا آپ کا بھلا کرے میری خواہش ہے کہ آج کی رات آپ میرے یہاں مہمان رہیں اور صبح کو جہاں چاہیں چلے جائیں" پھر ابوالحسن نے خلیفہ کو بتایا کہ وہ صرف پردیسیوں ہی کی خاطر مدارات کرتا ہے۔ خلیفہ نے جب ذرا تکلف کیا تو ابوالحسن نے کہا ـــــ "آپ اس کا خیال نہ کریں، خدا کی مہربانی سے میرے گھر میں اُس کا دیا ہُوا بہت کچھ موجود ہے اور آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔"

خلیفہ کو یہ آدمی بہت عجیب سا لگا۔ لیکن اس نے ابوالحسن کی دعوت قبول کرلی۔ ابوالحسن خلیفہ کو لے کر گھر آیا اور یہاں اس کو بڑی عزت کے ساتھ بٹھایا اور اس کی خوب خاطر مدارات کی۔ کھانے کے بعد اُس نے بہت اچھی شراب پلائی۔ دونوں نے مزے لے لے کر شراب پی۔ پھر ابوالحسن نے کہا "آپ کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے ساری دنیا کی سیر کی ہے۔ اور آپ کا تجربہ بہت زیادہ ہے۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میری ملاقات ایک ایسے آدمی سے ہوئی ہے جس نے ساری دنیا دیکھی ہے۔ آج کی رات مجھے بھی آپ کے تجربے سے فائدہ پہنچے گا۔

خلیفہ نے ابوالحسن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اپنا سارا حال بیان کرو۔ کہ تم کیوں صرف پردیسیوں کو مہمان کے طور پر لاتے ہو اور یہاں بغداد میں تمہارا کوئی دوست نہیں ہے۔

www.kitabmart.in

ابوالحسن نے اپنا سارا حال خلیفہ ہارون رشید کو سُنایا کہ کس طرح میں نے دوستوں کے ساتھ رنگ رلیوں میں اپنی آدھی پونجی ختم کر دی اور اب دوستوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اسی لیے میں نے اب طے کیا ہے کہ صرف پردیسیوں کی خاطر مدارات کروں گا۔ پردیسیوں کی دوستی میں یہ فائدہ ہے کہ یہ تھوڑی دیر کی رہتی ہے اور میں اس کے بعد اُن سے دوبارہ نہیں ملتا۔ اس لیے آپ سے بھی یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آج کے بعد میں آپ سے دوبارہ نہ ملوں تو آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں۔ میں اپنے اس اُصول پر مضبوطی سے قائم ہوں۔ اور بہت دنوں سے اس پر عمل کر رہا ہوں۔"

خلیفہ نے کہا "تم نے یہ بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ تم نے جو میری خاطر مدارات کی ہے، اس کے بدلے میں، میں بھی تمھاری دعوت کرتا۔ لیکن میں تمھارے اُصول کو توڑنا نہیں چاہتا اس لیے میری خواہش ہے کہ اس کے بدلے میں تمھارے کام آسکوں۔ شاید میرے ذریعہ تمھاری کوئی خواہش پوری ہو جائے۔ حالانکہ میں ایک سوداگر ہوں، لیکن بڑے بڑے لوگ میری بات مانتے ہیں۔ اگر تم کو میری مدد کی ضرورت ہو تو بتاؤ کیونکہ میں کل صبح تمھارے اُٹھنے سے پہلے چلا جاؤں گا۔ اور یہ میں تم کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں تمھارے دوسرے دوستوں کی طرح نہیں ہوں۔ مجھے اپنا بھائی سمجھو۔"

ابوالحسن نے کہا۔ "اے بھائی موصل کے سوداگر! مجھے دنیا میں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کا دیا ہوا میرے گھر میں سب کچھ موجود ہے۔ میں تو خود آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرا اتنا

www.kitabmart.in

خیال کیا کہ میری دعوت قبول کرلی اور میرے گھر مہمان کے طور پر آئے، اور میرے ساتھ کھانا کھایا۔ مجھے یہاں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے۔ البتہ ایک بات بتاؤں؟ آپ جانتے ہیں کہ بغداد کے ہر محلے میں ایک مسجد ہے۔ اسی طرح ہمارے محلے میں بھی ایک مسجد ہے۔ اس مسجد کا امام بہت خراب آدمی ہے۔ اس کے چار دوست بھی ہیں۔ وہ بھی اتنے ہی خراب ہیں۔ خدا کی عبادت کرنے کے بجائے وہ لوگوں سے جھگڑا کرتے پھرتے ہیں۔ ان لوگوں نے سارے محلے کو پریشان کر رکھا ہے۔ ہر آدمی اُن سے تنگ آچکا ہے۔ نیک اور اچھے آدمیوں کے تو یہ لوگ خاص طور پر دشمن ہیں۔ میں تو ان سے اتنا چڑتا ہوں کہ اگر مجھے ایک دن کی بادشاہت مل جائے تو میں ان کے سو سو کوڑے لگواؤں تاکہ پھر وہ اپنے کام سے کام رکھیں۔"

خلیفہ نے کہا: "یہ تو ٹھیک ہے اور خدا کرے کہ خلیفہ تم کو چوبیس گھنٹے کے لیے بغداد کا بادشاہ بنا دے ـــــ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔

ابوالحسن نے کہا: "میں بھی آپ سے کیسی بیوقوفی کی باتیں کر رہا ہوں۔ بھلا ایسا بھی کہیں ہو سکتا ہے کہ میں چوبیس گھنٹے کے لیے خلیفہ بن جاؤں۔ یہ تو میں نے کہنے کے لیے ایک بات کہہ دی۔ آپ کو اس وقت میری بات پر ہنسی آرہی ہوگی۔ اگر خلیفہ میری بات سُن لے تو یقیناً مجھے پاگل خانے میں بند کردے گا۔ دراصل میں شراب کے نشے میں ایسی باتیں کر رہا ہوں۔ اس کا ذکر کسی سے مت کرنا۔"

خلیفہ نے کہا ـــــ "اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔ میرا بھی یہی

www.kitabmart.in

خیال ہے کہ ایسے امام کو ضرور سزا ملنی چاہیئے۔"

ابوالحسن نے کہا "ارے چھوڑو، اس نالائق امام کی بات۔ یہ وقت بڑے آدمیوں کا ذکر کرنے کا نہیں۔ آؤ ہم تم ایک ایک گلاس اور پیئیں اور پھر چل کر اطمینان سے سوئیں۔ اس لیے کہ تم کو صبح سویرے جانا ہے۔"

جب ابوالحسن یہ کہہ رہا تھا تو خلیفہ نے ایک بات اور سوچی۔ اُس نے ابوالحسن کے گلاس میں ایک پاوڈر ڈال دیا۔ اس پاوڈر میں یہ اثر تھا کہ اس سے آدمی چند گھنٹوں کے لیے بے ہوش ہو جاتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جیسے ہی اُس نے گلاس ختم کیا۔ اس پاوڈر نے اپنا اثر کیا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

خلیفہ نے اپنے غلام کو آواز دی، جو باہر اُن کا انتظار کر رہا تھا اور اس سے کہا "اس آدمی کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر محل میں لے چلو۔ البتہ اس کا گھر یاد رکھنا کیونکہ اس آدمی کو یہاں پھر واپس لانا ہے۔"

غلام نے ابوالحسن کو اپنے کندھوں پر ڈال لیا۔ آگے آگے خلیفہ اور پیچھے پیچھے ابوالحسن کو اپنے کندھوں پر لیے ہوئے غلام۔ اسی طرح ہارون رشید اس کو لے کر محل میں آئے اور محل کے لوگوں سے کہا "اس آدمی کے کپڑے اُتار کر اس کو میرے سونے کے کپڑے پہنا دو اور پھر اسے میرے بستر پر لٹا دو۔"

اس کے بعد خلیفہ نے محل کے تمام لوگوں کو، وزیروں اور داروغہ کو بلایا، محل کی کام کرنے والی کنیزوں کو آواز دی اور اُن سے کہا "کل صبح صبح تم لوگ یہاں آؤ اور اس آدمی کو جو میرے بستر پر

www.kitabmart.in

لیٹا ہے، اپنا خلیفہ سمجھو اور اس کے ساتھ اسی طرح پیش آؤ جیسا کہ میرے ساتھ پیش آتے ہو اور اس کے ہر حکم کی اس طرح پابندی کرو جیسے میرے حکم کو مانتے ہو۔ اگر کوئی اس کا حکم نہ مانے گا تو اس کو سخت سزا دی جائے گی۔"

پھر خلیفہ نے اپنے وزیر جعفر کو بلایا اور اس سے کہا "اے جعفر! میں کل تک اس آدمی کو خلیفہ کے اختیارات دیتا ہوں۔ یہ جو کوئی حکم دے اس پر عمل کرو۔ جس کو روپیہ پیسہ دینے کے لیے کہے اس کو روپیہ پیسہ دو۔ جس کو سزا دینے کے لیے کہے، اس کو سزا دو۔ کسی کام کے لیے مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ اس کو ذرا سی دیر کے لیے بھی یہ شک پیدا نہ ہونے دینا کہ وہ خلیفہ نہیں ہے۔ یا یہ کہ میں اس سے مذاق کر رہا ہوں۔"

اگلے دن خلیفہ کے کہنے کے مطابق سب لوگ وہاں آ گئے۔ جب ابوالحسن کی آنکھ کھلی۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک شاندار کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔ یہ کمرہ طرح طرح کے سامان سے سجا ہوا تھا۔ محل کا ہر آدمی اپنی اپنی جگہ پر ادب سے کھڑا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ہر طرف قیمتی سازو سامان رکھا ہوا ہے، دیواروں پر رنگ برنگے پردے لگے ہوئے ہیں۔ اس کے بستر کے چاروں طرف بہت ہی خوبصورت کنیزیں کھڑی ہوئی تھیں۔ ان کے پیچھے وزیر، امیر، اور ان کے پیچھے گانے والے تھے۔ ایک عالیشان میز پر خلیفہ کی پوشاک رکھی ہوئی تھی۔ جس کو وہ فوراً پہچان گیا۔

اس منظر کو دیکھ کر پہلے تو ابوالحسن گھبرا گیا۔ اس نے سوچا کہ میں

www.kitabmart.in

ضرور کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔ کہیں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ میں خلیفہ بن جاؤں۔ یہ شراب کا اثر تو نہیں جو میں نے موصل کے سوداگر کے ساتھ پی تھی۔ اس نے اپنی آنکھ بند کرلی۔ ذرا سی دیر میں ایک کنیز نے بڑھ کر کہا۔ "عالی جاہ! آپ کے جاگنے کا وقت ہوگیا ہے۔"

اب تو ابوالحسن کی حیرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا۔ پاس سے ہلکے ہلکے باجے کی آواز سُنائی دی۔ اس نے دل میں کہا "اے ابوالحسن! کیا تم کو کبھی اس طرح اُٹھایا گیا ہے ــــ اے ابوالحسن! تم کہاں آگئے ہو۔ یہ تمھارا گھر ہے یا شاہی محل ـــــــ تم جاگ رہے ہو یا سو رہے ہو۔" ابوالحسن نے کنیز کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ تم نے مجھے غلط سمجھا۔ میں نے تم کو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا اور نہ میرا اس محل سے کوئی تعلق ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں یہاں کیسے آیا؟ اگر تم کچھ بتا سکتی ہو تو بتاؤ تمھارا کیا نام ہے اور تم کون ہو۔"

کنیز نے کہا ــــ "میرا نام شیریں ہے اور میں آپ کی کنیز ہوں۔ آپ ہمارے حاکم ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی نیند خراب ہو گئی ہے اس لیے آپ ایسی باتیں کہہ رہے ہیں ورنہ سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی ہمارے حاکم ہیں۔"

یہ سُن کر ابوالحسن نے بڑے زور کا قہقہہ لگایا اور اپنے تکیئے پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ پھر بڑی تیزی کے ساتھ اُٹھا اور بولا ــــ "میری سمجھ میں اب بھی کچھ نہیں آرہا ہے۔ سچ بتاؤ کہ میں کون ہوں؟"

"آپ ہیں ہمارے خلیفہ ہارون رشید" سب نے ایک ساتھ

www.kitabmart.in

جواب دیا۔

ابوالحسن کو پھر بھی یقین نہ آیا۔ اُس نے اپنی اُنگلی دانتوں سے کاٹی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ جاگ رہا ہوں یا سو رہا ہوں۔ لیکن جیسے ہی اُس نے اُنگلی کاٹی، اس کو بہت تکلیف ہوئی۔ لیکن یہ بات کتنی عجیب ہے کہ کل تک وہ ابوالحسن تھا اور آج خلیفہ ہے۔ پھر اُس نے تمام غلاموں اور کنیزوں سے کہا "سچ سچ بتاؤ میں کون ہوں۔ یہ مذاق کا وقت نہیں ہے۔"

سب نے ایک ساتھ کہا ——— "آپ ہمارے خلیفہ ہارون رشید ہیں۔ اور ہم سب آپ کے وفادار غلام ہیں ——— آپ کے حکم کو ماننے والے۔"

ابوالحسن نے کہا "تم سب جھوٹے ہو کیا تم میرے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔"

اب وزیر جعفر آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا "ہم سب کے خلیفہ! ——— ہمارے قصور معاف کریں۔ آج کافی دیر ہوگئی ورنہ پہلے تو آپ بہت جلد اٹھا کرتے تھے۔ اور میری درخواست ہے کہ آپ چل کر سلطنت کے کام کاج کی دیکھ بھال کریں۔ ہم سب آپ کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں" ——— یہ کہہ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر سہارا دیا، اور ابوالحسن کو اُٹھا کر بٹھا دیا۔ شیریں شاہی لباس لے کر بڑھی۔ وہ ابوالحسن کو ایک اور کمرے میں لے گئی یہاں اس نے گلاب کے عرق سے منھ ہاتھ دھویا اور ابوالحسن کو شاہی لباس پہنا دیا۔ پھر شیریں نے بڑھ کر خلافت کا تاج، اُن کے سر پر رکھ دیا۔ اور سونے کا ایک

www.kitabmart.in

ڈنڈا جو خلیفہ کے ہاتھ میں رہتا تھا ابوالحسن کو دے دیا۔ یہ ڈنڈا خلافت کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ ابوالحسن اس کو لے کر بڑی شان سے شاہی تخت کی طرف بڑھے۔ پھر تو وہ سچ مچ کے خلیفہ بن کر تخت پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد سب درباری اپنی اپنی جگہ آکر بیٹھے۔ ابوالحسن بار بار اپنے شاہی لباس کو دیکھ رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے۔

وزیر جعفر نے کھڑے ہو کر کئی بار جھک جھک کر سلام کیا اور وہ بھی آداب بجا لائے اور تخت کے پاس آکر بیٹھے۔ وزیر جعفر نے دعا دی کہ "خلیفہ ہارون رشید پر ہمیشہ خدا کا سایہ رہے۔ اور وہ ہزاروں سال تک سلامت رہیں اور اپنی رعایا کو اسی طرح پالتے پوستے رہیں۔"

اب تو ابوالحسن کو تھوڑا تھوڑا یقین ہونے لگا کہ میں جاگ رہا ہوں، اور واقعی خلیفہ ہوں اور سارا دربار میرا اپنا دربار ہے۔

وزیر جعفر نے کہا کہ "ملک کے تمام امیر اور فوج کے سردار باہر موجود ہیں اور آپ کی اجازت کا انتظار کر رہے ہیں۔ اب آپ اجازت دیں تو وہ سلام کے لیے حاضر ہوں اور دربار میں اپنی جگہ لیں۔"

ابوالحسن نے کہا "دربار کے دروازے کھول دو۔ سب کو آنے کی اجازت ہے۔" اس کے بعد سب سر جھکائے ہوئے آئے اور آداب بجا لائے۔ پھر اپنی اپنی جگہ پر ادب سے کھڑے ہو گئے۔

اب ابوالحسن کے سامنے ایک ایک کر کے تمام مقدمے پیش کیے گئے۔ ابوالحسن نے خلیفہ کی حیثیت سے ہر مقدمے کو غور سے سُنا اور ہر ایک کو اپنی بات کہنے کا موقع دیا، اور صحیح صحیح فیصلہ

www.kitabmart.in

فیصلہ کیا۔ خلیفہ ہارون رشید پیچھے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے سارا حال اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ انھیں اس بات کی خوشی تھی کہ ابوالحسن نے جو فیصلہ کیا وہ سوچ سمجھ کر انصاف اور عقلمندی سے کیا۔

اچانک ابوالحسن کی نظر کوتوال شہر پر پڑی ـــــ ابوالحسن کو جیسے کوئی بات اچانک یاد آگئی ہو۔ انھوں نے اس سے کہا۔ ـــــ "اے کوتوال! تم ہماری پولیس کے سب سے بڑے افسر ہو۔ تمھارے پاس شہر کا سارا انتظام ہے۔ میں تم کو حکم دیتا ہوں۔ تم یہاں سے سیدھے فلاں محلے کی مسجد کے امام کے پاس جاؤ۔ وہاں تم کو مسجد میں امام اور اُس کے چار ساتھی ملیں گے۔ تم اُن کو گدھوں پر اُلٹا بٹھاکر سارے شہر میں گھماؤ اور چلّا چلّا کر کہتے جاؤ کہ "یہ سزا اِن لوگوں کو اس لیے دی جا رہی ہے کہ یہ دوسروں کے معاملات میں دخل دیا کرتے ہیں اور اپنے پڑوسیوں کو پریشان کرتے رہتے ہیں اور اپنے کام سے لاپرواہی کرتے ہیں۔ جب سارے شہر میں اِن کو گھما پھرا دو تو پھر ان پانچوں کو سو سو کوڑے لگاؤ ـــــ"

کوتوال نے کہا "آپ کے حکم کی ابھی تعمیل ہوگی۔"

یہ سُن کر ابوالحسن بہت خوش ہوا اور خوش ہوکر اس نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد ابوالحسن نے وزیر جعفر سے کہا "اس وقت خزانچی کو حکم دیا جائے کہ ایک ہزار سونے کی اشرفیاں لے کر اُسی محلے میں جائے اور وہاں معلوم کرے کہ ابوالحسن کا گھر کہاں ہے؟ تم کو اس کا گھر معلوم کرنے میں مشکل نہ ہوگی کیونکہ ابوالحسن بہت شریف آدمی ہے وہ کسی سے جھگڑا نہیں کرتا اور نہ کسی کی بات میں دخل دیتا ہے۔

www.kitabmart.in

اِسی لیے محلّے کے سب لوگ اس سے محبّت کرتے ہیں۔ وہاں پہنچ کر ابوالحسن کی ماں سے ملو اور اس سے کہو "اے ابوالحسن کی ماں! ہمارے خلیفہ ابوالحسن سے بہت خوش ہیں کیونکہ وہ بہت شریف آدمی ہے اور وہ پردیسیوں کو اپنے یہاں مہمان رکھتا ہے اور اُن کا خیال رکھتا ہے۔"

خزانچی نے ابوالحسن کے حکم کی تعمیل کی اور وزیر نے اِطلاع دی کہ ابوالحسن کی ماں کو ایک ہزار اشرفیاں دے دی گئیں۔ یہ سُن کر ابوالحسن بہت خوش ہُوا اور اس نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرا۔

اس کے بعد ابوالحسن نے جعفر وزیر سے پوچھا ——— "کیا کوئی اور معاملہ ہے جو اس وقت یہاں پیش کیا جائے گا۔"

جعفر وزیر نے کہا ——— "جہاں پناہ! آج کے سارے کام آپ کے حکم کے مطابق ہوئے۔ اس طرح آج کا کام ختم ہوتا ہے۔"

ابوالحسن نے دربار برخاست کر دیا اور دربار کے افسر اور فوج کے سردار باہر چلے گئے۔ اور ابوالحسن وزیر جعفر کے ساتھ پھر محل میں داخل ہوئے۔ ابوالحسن کے داخل ہوتے ہی ایسا لگا جیسا کہ سارا محل خوشیوں سے جگمگا اُٹھا۔ یہاں ہر طرف سے بھینی بھینی خوشبو آ رہی تھی۔ وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے، وہاں ایک سے ایک خوبصورت عورت استقبال کے لیے موجود تھی۔ ابوالحسن کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئیں۔ اب ہر طرف سے ہلکے ہلکے باجے کی آوازیں آنے لگیں۔ جب ابوالحسن بیٹھے تو یہ سب عورتیں بھی اُن کے آس پاس بیٹھ گئیں۔ ابوالحسن نے دل میں کہا "یہ لوگ صحیح کہتے ہیں۔ میں واقعی ہارون رشید ہوں۔ میں دیکھ سکتا ہوں، سونگھ سکتا ہوں،

www.kitabmart.in

چل سکتا ہوں، سن سکتا ہوں۔ قدم قدم پر میرا استقبال ہو رہا ہے۔ پھر میرے خلیفہ ہونے میں کمی ہی کیا رہ گئی۔ یہاں ہر ایک میرے حکم کا انتظار کر رہا ہے۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ میں خلیفہ ہارون رشید نہیں ہوں۔ ہر جگہ میرا حکم مانا جاتا ہے۔"

ابوالحسن کے سامنے مزیدار کھانا رکھا گیا۔ اس نے اتنا اچھا کھانا جو دیکھا تو اس کی بھوک اور بڑھ گئی۔ اس نے خوب مزے لے لے کر کھانا شروع کر دیا۔ جو عورتیں پاس بیٹھی تھیں، ان سے بھی کہا کہ تم سب کھاؤ ــــــ سات خوبصورت عورتیں پنکھا جھلا رہی تھیں۔ ابوالحسن نے کہا: "ایک پنکھا کافی ہے۔ آؤ تم سب بھی میرے پاس بیٹھ جاؤ اور کھانا کھاؤ۔" اس نے خاص طور پر اس کنیز کو اپنے پاس بٹھایا، جس کا نام شیریں تھا۔ دوسری تمام کنیزیں پہلے تو خاموش رہیں لیکن ابوالحسن کے دوبارہ کہنے پر بیٹھ گئیں۔ جب کھانا ختم ہوا تو کچھ کنیزیں ایک سونے کا برتن لائیں اور گلاب کے عرق سے ابوالحسن کے ہاتھ دھلائے گئے۔ اور عطر میں بسے ہوئے خوشبودار تولیے سے اس کے ہاتھ پونچھے گئے۔

اس کمرے میں سے ابوالحسن کو لے کر یہ کنیزیں ایک اور کمرے میں آئیں، جہاں سونے چاندی کی پلیٹوں میں طرح طرح کے پھل رکھے ہوئے تھے۔ یہاں بھی باجوں کی ہلکی ہلکی آوازیں آرہی تھیں۔ کچھ لڑکیوں نے بڑھ کر ابوالحسن کا استقبال کیا۔ ابوالحسن نے خود بھی پھل کھائے اور باقی سب کو بھی تقسیم کیے۔ سب نے خلیفہ کا تحفہ سمجھ کر قبول کیا۔ یہاں سے ابوالحسن کو تیسرے کمرے میں لایا گیا۔

www.kitabmart.in

اس کمرے میں دنیا کے بہترین میوے، مٹھائیاں اور حلوے رکھے تھے ابوالحسن نے یہاں بھی تھوڑا بہت کھایا اور سب سے کھانے کے لیے کہا۔ اس کے بعد یہاں سے ابوالحسن کو ایک اور کمرے میں لے گئے۔ یہ کمرہ ان دونوں کمروں سے بھی زیادہ شاندار تھا۔ ایک سے ایک خوبصورت رنگین بوتلیں شربتوں سے بھری ہوئی تھیں۔ اس کمرے میں جو کنیزیں تھیں، ان میں ایک خاص بات یہ تھی کہ وہ الگ الگ رنگوں کی ریشم کی پوشاکیں پہنے ہوئے تھیں۔ انھوں نے جس رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے، اس رنگ کے شربت ابوالحسن کے سامنے پیش کیے گئے۔ ابوالحسن نے مزا لے لے کر شربت پیا۔ انھوں نے اتنا ذائقہ دار شربت اس سے پہلے کبھی نہیں پیا تھا، گھنٹوں ناچ اور گانا ہوتا رہا۔ جب شام ہوئی تو شراب کا دور چلا ــــــ وہ دیر تک ہنسی مذاق کی باتیں کرتا رہا۔ جب رات کا وقت آیا تو ابوالحسن کو نیند آنے لگی۔ خلیفہ کے حکم سے اس کنیز نے جس کا نام شیریں تھا۔ ابوالحسن کے شراب کے پیالے میں وہی پاوڈر ملا دیا، جس سے آدمی بیہوش ہو جاتا ہے۔ اور ابوالحسن سے کہا "اس گلاب کو میرے ہاتھ سے پی لیجئے۔ پھر میں آپ کو بہت اچھا گانا سناؤں گی۔"

ابوالحسن نے اس کے ہاتھ سے گلاس لے کر خوب مزا لے کر پیا۔ کنیز نے گانا شروع کیا۔ جب وہ گانا گا چکی تو ابوالحسن کا جی چاہا کہ اس کی تعریف کرے، لیکن وہ منہ کھول کر رہ گیا۔ منہ سے آواز نہ نکلی اور اسے نیند آ گئی

www.kitabmart.in

اب خلیفہ باہر آئے۔ انھوں نے نوکروں کو حکم دیا کہ ابوالحسن کو پھر وہی کپڑے پہنا دیے جائیں، جو وہ یہاں محل میں آنے سے پہلے پہنے ہوئے تھا۔ جب ابوالحسن کو اس کے اپنے کپڑے پہنا دیے گئے، تو اُسی غلام کو بُلایا جو ابوالحسن کو اس کے گھر سے اُٹھا کر لایا تھا اور خلیفہ نے اُس سے کہا "اس آدمی کو لے جا کر اس کے مکان کے اسی کمرے میں چھوڑ دو۔

غلام نے ابوالحسن کو اپنی پیٹھ پر لادا اور رات ہی کے وقت اُس کے گھر پر چھوڑ آیا۔ ابوالحسن رات بھر بیہوش پڑا رہا۔ جب صبح کو اس کی آنکھ کھُلی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اپنے اسی گھر میں ہے۔ نہ وہ عالیشان محل ہے نہ وہ شاندار کمرہ ہے، نہ وہ مسہری، نہ وہ خوبصورت کنیزیں ہیں اور نہ دربار شاہی اور نہ جعفر وزیر اور نہ کنیز شیریں اور نہ گانے بجانے کی آوازیں۔ کچھ بھی تو نہیں۔ ابوالحسن کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ اس نے زور زور سے آوازیں دینا شروع کیں۔ اور ایک ایک کنیز کا نام لے لے کر پکارا۔ پھر وزیر جعفر کو آواز دی۔ ذرا سی دیر تک وہ انتظار کرتا رہا اور جب کوئی نہ آیا تو ابوالحسن کو بہت غصہ آیا۔ اور غصہ میں بولا "جعفر! شیریں! ارے تم سب کہاں مر گئے۔ سُنتے نہیں خلیفہ تم کو کتنی دیر سے آواز دے رہے ہیں۔"

اس چیخ پکار کی آواز سُن کر ابوالحسن کی ماں دوڑتی ہوئی آئی، اور بولی ـــــ "بیٹا! تجھے کیا ہو گیا ہے، جو اتنے زور زور سے چلّا رہا ہے۔"

www.kitabmart.in

ابوالحسن نے بڑے غور سے اس کو دیکھا اور بولا "بڑی بی! تم کس کو اپنا بیٹا کہہ رہی ہو؟ ــــــ تم کو یہ نہیں معلوم کہ تم خلیفہ سے بات کر رہی ہو۔ خلیفہ ہارون رشید سے۔"

ماں نے کہا "میں تجھ سے کہہ رہی ہوں اور کس سے کہتی۔ کیا تو میرا بیٹا نہیں ہے۔ کیا تو مجھے بھی بھول گیا ہے۔ دیکھ یہ گھر تیرا ہے۔ جب سے تو پیدا ہوا ہے، اسی گھر میں رہ رہا ہے اور میں تیری ماں ہوں، اپنے ابوالحسن کی ماں۔"

ابوالحسن نے کہا "میں اور تیرا بیٹا؟ تو کیا بات کر رہی ہے؟ تیرا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا؟۔ ذرا زبان سنبھال کر بات کر۔ میں خلیفہ ہوں ــــــ خلیفہ ہارون رشید۔ میری بات تیری سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔ تو جا کر میری کنیز شیریں کو بھیج دے۔"

ماں نے کہا "بیٹا! تیری طبیعت خراب ہے۔ ٹھیک سے دیکھ۔ مجھے پہچان۔ میں تیری ماں ہوں۔ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ دیکھ مجھے ٹھیک سے دیکھ۔ تو نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا۔"

اب ابوالحسن نے کہا "میں خلیفہ ہارون رشید! تم کو حکم دیتا ہوں کہ میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہو جاؤ، ورنہ پھر میں تم کو کوتوال سے کہہ کر پٹواؤں گا۔ جانتی ہو کہ میں خلیفہ ہوں اور سارے بغداد میں میرا حکم چلتا ہے۔"

ابوالحسن کی ماں دوڑ کر اس کے لیے پانی لائی۔ ابوالحسن نے پانی پیا۔ پھر سوچنے لگا یہ عورت تو میری ماں ہے اور میں اس پر غصہ کر رہا ہوں۔ آخر یہ معاملہ کیا ہے۔

www.kitabmart.in

اُس کی ماں نے پوچھا "بیٹا! اب تیری طبیعت کیسی ہے۔؟"

ابوالحسن نے کہا "میری سمجھ میں نہیں آتا۔ مجھے اچھی طرح یاد آرہا ہے کہ ابھی ابھی میں خلیفہ تھا۔ میں لوگوں کو حکم دے رہا تھا۔ میں محل میں سو رہا تھا۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ میں تم کو پہچان رہا ہوں کہ تم میری ماں ہو۔"

ابوالحسن کی ماں مارے خوشی کے اُچھل پڑی۔ اُس نے کہا "بیٹا! اب تیری طبیعت ٹھیک ہے۔ دیکھ اچھا ہُوا کہ تیری طبیعت ٹھیک ہو گئی۔ یہ تیرا گھر ہے۔ تو خلیفہ نہیں ہے۔ خلیفہ تو وہ ہے جس کے حکم سے کل مسجد کے امام اور اُس کے چاروں بدمعاش ساتھیوں کی پٹائی ہوئی ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ کوتوال نے سارے شہر میں اُن کو گدھے پر اُلٹا بٹھا کر گھمایا۔ پھر اُن کے سو سو کوڑے لگائے۔"

اس کو سُنتے ہی ابوالحسن پر جیسے کوئی دورہ پڑ گیا۔ وہ چیخنے لگا "ارے بُڑھیا۔ تب تو میں ہی خلیفہ ہارون رشید ہوں۔ میرے ہی حکم سے امام اور اُس کے ساتھیوں کو سزا ملی ہے۔ میں نے ہی کوتوال کو بھیجا تھا۔ اب مجھ سے ہرگز یہ مت کہنا کہ میں خلیفہ نہیں ہوں۔ ورنہ تم کو بھی کوتوال سے سزا دلواؤں گا۔ اب مجھ سے فوراً معافی مانگو ـــــ سر جھکا کر معافی مانگو۔"

اس کی یہ حالت دیکھ کر ماں بہت پریشان ہوئی اور بولی۔ "بیٹا! خدا کا نام لے۔ تجھے ایسی بات نہ کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی یہ بات خلیفہ سے جا کر کہہ دے گا تو بہت بُرا ہوگا۔ اس وقت خلیفہ ہمارے اوپر بہت مہربان ہے۔ اُس نے کل ہی تو ہمارے لیے اشرفیاں

www.kitabmart.in

بھیجی ہیں ایک ہزار سونے کی اشرفیاں ۔۔۔ ہمیں اس کا حکم ماننا چاہیئے اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ کرنا چاہیئے، اور ہاں تُو تو جانتا ہے کہ خزانچی نے اشرفیاں دیتے ہوئے کیا کہا تھا۔ اُس نے کہا تھا۔ یہ انعام اس لیے دیا کہ ہمارے خلیفہ ابوالحسن سے بہت خوش ہیں کیونکہ وہ بہت شریف آدمی ہے اور پردیسیوں کو اپنے یہاں مہمان رکھتا ہے۔"

ماں کی زبان سے یہ نکلنا تھا کہ ابوالحسن اُچھل پڑا اور بولا۔ "اے کمبخت بُڑھیا! اب بھی تجھ کو یقین نہیں آیا کہ میں خلیفہ ہوں ارے یہ اشرفیاں میں نے ہی تو تجھے بھیجی تھیں۔ میرے ہی حکم سے خزانچی نے سرکاری خزانے سے ایک ہزار اشرفیاں تجھے لاکر دی تھیں۔ بول میں کون ہوں۔"

اس نے کہا "تو میرا بیٹا ہے ابوالحسن۔"

اب تو ابوالحسن کو اتنا غصہ آیا کہ وہ اُسے پیٹنے لگا۔ وہ پیٹتا جاتا تھا اور پوچھتا جاتا تھا کہ "بتا میں کون ہوں؟ کیا اب بھی مجھے خلیفہ نہیں مانے گی؟"

اور ہر بار اس کی ماں جواب دیتی "نہیں! تم میرے بیٹے ہو۔ ہم دونوں خلیفہ کی وفادار رعایا ہیں۔"

یہ چیخ پکار سُن کر پاس پڑوس کے لوگ دوڑ پڑے۔ انھوں نے اس کی ماں کو چھڑایا اور ابوالحسن سے بولے "اے ابوالحسن! تجھے کیا ہوگیا ہے۔ کیا کوئی شریف آدمی اپنی ماں کو پیٹتا ہے؟ تجھے اپنی ماں کو پیٹتے ہوئے شرم نہیں آتی؟"

www.kitabmart.in

ابوالحسن نے ناراض ہوکر کہا: "تم لوگ کون ہو؟ میں تم کو نہیں جانتا۔ جاؤ میری کنیزوں کو بھیجو، شیریں کو بھیجو، کوتوال کو بھیجو۔ تم کو نہیں معلوم کہ میں خلیفہ ہوں۔ تم خلیفہ سے بات کر رہے ہو۔"

اُن لوگوں نے کہا: "ہم تیرے پڑوسی ہیں اور تو ابوالحسن ہے اور یہ تیری ماں ہے۔"

ابوالحسن نے کہا: "تم لوگ دیوانے ہو، جھوٹے ہو۔ میں تم کو وہی سزا دوں گا جو میں نے مسجد کے امام اور اس کے ساتھیوں کو دلوائی تھی۔"

اب تو ہر ایک کو یقین ہوگیا کہ ابوالحسن کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ وہ ڈرے کہ اس سے بات کرنا ٹھیک نہیں ہے، کہیں ہم کو بھی نہ مارے۔ اُنھوں نے فوراً پاگل خانے کے داروغہ کو اطلاع دے دی۔ ذرا سی دیر میں پاگل خانے کے سپاہی آگئے وہاں اسے ایک کمرے میں بند کردیا گیا۔ مگر وہ یہی کہتا رہا کہ "میں خلیفہ ہارون رشید ہوں۔ اس شہر میں میرا حکم چلتا ہے۔ مجھے چھوڑ دو ورنہ میں تم کو سزا دوں گا۔ لیکن کسی نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اُلٹا اس پر پچاس کوڑے روزانہ پڑتے تھے۔

ابوالحسن کی ماں روزانہ پاگل خانے آتی، اپنے بیٹے کو دور سے دیکھتی۔ وہ بھی کوشش کرتی کہ کسی طرح اس کے بیٹے کی سمجھ میں آجائے اور اس کا دماغ ٹھیک ہو جائے وہ دن رات اپنے بیٹے کے غم میں روتی رہتی۔ آخر دس دن کے بعد وہ سوچنے لگا کہ اگر میں واقعی خلیفہ ہوتا تو پھر صبح کو اس گھر میں کیوں آتا۔ میں شاہی

www.kitabmart.in

لباس پہنے ہوتا۔ جعفر وزیر اور محل کی تمام کنیزیں ـــــ یہ سب لوگ کہاں چلے گئے؟ لیکن پھر اس کو خیال آتا کہ آخر کیا بات ہے۔ میں نے ہی جعفر وزیر سے کہہ کر ماں کو ایک ہزار اشرفیاں بھجوائی تھیں۔ میں ابوالحسن ہوں یا خلیفہ ـــــ اس کی عقل کام نہ کرتی اور وہ پریشان ہو جاتا۔

وہ تمام دن اِن ہی خیالات میں ڈوبا رہتا۔ ایک دن اس کی ماں آئی اور بولی "میرے پیارے بیٹے! تیرا کیا حال ہے؟ تیرے دماغ سے وہ ساری باتیں نکلیں یا تو ابھی تک یہی سوچ رہا ہے کہ تو خلیفہ ہے؟ میرے بچے میرے اوپر رحم کر اور اپنی اصلی حالت پر آجا۔ میں دن رات تیری طرف سے پریشان ہوں۔ میرا اور کوئی سہارا بھی نہیں ہے۔"

ابوالحسن نے جواب دیا "میری پیاری ماں! مجھے اب اپنی غلطی معلوم ہو گئی ہے۔ کیا تم مجھے معاف کرسکتی ہو؟ میں نے دراصل ایک خواب دیکھا تھا۔ میں خلیفہ نہیں ہوں، بلکہ تمھارا بیٹا ابوالحسن ہوں۔ اب میں بالکل اچھا ہوں۔ مجھے گھر لے چلو۔ میں نے اپنے پڑوسیوں کو بھی بُرا بھلا کہا ہے۔ میں اُن سے بھی معافی مانگنا چاہتا ہوں۔"

اب تو اس کی ماں بے حد خوش ہوئی اور وہ دوڑی دوڑی پاگل خانے کے داروغہ کے پاس گئی۔ داروغہ نے جو ابوالحسن سے بات کی تو اُسے بھی یقین ہو گیا کہ اب وہ اچھا ہے اور اُسے چھوڑ دیا۔ اب ابوالحسن اپنے گھر ہنسی خوشی رہنے لگا۔ تھوڑے دن ہی میں اپنے گھر میں رہنے کے بعد اس کی صحت پہلی جیسی ہو گئی۔ اس کی پیٹھ پر جو کوڑوں کے

www.kitabmart.in

زخم تھے وہ بھی بھر گئے۔ لیکن گھر میں اکیلے پڑے رہنے سے اس کا جی گھبرانے لگا۔ آخر اس نے طے کیا کہ وہ پہلے کی طرح شام کو بغداد کے پُل پر جایا کرے گا تاکہ مہمانوں کو اپنے گھر لا سکے۔

ایک روز وہ اپنی عادت کے مطابق بغداد کے پُل پر جا بیٹھا اتفاق سے اس روز خلیفہ ہارون رشید بھی بھیس بدل کر اپنی رعایا کو دیکھنے نکلے۔ ابوالحسن کی نظر خلیفہ پر پڑی۔ وہ دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ تو وہی موصل کا سوداگر ہے جو پچھلے مہینے مِلا تھا۔ ابوالحسن نے جیسے ہی اس کو دیکھا، اس کو اپنی ساری پریشانیاں یاد آ گئیں۔ اس کو پہلے ہی اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ اس کی پریشانیوں میں موصل کے سوداگر کا ہاتھ تھا۔ اس نے سوچا کہ یہ سوداگر مردود کوئی جادوگر ہے۔ ابوالحسن اس کو دیکھ کر کانپنے لگا اور دل میں کہنے لگا "یا اللہ میرے اوپر رحم کر ـــــ مجھے یقین ہے کہ یہ کوئی جادوگر ہے۔"

ابوالحسن نے فوراً اپنا مُنہ دوسری طرف کر لیا، جیسے کہ اس نے دیکھا ہی نہیں ـــــ لیکن خلیفہ نے سوچا کہ پھر کسی ترکیب سے اس کو محل میں لے جائیں۔ چنانچہ وہ ابوالحسن کے پاس گئے، اور کہنے لگے۔ "آپ مجھے نہیں پہچانے۔ میں آپ کے یہاں ایک دن مہمان رہا تھا۔ آپ نے میری بڑی خاطر تواضع کی تھی۔ آج خدا نے مجھے آپ سے پھر ملایا ہے۔ اُمید ہے کہ کچھ وقت آپ کے ساتھ بہت اچھی طرح گذرے گا۔"

ابوالحسن نے بڑے غصّے سے اپنا سر ہلایا اور بولا "پہلی بات

www.kitabmart.in

تو یہ ہے کہ جس کسی کو میں اپنے یہاں مہمان رکھتا ہوں اس سے دوبارہ نہیں ملتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے مجھے بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ اب میں آپ پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ آپ کی وجہ سے اتنے دن دیوانہ رہا۔ پاگل خانے میں رہا۔ طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں۔ خدا کے واسطے اب مجھے معاف کرو۔"

"لیکن ایسا کیوں اور کیسے ہوا؟" خلیفہ نے حیرت سے پوچھا جیسے انہیں کچھ پتہ نہ ہو۔ "ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھے تو اپنا حال سناؤ۔ آخر کیا بات ہے۔ شاید میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں۔"

ابوالحسن نے خلیفہ کو اپنا سارا حال سنایا۔ خلیفہ نے بڑے غور سے سنا اور کہا "میرے عزیز دوست! میری خواہش ہے کہ آج پھر میں تمہارے یہاں مہمان رہوں۔ انشا اللہ سب ٹھیک ہوگا۔ تم بالکل پریشان نہ ہو۔" لیکن ابوالحسن کے حال پر خلیفہ کو بار بار ہنسی آ رہی تھی۔

ابوالحسن نے کہا "موصل کے سوداگر! شاید آپ میری بات کو مذاق سمجھ رہے ہیں۔" یہ کہہ کر اس نے اپنی قمیض ہٹائی اور اپنی پیٹھ پر زخموں کے نشان دکھائے۔

ان زخموں کے نشانوں کو دیکھ کر خلیفہ کو واقعی افسوس ہوا اور انھوں نے ابوالحسن کو گلے لگا لیا اور کہا "میرے بھائی، تم مجھے اپنے گھر لے چلو۔ مجھے تمہارے ساتھ بڑی ہمدردی ہے۔ انشا اللہ اب ایسی کوئی بات نہ ہوگی اور خدا تم کو ضرور برکت دے گا۔ یہ کہہ کر انھوں نے ابوالحسن کو اس طرح سینے سے لگایا کہ ابوالحسن ان کو اور

www.kitabmart.in

اُن کے غلام کو اپنے گھر لے گیا۔

اس روز پھر وہی ہوا۔ ابوالحسن نے خلیفہ کی خوب خاطرمدارات کی۔ اس کو اچھے اچھے کھانے کھلائے۔ اس کے بعد شراب کا دور چلا۔ ابوالحسن نے بہترین شراب پلائی اور شراب کے نشے میں بڑی مزے مزے کی باتیں کیں۔ خلیفہ نے موقع پاکر ابوالحسن کے گلاس میں وہی پاوڈر ڈال دیا، جس سے ابوالحسن کو نیند آگئی۔ خلیفہ نے غلام کو آواز دی اور اسے اشارہ کیا۔ غلام اسے کندھے پر ڈال کر محل میں لے گیا۔ اور پہلے کی طرح اس کو کپڑے بدل کر شاہی لباس میں بستر پر لِٹا دیا گیا۔

اگلے روز صبح جو اُس کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ وہی عالیشان کمرہ ہے۔ وہی خوبصورت خوبصورت کنیزیں ہیں۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ کیا معاملہ ہے۔ ہر طرف سے ہلکے ہلکے باجوں کی آوازیں سُنائی دیں۔ ابوالحسن کی سمجھ میں آگیا کہ یہ وہی جگہ ہے اور موصل کے سوداگر نے پھر وہی جادو کیا ہے۔ آج یہ محل۔ یہ خوبصورت کنیزیں ہیں۔ یہ ناچنا گانا ہے۔ اور کل میں پاگل خانے میں ہوں گا، جہاں میری پیٹھ پر کوڑے پڑیں گے ـــــ اے میرے خدا! میرے اوپر رحم کر ـــــ لعنت ہو اس موصل کے سوداگر پر ـــــ سارا موصل شہر برباد ہو جائے۔ خداوند تعالیٰ! اس پر اپنا قہر نازل کرے۔"

وہ بار بار آنکھیں کھولتا اور بند کرتا۔ اور ہر بار اس کو وہی منظر نظر آتا۔ اتنے میں کنیز شیریں آئی، اور ابوالحسن کے سرہانے

www.kitabmart.in

کھڑی ہو کر بولی ـــــــ "آپ کے جاگنے کا وقت ہو گیا ہے۔"

ابوالحسن نے کہا ـــــــ "تم اپنا کام کرو۔ میں ابوالحسن ہوں تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو۔ مجھے معاف کرو۔"

کنیز نے کہا ـــــــ "آپ ہمارے خلیفہ ہیں۔ مسلمانوں کی دنیا کے بادشاہ۔ آپ شاید کوئی خواب دیکھ رہے ہیں۔ آنکھیں کھولیے۔ مجھے دیکھیے میں آپ کی خاص کنیز شیریں ہوں۔ جس کو آپ نے اپنے ساتھ کھانا کھلایا تھا۔"

ابوالحسن نے کہا "تم مجھ سے مذاق مت کرو۔ میں کسی کو نہیں جانتا۔"

کنیز نے کہا ـــــــ "اے خلیفہ! صبح ہو گئی۔ اب دن نکل رہا ہے۔ آپ کی طبیعت خراب نہ ہو تو یہ وقت آپ کے اُٹھنے کا ہے میں سچ کہہ رہی ہوں۔ آپ ہمارے خلیفہ ہیں۔"

ابوالحسن نے کہا ـــــــ "تم غلط کہتی ہو۔ میں خلیفہ نہیں ہوں۔ موصل کے ایک سوداگر نے میرے اوپر جادو کر دیا ہے، جس کی وجہ سے میں مصیبت میں مبتلا ہوں۔ اس سے پہلے بھی اُس نے یہی کیا تھا۔"

کنیز نے کہا "آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔ آپ پر جادو نہیں ہُوا ہے۔ آپ ہمارے خلیفہ ہیں۔" ابھی وہ یہ کہہ ہی رہی تھی کہ ہر طرف سے باجوں کی آوازیں آنے لگیں اور یہ آوازیں آہستہ آہستہ تیز ہونے لگیں۔

ابوالحسن کو یقین سا ہونے لگا کہ وہ خلیفہ ہے۔ پھر اِس نے

www.kitabmart.in

اپنی انگلی شیریں کی طرف بڑھائی اور کہا "ذرا اسے اپنے دانت سے کاٹو تو پتہ چلے گا۔ میں جاگ رہا ہوں یا خواب دیکھ رہا ہوں"
کنیز نے جو انگلی کاٹی تو ابوالحسن کو سخت تکلیف ہوئی۔

ابوالحسن نے سوچا کہ میں خواب نہیں دیکھ رہا ہوں۔ یہ سب حقیقت ہے۔ اب باجوں کی آواز اور تیز ہو گئی اور لڑکیوں نے ناچنا شروع کر دیا۔ ابوالحسن کو لیٹے لیٹے نہ جانے کیا خیال آیا کہ وہ تیزی سے بستر سے اُٹھا اور اس نے کپڑے اُتار کر دُور پھینکے، اور بڑے زوروں سے ناچنے لگا۔

خلیفہ پاس کے کمرے سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ اُن کی حالت یہ ہوئی کہ ہنستے ہنستے بُرا حال ہو گیا۔ اُن کے لیے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو گیا۔ آخر خلیفہ تڑپ کر تیزی سے ہنستے ہوئے نکلے۔ ابوالحسن کو اس طرح ننگا ناچتا ہوا دیکھ کر وہ ضبط نہ کر سکے اور بولے "بس کرو بس ـــــ ابوالحسن ـــــ اگر تم اس طرح ناچتے رہے تو میں ہنستے ہنستے مر جاؤں گا"

اسی وقت ناچ گانا بند ہو گیا۔ سب گانے والیاں اپنی اپنی جگہ ٹھہر گئیں اور اتنی خاموشی چھا گئی کہ سوئی بھی گرتی تو اس کی آواز سُنائی دیتی۔ ابوالحسن بھی ٹھہر گیا، اور اس کی نظر خلیفہ پر پڑی، وہ پہچان گیا کہ ارے! یہ تو وہی موصل کا سوداگر ہے۔ ارے! یہ تو خلیفہ ہارون رشید ہیں۔ اب ساری بات اس کی سمجھ میں آ گئی کہ یہ موصل کا سوداگر نہیں تھا بلکہ خود خلیفہ ہارون رشید تھے جنھوں نے بھیس بدل کر مذاق کیا تھا۔ لیکن ابوالحسن نے اس طرح بات کی،

www.kitabmart.in

جیسے وہ خلیفہ کو نہ پہچانا ہو۔ "اچھا! آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دس دن تک روزانہ پچاس کوڑے کھانے سے بہتر ہے کہ آدمی ہنستے ہنستے مرجائے ـــــ آپ کی وجہ سے میں نے یہ مصیبت اُٹھائی۔ دیکھیئے میری پیٹھ پر یہ کوڑے کے نشان۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔" خلیفہ نے کہا۔ "میں نے تمہارے ساتھ جو زیادتی کی ہے، اس کے بدلے میں تم کو اتنے انعام و اکرام دوں گا کہ تم ساری زندگی مزے سے گذار سکوگے۔" یہ کہہ کر انھوں نے حکم دیا کہ "ابوالحسن کو بہترین لباس پہنایا جائے۔" ذرا سی دیر میں ابوالحسن وہاں بڑے اچھے لباس پہنے ہوئے کھڑا تھا۔ خلیفہ نے اسے اپنے سینے سے لگایا، اور کہا "ابوالحسن مانگو کیا مانگتے ہو۔"

ابوالحسن نے بڑے ادب سے اپنا سر جھکا دیا اور کہا "جہاں پناہ! آپ کی مہربانی، میری سب سے بڑی دولت ہے۔ اب تو میں اپنی باقی زندگی آپ کے قدموں میں گذارنا چاہتا ہوں۔"

یہ سُن کر خلیفہ بہت خوش ہوئے اور انھوں نے کہا "تمہاری درخواست منظور کی جاتی ہے۔ تم جب چاہو میرے پاس آسکتے ہو، میری بیوی زبیدہ بھی تم سے پردہ نہیں کرے گی ـــــ یہ عزت اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔" یہ کہہ کر خلیفہ نے ابوالحسن کو دس ہزار اشرفیاں دیں اور شاہی محل کے پاس رہنے کے لیے ایک مکان دیا۔

اس کے بعد ابوالحسن کو اپنی ماں یاد آئی وہ بڑی عزت کے ساتھ اپنی ماں سے ملنے کے لیے گیا اور اس نے سارا حال بیان کیا اور اسے بتایا کہ ہمارا مہمان موصل کا سوداگر نہیں تھا بلکہ موصل کے سوداگر

www.kitabmart.in

کے بھیس میں خود خلیفہ ہارون رشید تھے اور انھوں نے ہی مجھ سے مذاق کیا تھا اور ایک دن کے لیے مجھے خلیفہ مقرر کردیا تھا اور اسی وجہ سے میں اپنے آپ کو خلیفہ سمجھنے لگا تھا۔ اب خلیفہ نے مجھے دس ہزار اشرفیاں انعام کے طور پر دی ہیں اور مجھے اپنے محل کے پاس ایک مکان دیا ہے اور اب میں خلیفہ کا خاص آدمی ہوں۔"

اس کی ماں یہ سُن کر بہت خوش ہوئی۔ اس کے بعد ابوالحسن پھر محل چلا گیا اور ذرا سی دیر میں اس واقعہ کی خبر بغداد کے کونے کونے میں پہنچ گئی۔ اس کے بعد ابوالحسن بڑے مزے سے وہاں رہنے لگا۔ وہ سمجھدار تو تھا، اس کے ساتھ ہی بڑا خوش مزاج بھی تھا۔ اپنی مزیدار باتوں سے خلیفہ اور ملکہ زبیدہ کو خوش رکھتا۔ابوالحسن کو محل کی ایک کنیز بہت پسند تھی، جس کا نام شیریں تھا۔ جب ابوالحسن ملکہ زبیدہ کے پاس جاتا تو اُس کنیز کو بار بار دیکھتا۔ زبیدہ نے اس کا ذکر خلیفہ سے بھی کیا۔ خلیفہ نے اس کی شادی ابوالحسن سے کردی۔ یہ شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ کئی روز تک دعوتیں ہوتی رہیں۔ ناچ گانے ہوئے۔ خلیفہ اور ملکہ زبیدہ نے بہت سا سامان جہیز کے طور پر دیا۔ اب وہ دونوں بڑے مزے میں رہنے لگے۔ ایک دوسرے سے بڑی محبت کرتے تھے اور بڑے عیش و آرام سے ہنسی خوشی رہتے۔ شیریں جیسی صورت کی اچھی تھی، ویسی ہی عادت کی بھی اچھی تھی۔ دونوں خوب ٹھاٹ سے رہتے، خوب روپیہ پیسہ خرچ کرتے۔

آخر ایک روز وہ سارا روپیہ جو خلیفہ نے ابوالحسن اور

www.kitabmart.in

شیریں کو دیا تھا، ختم ہو گیا۔ ابوالحسن کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی کہ خلیفہ سے کچھ اور روپیہ مانگے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔ شیریں بھی پریشان تھی۔ وہ بھی سوچ رہی تھی کہ ملکہ سے کیسے کہے۔ آخر ابوالحسن نے ایک ترکیب سوچی۔ اس نے بیوی سے کہا کہ "آؤ ہم تم دونوں مرجائیں۔"

یہ سُن کر شیریں ناراض ہو گئی۔ "اگر ایسے بے موت مرنا چاہتے ہو تو تم ہی مرو۔ میں تو اس طرح مرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔"

ابوالحسن نے کہا "تم بھی عجیب عورت ہو۔ میری بات پوری نہیں ہوئی۔ اور تم لڑنے کے لیے تیار ہو گئیں۔ پہلے میری بات تو سنو۔ میرا مطلب یہ ہے کہ میں اور تم سچ مچ نہیں مریں گے۔ ہم تو موت کا بہانا بنائیں گے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ میں لیٹ جاؤں گا، بالکل چپ چاپ پڑا رہوں گا، مردے کی طرح —— تم میرے اوپر سفید چادر ڈال دینا تاکہ دیکھنے والا یہی سمجھے کہ جیسے میں مر گیا ہوں۔ تم میرے مُنہ کو قبلہ کی طرف کر دینا اور پھر روتی پیٹتی، بال کھولے، کپڑے پھاڑتی ہوئی محل کے اندر ملکہ زبیدہ کے پاس چلی جانا، اور جاتے ہی اُن کے قدموں پر گر جانا —— اور روتے ہوئے کہنا "ہائے ملکہ! میں کیا کروں۔ میرا شوہر مر گیا۔ میں بیوہ ہو گئی" اور خوب دھاڑیں مار مار کر رونا۔ ملکہ پر تمھارے اس طرح رونے کا میرے مرنے کا حال سُن کر بہت افسوس ہوگا۔ ملکہ یقیناً تم پر ترس کھا کر، تسلی دینے کے لیے میرے کفن دفن کے لیے روپیہ دے گی۔ پھر تم وہ روپیہ پیسہ لے کر آ جانا اور میری جگہ

www.kitabmart.in

اسی طرح لیٹ جانا جیسے سچ مچ مرگئی ہو۔ اور میں روتا چیختا، ماتم کرتا خلیفہ کے پاس جاؤں گا اور خلیفہ سے کہوں گا کہ میری بیوی شیریں مرگئی —— پھر تم جانتی ہو کہ خلیفہ پر کتنا اثر ہوگا۔"

شیریں نے کہا —— "اچھا اب جلدی جاؤ اور کفن لے کر آؤ۔"

ابوالحسن بازار گیا اور وہاں سے کفن لے آیا۔ پھر قالین پر چادر بچھا کر چپ چاپ مردہ بن کر لیٹ گیا۔ شیریں نے اس کا سر قبلہ کی طرف کر دیا اور اس کا منہ باریک کپڑے سے ڈھک دیا۔ اب شیریں خوب چیخ چیخ کر روئی اور بال کھول کر دھاڑیں مارتی ہوئی ملکہ زبیدہ کے پاس گئی اور رو رو کر ابوالحسن کا ذکر کرنے لگی، اور ملکہ کے قدموں پر گر پڑی اور ایسا لگا جیسے بیہوش ہوگئی ہو۔ محل کی دوسری کنیزیں دوڑیں اور انھوں نے شیریں پر گلاب کا عرق چھڑکا۔ ذرا سی دیر کے بعد شیریں کو ہوش آیا۔ ملکہ نے تسلی دیتے ہوئے کہا " شیریں! صبر کرو۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ ابوالحسن بڑا اچھا آدمی تھا۔ خدا اس کو جنت نصیب کرے۔"

ملکہ زبیدہ نے اسی وقت شیریں کو سو اشرفیاں دیں تاکہ ابوالحسن کے کفن دفن کا اچھا انتظام ہوجائے۔ اب شیریں اپنے گھر میں آئی اور کمرے کا دروازہ بند کرنے کے بعد اس نے بڑے زور کا قہقہہ لگایا۔ ابوالحسن، اس کی آواز سُن کر اٹھ بیٹھا اور اشرفیوں کی تھیلی دیکھ کر بہت خوش ہُوا۔

ابوالحسن نے کہا "اب میری باری ہے خلیفہ کے پاس جانے کی۔ جیسے تم ملکہ کے پاس گئی تھیں۔ دیکھو میں بھی کامیاب ہوتا ہوں

www.kitabmart.in

یا نہیں۔ ایک بار خلیفہ نے بھی تو مجھ سے مذاق کیا تھا۔ آج مجھے خلیفہ سے بدلہ لینے کا موقع ملا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے شیریں کو اپنی جگہ پر لٹایا اور اپنی آنکھوں میں پیاز ملی اور روتا ہوا خلیفہ کے پاس گیا۔ خلیفہ اُس وقت دربار میں تھے۔ خلیفہ اور دربار کے تمام آدمی ابوالحسن کو اس حال میں دیکھ کر گھبرا گئے کیونکہ انھوں نے اس سے پہلے اُسے کبھی اس حال میں نہیں دیکھا تھا۔ ابوالحسن خلیفہ کو دیکھ کر اور زور سے رو دیا "ہائے میری پیاری شیریں! اب میں تجھے کہاں پاؤں گا۔"

یہ سُن کر خلیفہ سمجھ گیا کہ شیریں کا انتقال ہو گیا۔ خلیفہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ دربار کے سب لوگ رونے لگے۔ خلیفہ نے کہا "ابوالحسن —— میرے بھائی۔ مجھے بھی تمہاری بیوی کی موت کا بہت غم ہے۔ لیکن خدا کی مرضی میں کون دخل دے سکتا ہے —— سچی بات یہ ہے کہ شیریں جیسی عورت اور کہاں مل سکتی ہے۔ لیکن میں تم سے یہی کہوں گا کہ اب صبر کرو اور اس وقت اس کے کفن دفن کا انتظام کرو۔"

اس کے بعد خلیفہ نے وزیر جعفر سے کہا کہ خزانچی سے کہہ کر فوراً سو اشرفیاں دے دو تاکہ شیریں کے دفن کرنے کا انتظام ہو سکے۔

اب ابوالحسن یہ سو اشرفیاں لے کر اپنے گھر میں داخل ہوا اور اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے شیریں کو اُٹھایا اور کہا "دیکھو تم ہی ملکہ سے اشرفیوں کی تھیلی لے کر نہیں آئیں، میں بھی خلیفہ

www.kitabmart.in

سے سو اشرفیاں لے کر آیا ہوں" وہ دونوں بے حد خوش ہوئے۔

اُدھر خلیفہ جلدی سے دربار کا کام ختم کر کے ملکہ زبیدہ کے محل میں گئے۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ زبیدہ مسہری پر پڑی ہوئی ہے اور بے حد غمگین ہے۔ خلیفہ نے کہا ـــــــ "میری پیاری ملکہ! اُداس مت ہو۔ خدا کی مرضی میں کون دخل دے سکتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ شیریں کی موت کا صدمہ تم کو بہت ہوگا۔ لیکن اب کیا کیا جائے صبر کرو ـــــــ میں جانتا ہوں کہ تم شیریں سے کتنی محبت کرتی تھیں"

ملکہ نے کہا ـــــ "جہاں پناہ! آپ غلط سمجھے۔ میری کنیز شیریں خیریت سے ہے۔ موت تو ابوالحسن کی ہوئی ہے۔ ہائے بیچارہ ابوالحسن! کتنا اچھا آدمی تھا۔ خدا اس کو جنّت میں جگہ دے"

خلیفہ نے کہا "ابوالحسن کی موت کا غم مت کرو۔ ابوالحسن تو اچھی طرح ہے۔ موت تو شیریں کی ہوئی۔ ابوالحسن نے ابھی خود آکر مجھے اطلاع دی ہے تاکہ وہ شیریں کو دفن کرنے کا انتظام کرے۔ مجھے بھی شیریں کی موت کا بے حد افسوس ہے۔ وہ تم سے کتنی محبت کرتی تھی"

ملکہ زبیدہ نے کہا "جہاں پناہ! ویسے تو آپ کی عادت ہے کہ اکثر مذاق کرتے ہیں لیکن یہ وقت مذاق کا نہیں ہے۔ یہ میری کنیز نہیں مری بلکہ ابوالحسن کی موت ہوئی ہے۔ آپ خود سوچیئے کہ آپ کا اپنا آدمی ابوالحسن مرگیا ہے اور آپ غلطی سے شیریں کو مردہ سمجھ رہے ہیں"

www.kitabmart.in

اب خلیفہ کو بہت غصہ آیا۔ انھوں نے ناراض ہو کر کہا —— "زبیدہ تم کو میری بات کا یقین کیوں نہیں آتا۔ ابوالحسن زندہ ہے، اور بالکل ٹھیک ہے۔ وہ خود میرے پاس اپنی بیوی کی موت کی اطلاع دے کر گیا ہے۔"

زبیدہ نے کہا —— "یہ بالکل غلط ہے۔ میں ہرگز نہیں مان سکتی۔ ابھی ایک گھنٹہ پہلے شیریں میرے پاس آئی تھی، روتی پیٹتی ہوئی۔ میں نے خود اسے سو اشرفیاں دی ہیں۔ مجھے بالکل یقین ہے کہ ابوالحسن مرا ہے۔ آپ یا تو غلط سمجھ رہے ہیں یا پھر مجھ سے مذاق کر رہے ہیں۔"

اب تو خلیفہ کا غصہ اور بڑھ گیا۔ اُس نے اپنے خاص غلام کو آواز دی اور کہا "جاؤ، ابوالحسن کے گھر —— اور یہ دیکھ کر آؤ کہ کون مرا ہے۔ اور فوراً یہاں آکر اطلاع دو۔"

جب وہ غلام چلا گیا تو خلیفہ نے کہا "زبیدہ! ابھی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔"

زبیدہ نے کہا "مجھے پہلے سے یقین ہے کہ شیریں زندہ ہے اور ابوالحسن مرگیا ہے۔ اس لیے کہ میں نے شیریں کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے اپنی آنکھ سے۔"

خلیفہ کے حکم کے مطابق غلام ابوالحسن کے یہاں گیا۔ ابوالحسن اپنے مکان کی کھڑکی سے دیکھ رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ خلیفہ اور ملکہ میں بحث ہوگی اور وہ ضرور کسی نہ کسی کو سچی بات معلوم کرنے کے لیے بھیجیں گے۔ اس لیے جیسے ہی ابوالحسن نے غلام کو اپنے گھر کی

www.kitabmart.in

طرف آتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ خلیفہ نے اس غلام کو بھیجا ہے۔ اس نے شیریں سے کہا ــــــ "شیریں! تم جلدی سے چپ چاپ کفن میں منہ چھپا کر پڑ جاؤ۔"

شیریں اسی طرح لیٹ گئی۔ ذرا سی دیر میں غلام بھی آگیا۔ اس نے کہا ــــــ "ابوالحسن! ایک عجیب بات ہے۔ ملکہ زبیدہ کہہ رہی ہیں کہ تم مر گئے ہو، تمھاری بیوی زندہ ہے۔ خلیفہ نے مجھے صحیح بات معلوم کرنے کے لیے بھیجا ہے۔"

ابوالحسن نے کہا: "تم خود اپنی آنکھ سے دیکھ لو کہ میں کتنی مصیبت میں مبتلا ہوں۔ ملکہ بھی سچ کہتی ہیں کہ شیریں کے بغیر میں مردے سے بھی زیادہ مردہ ہوں اور شیریں اتنی اچھی عورت تھی کہ مرجانے کے بعد بھی اس کا نام محل میں زندہ رہے گا۔"

وہ غلام شیریں کا منہ کفن میں ڈھکا ہوا دیکھ کر چلا گیا اور خلیفہ سے بولا ــــــ "جہاں پناہ! ابوالحسن تو خیریت سے ہے۔ لیکن اس کی بیوی ضرور مر گئی ہے۔ میں اس کی لاش کفن میں لپٹی ہوئی دیکھ کر آیا ہوں۔ لیکن بیوی کی موت کا اثر ابوالحسن پر بھی بہت ہے اور وہ بہت پریشان ہے۔"

ملکہ نے کہا: "میں نے تھوڑی دیر پہلے خود اپنی آنکھ سے شیریں کو دیکھا ہے۔ میں کیسے مان لوں کہ وہ مر گئی۔ تمھارا غلام جھوٹا ہے میں اس کی بات نہیں مان سکتی۔" یہ کہہ کر اس نے اپنی ایک کنیز کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ جاؤ جاکر دیکھ کر آؤ کہ کون مرا ہے۔ یہ کمبخت غلام جھوٹ بول کر خلیفہ کو خوش کرنے کی کوشش کر رہا

www.kitabmart.in

ہے کہ وہ سچے ہیں اور میں جھوٹی ہوں۔"

کنیز نے کہا "ہم نے تو خود تھوڑی دیر پہلے شیریں کو آپ کے پاس روتے پیٹتے دیکھا تھا۔ وہ اتنی جلدی کیسے مر سکتی تھی۔ موت تو ابوالحسن کی ہوئی۔"

زبیدہ نے کہا " میں کیا کروں۔ خلیفہ کو یقین نہیں آرہا۔ اسی لیے تو میں تم کو بھیج رہی ہوں۔ تم دیکھ کر آؤ اور صحیح صحیح بات بتاؤ۔" پھر زبیدہ نے خلیفہ سے کہا " اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی اپنی کنیز کو بھیج کر معلوم کرلوں۔ آپ کا غلام تو جھوٹا ہے۔"

خلیفہ نے کہا " تم میری بات کیوں ماننے لگیں۔ انھوں نے کنیز کو حکم دیا کہ جاؤ تم بھی دیکھ کر آؤ۔"

ادھر ابوالحسن اور شیریں کھڑکی میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ وہ سمجھ گئے کہ زبیدہ ہرگز غلام کی بات نہ مانے گی اور وہ اپنی کسی کنیز کو بھیجے گی۔ اتنے میں ان کی نظر اس کنیز پر پڑی جو حال معلوم کرنے کے لیے آرہی تھی۔ ابوالحسن تیزی سے گیا اور مردے کی طرح کفن میں جاکر پڑ گیا۔ جب کنیز داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ شیریں کے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں، بال کھلے ہوئے ہیں اور بری طرح بلک بلک کر رو رہی ہے۔ ابوالحسن کی لاش کفن میں لپٹی پڑی ہے۔ شیریں کو اس حال میں دیکھ کر اسے بڑا دکھ ہوا۔ اس نے شیریں کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اسے تسلّی دی۔ اور کافی دیر تک اس کے پاس بیٹھی رہی۔ پھر چلتے ہوئے بولی ــــــ " بہن! اب میں چلتی ہوں۔ کیونکہ خلیفہ اور ملکہ میں بڑا جھگڑا ہو رہا ہے۔ ملکہ کہتی ہے

www.kitabmart.in

کہ ابوالحسن مرا ہے اور خلیفہ کہہ رہے ہیں کہ شیریں کی موت ہوئی ہے۔ اب میں ملکہ کو اطمینان دلاتی ہوں کہ آپ کی شیریں زندہ ہے۔"

کنیز نے آکر سارا حال ملکہ کو سُنایا۔ اب تو خلیفہ کو بھی فکر ہوئی کہ آخر یہ کیا بات ہے۔ خلیفہ نے کہا "ہم سب جھوٹے ہیں۔ اب بہتر یہی ہے کہ ہم سب ابوالحسن کے گھر چلیں اور خود اپنی آنکھ سے دیکھیں کہ کیا قصّہ ہے۔"

ذرا سی دیر میں خلیفہ اور ملکہ غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ ابوالحسن کے گھر گئے۔ ابوالحسن اور شیریں نے دور سے انھیں آتے دیکھا تو وہ پریشان ہوگئے۔ شیریں نے کہا "اب بتاؤ کیا کروگے۔"

ابوالحسن نے کہا "آؤ، اب ہم تم دونوں اس کفن میں لیٹ جائیں۔ چنانچہ خلیفہ کے آنے سے پہلے دونوں چپ چاپ کفن میں پڑ گئے۔

جب خلیفہ اور زبیدہ آئے تو وہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ "ارے! یہ تو دونوں مرے پڑے ہیں۔"

زبیدہ نے بڑے دُکھ کے ساتھ کہا "افسوس، کہ تم اپنے شوہر کی موت کی تاب نہ لا سکی۔"

خلیفہ نے کہا "زبیدہ! تم غلط سمجھ رہی ہو۔ غم سے شیریں کی موت نہیں ہوئی۔ شیریں تو پہلے ہی مر چکی تھی۔ بیچارہ ابوالحسن اپنی بیوی کے غم میں مر گیا۔"

اب پھر دونوں میں بحث شروع ہوگئی۔

آخر ایک مرتبہ ملکہ نے کہا "ابوالحسن کی کنیزیں کہاں ہیں انھیں

www.kitabmart.in

ٹھیک بات معلوم ہو گی۔ انھوں نے ہی دوسرے کی لاش پر کفن ڈالا ہوگا۔"

خلیفہ نے کہا "کہاں ہیں وہ سب کی سب۔ جو کوئی اس بھید کو کھولے گا۔ میں اسے ایک ہزار اشرفیاں دوں گا۔"

جیسے ہی خلیفہ نے یہ بات کہی۔ ابوالحسن کفن پھینک کر اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا "میرے پیارے خلیفہ! آپ صحیح کہتے ہیں کہ میں بعد میں مرا۔ شیریں کی موت کے غم میں ——— آپ ایک ہزار اشرفیاں مجھے دیں۔"

ملکہ زبیدہ اور اس کی کنیزیں ڈر کے مارے اِدھر اُدھر بھاگنے لگیں۔ لیکن خلیفہ سب کچھ سمجھ گئے کہ ابوالحسن نے اُن سے مذاق کیا ہے اور خلیفہ سے پُرانے مذاق کا بدلا لیا ہے۔

اب شیریں اُٹھی اور دوڑتی ہوئی ملکہ زبیدہ کے قدموں پر گر پڑی اور کہنے لگی ——— "میری پیاری ملکہ: انعام مجھے دِلوایئے ——— آپ سچی ہیں۔ اس غم نے مجھے مار ڈالا۔ میں بعد میں مری۔"

یہ سُن کر ملکہ کو بھی ہنسی آگئی اور وہ بھی بات سمجھ گئی ———

اُس کے بعد ابوالحسن نے سارا واقعہ سُنایا۔ جس کو سُن کر خلیفہ کو سچی بات معلوم ہوگئی۔ اب پھر خلیفہ کو بڑے زور کی ہنسی آئی اور وہ بولے ——— "ابوالحسن! تم مجھے ہنساتے ہنساتے مار ڈالوگے۔

اس کے بعد خلیفہ نے شیریں اور ابوالحسن کو ایک ایک ہزار اشرفیاں دیں اور حکم دیا کہ آیندہ سے ابوالحسن کو ہر مہینے ایک ہزار اشرفیاں تنخواہ کے طور پر دی جائیں تاکہ پھر اِن کو مرنے

www.kitabmart.in

کی ضرورت نہ پڑے۔"

خلیفہ اور ملکہ کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے ابوالحسن اور شیریں کو دوبارہ زندگی مل گئی ہے اور وہ بے حد خوش ہوئے۔ اُن کی محبت بھی بڑھ گئی۔ پھر تو ابوالحسن اور شیریں دونوں مزے میں۔ ہنسی خوشی رہنے لگے۔

www.kitabmart.in

علی بابا اور چالیس چور

کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں ایران میں دو بھائی رہتے تھے۔ ایک کا نام تھا قاسم اور دوسرے کا علی بابا ــــــ یہ دونوں بہت غریب تھے، بہت غریب ــــ لیکن اچانک قاسم کی قسمت پلٹ گئی۔ اس کی شادی ایک دولت مند کی لڑکی سے ہو گئی اور وہ بڑے عیش و آرام سے رہنے لگا۔ اس نے ایک بڑی سی دوکان کھولی اور تھوڑے دنوں کے اندر اس کی گنتی بڑے تاجروں میں ہونے لگی۔

علی بابا کی شادی ایک غریب گھرانے میں ہوئی۔ وہ روزانہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا، ان کو بازار میں بیچتا اور کسی نہ کسی طرح ان تھوڑے پیسوں میں گزربسر کرتا۔

ایک دن علی بابا لکڑی کاٹنے کے لیے جنگل میں گیا۔

وہ لکڑی کاٹ کر اپنے گدھوں پر لادنے ہی والا تھا کہ اسے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ اس نے

www.kitabmart.in

غور سے دیکھا تو یہ سوار اُسی کی طرف آرہے تھے۔ اسے اکدم سے شک ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ چور ہوں۔ اس نے مارے ڈر کے گدھوں کو تو پیڑوں کے پیچھے چھپا دیا اور خود ایک پیڑ کے اوپر چڑھ گیا۔ اور شاخوں میں چھُپ کر بیٹھ گیا۔ یہاں پر اسے کوئی نہ دیکھ سکتا تھا، لیکن وہ سب کو دیکھ سکتا تھا۔ یہ سوار اُسی پیڑ کے نیچے سے گذرے۔ یہ کُل مِلا کر چالیس سوار تھے۔ علی بابا ان کو دیکھ کر دَنگ رہ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ یہ لوگ زرا آگے بڑھے، اپنے گھوڑوں پر سے اُترے۔ انھوں نے بڑے بھاری بھاری بورے اُتارے اور اپنے اپنے کندھوں پر لیے ہوئے آگے بڑھے۔ وہیں سامنے ایک بڑا سا پھاٹک تھا۔ ان کے سردار نے آگے بڑھ کر بڑی زوردار آواز میں کہا ـــــ "کھُل جا سِم سِم" ـــــ اس کا کہنا تھا کہ پھاٹک کا دروازہ اپنے آپ کھُل گیا۔ یہ چالیسوں اندر داخل ہوئے۔ ان کے اندر جاتے ہی دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا۔ علی بابا چُپ چاپ اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ آخر زرا سی دیر کے بعد دروازہ کھُلا۔ وہ چالیسوں اس میں سے نِکلے۔ پھر ان کے سردار نے کہا ـــــ "بند ہو جا سِم سِم" ـــــ اس کے کہتے ہی دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا ـــــ یہ چالیسوں اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور زرا سی دیر میں یہ جا وہ جا۔ کہیں سے کہیں پہنچ گئے۔

جب چالیسوں سوار چلے گئے تو علی بابا چُپکے سے پیڑ

www.kitabmart.in

پر سے اُترا۔ وہاں سے سیدھا پھاٹک کے پاس پہنچا اور بولا "کُھل جا سم سم"____ اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ پھاٹک کُھل گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ جسے وہ ایک اندھیرا سا غار سمجھ رہا تھا، بڑی مزے کی جگہ نکلی۔ بڑی اونچی اونچی چھتیں____ ادھر ادھر لاکھوں روپیہ کا سامان بکھرا پڑا ہے۔ چاندی اور سونے سے بھری ہوئی بوریاں ہیں۔

علی بابا پہلے تو ڈرا، پھر ہمت کرکے اندر داخل ہوا۔ جیسے ہی اُس نے دروازے کی چوکھٹ کے اندر قدم رکھا، دروازہ بند ہو گیا۔ اس نے جلدی جلدی وہ بورے اٹھائے اور بولا "کُھل جا سم سم"____ اس کا یہ کہنا تھا کہ پھاٹک کے دونوں پٹ کُھل گئے۔ علی بابا نے یہ بورے باہر نکالے، اپنے گدھوں کو لے کر آیا، اور یہ بورے اُن پر لادے۔ پھر ان بوروں پر لکڑی کے ٹکڑے بڑی صفائی سے رکھ دیے کہ بورے چُھپ جائیں اور نظر نہ آئیں۔ اس کے بعد علی بابا بڑے زور سے بولا "بند ہو جا سم سم"____ اس کے کہتے ہی پھاٹک بند ہو گیا اور علی بابا گدھوں کو لے کر اپنے گھر آ گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے چُپ چاپ وہ بورے اتارے اور انھیں ایک طرف ڈال دیا۔ پھر وہ گھر میں ایک گڑھا کھودنے لگا تاکہ اس میں سارا لایا ہوا سونا چُھپا دے۔ اس کی بیوی نے کہا "تم اتنے میں گڑھا کھودو میں بھابی کے یہاں سے ترازو لے آؤں تاکہ ان سب کو

www.kitabmart.in
www.kitabmart.in

تول کر رکھ دوں۔"

علی بابا کی بیوی دوڑی دوڑی قاسم کے گھر گئی۔ اس وقت قاسم گھر میں نہیں تھا۔ اس نے قاسم کی بیوی سے ترازو مانگا۔

قاسم کی بیوی نے کہا۔" بی بی زرا دیر ٹھہرو، میں ابھی لاتی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ اندر گئی۔ پھر سوچنے لگی کہ علی بابا کے گھر میں ٹھیک سے کھانے کو تو ہے نہیں، اتنا غلّہ کہاں سے آیا' جو اسے تولنے جا رہی ہے۔ اس نے ترازو کے پلڑے کے نیچے اس طرح چربی لگا دی کہ کسی کو پتہ نہ چلے اور پھر وہ ترازو علی بابا کی بیوی کو دے دیا۔

علی بابا اور اس کی بیوی نے سارا سونا تولا اور زرا سی دیر کے بعد ترازو واپس کر دیا۔ قاسم کی بیوی کی چال کامیاب ہو گئی۔ کیونکہ پلڑے کے نیچے چربی لگی تھی' اس میں ایک اشرفی چپک کر رہ گئی۔ علی بابا اور اس کی بیوی اتنی جلدی میں تھے کہ اُن کو نظر نہ پڑی اور انھوں نے اسی طرح وہ ترازو واپس کر دیا۔

قاسم کی بیوی یہ دیکھ کر جل ہی تو گئی۔ شام کو جب قاسم اپنی دکان سے واپس آیا تو اس نے کہا ــــ"تم سمجھتے ہو کہ تمھارا بھائی بہت غریب ہے۔ ارے' اس کے پاس اتنا سونا ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ جانتے ہو وہ اشرفیاں گننے کے بجائے تولتا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے اشرفی سامنے لاکر رکھ دی۔ قاسم بھی یہ سُن کر جل گیا کہ آخر علی بابا کے

www.kitabmart.in

پاس اتنی دولت کہاں سے آئی۔ وہ تمام رات اسی اُلجھن میں رہا۔ لیکن اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

اگلے دن صبح قاسم سیدھا علی بابا کے پاس گیا اور بولا ــــ "تم مجھ سے ہر بات چھپاتے ہو، سچ سچ بتاؤ کہ تمھارے پاس اتنی دولت کہاں سے آگئی کہ گِننے کے بجائے تولنے کی ضرورت پیش آئی۔"

علی بابا نے انجان بن کر کہا۔ "میری سمجھ میں نہیں آیا کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ زرا صاف صاف کہو کہ تمھارا کیا مطلب ہے۔"

قاسم نے کہا "تم میری بات خوب سمجھ رہے ہو۔ جان بوجھ کر انجان بننے کی کوشش مت کرو۔" یہ کہہ کر اس نے اپنی جیب سے اشرفی نکال کر علی بابا کو دکھائی اور بولا ــــ "یہ اشرفی اس ترازو کے نیچے چپکی ہوئی تھی جو میری بیوی نے دیا تھا۔ بتاؤ تمھارے پاس ایسی کتنی اشرفیاں ہیں اور کہاں سے لائے؟"

اب تو علی بابا سمجھ گیا کہ اس بات کو چھپانا مشکل ہے۔ مجبوراً اس نے قاسم کو سچّی بات بتا دی۔

قاسم نے کہا ــــ "مجھے وہ جگہ بتاؤ، جہاں چالیس چوروں کا خزانہ ہے اور یہ بتاؤ کہ دروازہ کھلوانے کے لیے کیا پڑھنا پڑتا ہے۔ اگر تم نہیں بتاؤ گے تو میں ساری باتیں پولیس کے آدمیوں کو بتا دوں گا، اور پولیس والے تم کو

www.kitabmart.in

گرفتار کرکے لے جائیں گے۔"

علی بابا یہ سُن کر ڈر گیا اور اس نے قاسم کو وہ جگہ بتا دی اور وہ منتر بھی بتا دیا جس کو پڑھ کر دروازہ کھلوایا جاتا ہے۔ قاسم گھر واپس آیا اور اس نے سوچا کہ میں اپنے تمام خچّر لے جاؤں گا، اور غار میں سے سارا خزانہ اکدم سے نکال لاؤں گا۔

اگلے دن وہ دس خچّر لے کر جنگل کی طرف چل پڑا، اور دوپہر تک وہاں پہنچ گیا۔ وہاں پھاٹک بند تھا۔ قاسم نے پہنچتے ہی کہا ــــ "کھل جا سم سم" ــــ غار کا پھاٹک کھُل گیا۔ وہ سب کچھ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ علی بابا نے جو کچھ بتایا تھا، یہاں تو اس سے بھی زیادہ دولت تھی۔ وہ تھوڑی دیر تو ٹکٹکی باندھے حیرت سے دیکھتا رہا، پھر جلدی جلدی اس نے اشرفیوں کے بوروں کو بھرنا شروع کر دیا، اور گھسیٹ کر دروازے کے پاس تمام بورے لے آیا۔ لیکن دروازہ بند ہو چکا تھا، اور وہ دروازہ کھلنے کا منتر بھول گیا۔ اس نے بہت یاد کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ کسی طرح یاد نہ آیا۔ کبھی وہ کہتا "کھل جا دَم دَم" ــــ کبھی کہتا "کھُل جا بم بم" ــــ مگر وہ صحیح الفاظ بھول گیا۔ سونے کے لالچ میں اُسے کچھ بھی یاد نہ رہا۔

اتنے میں شام ہو گئی۔ شام کو جب وہ چالیس چور واپس آئے تو پھاٹک کے پاس انھیں دس خچّر نظر آئے۔ ان خچّروں کو دیکھ کر ہی انھیں شک ہو گیا کہ ضرور کوئی نہ کوئی یہاں

www.kitabmart.in

آیا ہے۔ انھوں نے خچّروں کو تو ایک طرف بھگا دیا اور تلواروں کو نیام سے نکال کر تیار ہو گئے۔ ان کے سردار نے کہا "کھُل جا سِم سِم" ــــــ دروازہ کھُل گیا۔ جیسے ہی دروازہ کھُلا۔ قاسم بڑی تیزی سے نکل کر بھاگا۔ لیکن چالیس آدمیوں سے بچ کر کیسے نکلتا۔ انھوں نے اسے پکڑ لیا اور تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ چوروں نے تمام بوروں کو دروازے سے ہٹا کر پھر وہیں رکھ دیا، اور مطمئن ہو گئے۔ لیکن وہ یہ سوچ کر پریشان ہو گئے کہ یہ آدمی غار کے اندر کیسے داخل ہوا۔ انھوں نے قاسم کی لاش کے ٹکڑوں کو اندر ڈال دیا اور پھر چوری کرنے چلے گئے۔

قاسم کی بیوی نے تمام رات اپنے شوہر کا انتظار کیا مگر وہ نہ آیا۔ وہ بیچاری پریشان ہو گئی۔ آخر وہ علی بابا کے پاس گئی اور کہنے لگی " بھیّا تم کو معلوم ہے کہ تمھارے بھائی صبح صبح جنگل کو گئے تھے لیکن ابھی تک واپس نہیں آئے۔ مجھے ڈر ہے کہیں کسی مصیبت میں تو نہیں پھنس گئے۔"

یہ سُن کر علی بابا بھی پریشان ہو گیا۔ اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات آئے۔ حالانکہ قاسم نے کبھی اس کی مدد نہیں کی تھی، چاہے علی بابا کتنی ہی مصیبت میں ہوتا۔ لیکن علی بابا بہت اچھا آدمی تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ قاسم کیسا بھی ہو، آخر ہے تو اس کا بھائی۔ اس نے اپنی بھابی کو تسلّی دی اور کہا " تم پریشان مت ہو، میں صبح تڑکے خود جاؤں گا

www.kitabmart.in

اور دیکھوں گا کہ آخر کیا بات ہے وہ کیوں واپس نہیں آیا۔"

جب صبح ہوئی تو علی بابا اپنے گدھے لے کر وہاں پہنچا۔ غار کے دروازے کے سامنے خون کی چھینٹیں دیکھ کر ہی اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس نے کہا "کھل جا سم سم" ——— جیسے ہی اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے، غار کا دروازہ کھل گیا اور وہاں قاسم کی لاش کے چار ٹکڑے دکھائی دیے۔ علی بابا چکرا گیا لیکن یہاں رونے دھونے کا موقع نہیں تھا۔ اس نے جلدی جلدی قاسم کی لاش کو گدھے پر رکھا اور اس پر کچھ اشرفیوں کے بورے اس طرح رکھ دیے کہ لاش کا کوئی حصّہ دکھائی نہ دے۔ اس کے بعد ان گدھوں کو لے کر وہ گھر کو چلا اس نے لوٹنے سے پہلے غار کا دروازہ بند کر دیا ——— وہاں سے علی بابا بچتا بچاتا اپنے گھر پہنچا۔ اس نے اشرفیوں کے بورے تو اپنے گھر اتارے اور اُس گدھے کو لے کر قاسم کے گھر پہنچا جس پر قاسم کی لاش تھی۔ دروازے پر اُس کی کنیز مرجینا آئی۔ قاسم نے اس کو سارا حال سُنایا، اور قاسم کی بیوی کو بُلا کر کہا ——— "بھابی! جو کچھ ہونا تھا، ہو گیا، اب کوئی کیا کر سکتا ہے۔ لیکن بہتر ہے کہ ہم اس لاش کو چُپ چاپ دفنا دیں۔ کسی کو پتہ نہ چلے۔ ورنہ ہم سب مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ مرجینا کنیز بڑی چالاک اور ہوشیار تھی۔ اس نے علی بابا سے کہا ——— "آپ فکر نہ کریں۔ میں سارا انتظام کر دوں گی۔"

www.kitabmart.in

زرا سی دیر میں کنیز عطار کی دکان پر گئی اور بولی "میرے آقا کی حالت بہت خراب ہے، بچنے کی کوئی اُمید نہیں ہے، کوئی دوا دے دو۔" عطار نے دوا دے دی۔

شام کو مرجینا پھر عطار کی دکان پر گئی اور بولی۔" اس دوا سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ میرے آقا کی حالت اور خراب ہو گئی ہے۔"

عطار نے ایک اور دوا دے کر کہا ــــــ" خدا کا نام لے کر یہ دوا اور کھلا دو، شاید اس سے کچھ فائدہ ہو جائے۔"

پڑوس میں ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ قاسم بہت بیمار ہے۔ چنانچہ رات کو اُن کے گھر سے جب رونے پیٹنے کی آواز سُنائی دی تو سب کو یقین ہو گیا کہ قاسم کا انتقال ہو گیا۔ اسی وقت مرجینا بازار گئی۔ وہاں ایک درزی کی دکان تھی۔ اس کا نام تھا مصطفیٰ درزی۔ یہ درزی اپنے کام میں بہت ہوشیار تھا۔ مرجینا نے ایک اشرفی اس کے ہاتھ پر رکھی اور کہا ــــــ" میاں جی زرا میرے گھر تک چلو۔ زرا سی دیر کا کام ہے۔"

مصطفیٰ درزی تیار ہو گیا۔ مرجینا نے کہا" میری ایک شرط ہے کہ تم کو اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر چلنا ہوگا" درزی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ مرجینا نے اس کے ہاتھ پر ایک اشرفی اور رکھ دی اور کہا ــــــ" جب تم میرا کام کر دو گے تو تم کو اور انعام دوں گی۔"

www.kitabmart.in

مصطفیٰ درزی دوسری اشرفی پاکر اور خوش ہوگیا اور اپنی آنکھوں پر پٹی بندھواکر مرجینا کے پیچھے چل پڑا۔ مرجینا نے اس کو اپنے گھر میں لاکر پٹی کھولی، اور کہا " اس لاش کے ٹکڑوں کو اچھی طرح سی دو۔" اس سے پہلے کہ مصطفیٰ درزی کچھ کہے، مرجینا نے اس کے ہاتھ پر ایک اور اشرفی رکھ دی۔

مصطفیٰ درزی نے اپنا سامان نکالا اور بڑی تیزی کے ساتھ اپنا کام شروع کیا۔ جب لاش خوب اچھی طرح سِل گئی تو مرجینا نے اس کو ایک اور اشرفی دی اور پہلے کی طرح آنکھوں پر پٹی باندھ کر اس کی دکان پر چھوڑ آئی، اور اس سے کہا۔" دیکھو یہ بات کسی سے نہ کہنا۔"

اس کے بعد علی بابا نے جلدی جلدی قاسم کی لاش کو نہلانے کا انتظام کیا، اور کفن میں لپیٹ کر اسے قبرستان میں لے جاکر دفن کردیا۔ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی اور سب یہی سمجھے کہ بیچارا قاسم بیمار ہوکر مرگیا۔

علی بابا کے ایک بیٹا تھا جو ایک اور دکاندار کے یہاں کام سیکھ رہا تھا۔ علی بابا نے قاسم کی دُکان اس کے سُپرد کردی۔ اور قاسم کی بیوی کے کہنے پر علی بابا اور اُس کی بیوی قاسم کے گھر آ گئے اور وہیں رہنے لگے۔ قاسم کا گھر بہت بڑا تھا۔ اس لیے اُن کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

ادھر چالیس چور جب اپنے غار میں داخل ہوئے تو وہ

www.kitabmart.in

حیرت میں رہ گئے کہ لاش کے چاروں ٹکڑے غائب تھے انھوں نے سوچا کہ اب تو ضرور کسی کو ہمارے خزانے کا پتا لگ گیا۔ ان کے سردار نے کہا ــــــ "اگر ہم نے اس آدمی کا پتا نہ لگایا تو ہماری خیریت نہیں ہے۔ اس لیے اب ہم کو چاہیے کہ اس آدمی کا پتا لگائیں جو یہاں سے لاش لے گیا ہے"

سب چوروں نے کہا "ہم کسی نہ کسی طرح سے اس کا پتا لگائیں گے"

ان کے سردار نے کہا۔ "تم میں سے جو سب سے بہادر ہو، وہ یہ کام کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک مسافر کی طرح شہر میں جا کر یہ پتا چلائے کہ کسی ایسے آدمی کی موت کی کوئی خبر ہے، جسے کسی نے قتل کر دیا ہے" لیکن جو بھی اس کام کو اپنے ذمّے لے، اس کو سمجھ لینا چاہیے کہ اگر وہ یہ کام نہ کر سکا تو جان سے مار دوں گا"

ایک چور نے کہا "میں یہ کام کر سکتا ہوں۔ اگر میں نہ کر سکا تو سردار کو حق ہے کہ مجھے جو چاہے سزا دے"

سردار نے اُسے اجازت دے دی۔ یہ چور ایک سوداگر کا بھیس بدل کر شہر میں پہنچا۔ وہاں اتفاق سے مصطفیٰ درزی کی دُکان کھلی ہوئی تھی۔ چور نے اس سے جا کر کہا۔ "بڑے میاں تم اتنی رات گئے موم بتی جلا کر کام کر رہے ہو۔ تم کو کچھ دکھائی بھی دے رہا ہے یا یوں ہی کام کر رہے ہو"

مصطفیٰ نے کہا ــــــ "تم پردیسی معلوم ہوتے ہو، اسی

www.kitabmart.in

یہ مصطفیٰ درزی کو نہیں جانتے۔ میں بوڑھا ہوں تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے ایک دن پہلے ایک لاش کے چار حصّے اس سے بھی کم روشنی میں سیے ہیں"۔

چور سمجھ گیا کہ یہ تو وہی لاش تھی۔ اس نے کہا" ایک لاش کو! نہیں نہیں —— تم نے خالی کفن سیا ہوگا"۔

"خیر چھوڑو، اس بات کو، —— تم کو اس سے کیا مطلب۔ مجھے کسی سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور نہ میں تم سے ایسی بات کرنا چاہتا ہوں"۔

چور نے چپکے سے ایک اشرفی نکال کر مصطفیٰ درزی کے ہاتھ پر رکھ دی اور اس سے کہا —— "میں نہیں چاہتا کہ تم مجھ سے کوئی بات چھپاؤ۔ لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کا ذکر کسی سے نہ کروں گا۔ اور اگر تم مجھے وہ گھر بتا دو تو میں تم کو اور انعام دوں گا"۔

مصطفیٰ درزی نے کہا "میں تم کو اگر بتانا بھی چاہوں تو نہیں بتا سکتا کیونکہ جب میں وہاں گیا تھا تو میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی تھی"۔

چور نے کہا "—— تم کو کچھ تو اس کا اندازہ ہوگا کہ کس کس راستے سے ہوتے ہوئے گذرے تھے۔ میں بھی تمھاری آنکھوں پر پٹی باندھے دیتا ہوں۔ تم اسی طرح اندازے سے چلو"۔ یہ کہہ کر چور نے مصطفیٰ درزی کے ہاتھ پر ایک اشرفی اور رکھ دی۔

www.kitabmart.in

مصطفیٰ درزی تیار ہو گیا اور پٹی بندھوا کر چور کے ساتھ ہو لیا۔ آخر چلتے چلتے وہ قاسم کے مکان کے سامنے آ گیا۔ اکدم سے مصطفیٰ نے کہا ــــــ "یہی وہ جگہ ہے۔" چور نے اس کی پٹی کھول دی اور جس دروازے پر وہ رکا تھا، وہاں اس نے چاک سے ایک نشان بنا دیا، تاکہ اگلے دن صبح کو اُسے پتا لگ جاتے کہ اصل مکان کون سا ہے۔ اس کے بعد اس نے مصطفیٰ درزی کی پٹی کھول دی اور اسے رخصت کر دیا اور خوشی خوشی اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا تاکہ انھیں بتا دے کہ اسے مکان کا پتا لگ گیا ہے۔

اُس وقت مرجینا کنیز کسی کام سے باہر گئی ہوئی تھی۔ وہ جب واپس آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ دروازے پر چاک کا ایک نشان ہے۔ مرجینا تھی بڑی چالاک۔ سمجھ گئی کہ ضرور کوئی نہ کوئی خاص بات ہے۔ وہ بھی چُپکے سے ایک چاک لے آئی اور اُس نے آس پاس کے تمام مکانوں کے دروازوں پر اسی طرح کا نشان بنا دیا۔

اِدھر چوروں کا سردار اس چور کو لے کر وہ مکان دیکھنے کے لیے آیا۔ مگر جب وہاں پہنچا تو اُس کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کون سا مکان ہے، کیونکہ وہاں تو ہر مکان کے دروازے پر ویسا ہی نشان بنا ہوا تھا۔ اب وہ کرتا تو کیا۔ چُپ چاپ واپس آ گیا۔ جب اور چوروں نے سُنا تو انھیں اِتنا غصّہ آیا کہ انھوں نے اس چور کو جان سے مار دیا، جو پتا لگانے کے

www.kitabmart.in

لیے گیا تھا۔

اب ایک اور چور کی باری آئی، جو بڑا جاسوس بنتا تھا۔ وہ بھی مصطفیٰ درزی کے پاس پہنچا۔ مصطفیٰ درزی کو اُس نے بھی اسی طرح اشرفیاں دیں اور پٹی باندھ کر مکان کا پتا لگانے کے لیے لے گیا۔ جب قاسم کے مکان پر پہنچا تو اس چور نے لال چاک سے نشان لگا دیا اور سردار کو لینے کے لیے واپس آ گیا۔

اتفاق سے مرجینا جو باہر نکلی تو اُسے لال نشان دیکھ کر شک ہوا کہ ضرور پھر کوئی دال میں کالا ہے۔ اس نے فوراً لال چاک لا کر ہر مکان پر ویسا ہی نشان لگا دیا۔

چور نے واپس آکر سردار سے سارا حال کہہ سُنایا اور کہا۔ "میں نے اصل مکان پر لال نشان لگا دیا ہے۔ اس بار ہمارا دشمن بچ کر نہیں نکل سکتا۔" سردار فوراً اس کے ساتھ ہو لیا۔ اس بار بھی وہی ہوا اور چور کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔

اب کُل ملا کر اڑتیس چور باقی رہ گئے تھے۔ چوروں کے سردار نے سوچا کہ اب یہ کام میں خود کروں گا۔ اُس نے مصطفیٰ درزی سے قاسم کے گھر کا پتا لگا لیا اور نشان لگانے کے بجائے خوب اچھی طرح سمجھ لیا کہ کون سا مکان ہے۔ یہ پتا لگا کر وہ واپس آیا اور بولا۔ "ساتھیو! اب ہم کو معلوم ہو گیا کہ ہمارا مجرم کون ہے۔ اب ہم اس سے بدلہ لیں گے۔"

اس نے واپس آکر انیس خچروں کا انتظام کیا اور بازار

www.kitabmart.in

سے تیل کے اڑتیس خالی پیپے منگوائے۔ ان میں صرف ایک پیپے میں تیل بھر دیا۔

چوروں کے سردار نے ہر پیپے میں ایک ایک چور چھپا دیا۔ ہر چور کے پاس ہتھیار تھا۔ اس نے پیپوں پر تھوڑا تھوڑا تیل مل دیا تاکہ یہ معلوم ہو کہ سچ مچ پیپوں میں تیل بھرا ہوا ہے۔ یہ تمام پیپے خچّروں پر لاد کر سردار شہر میں داخل ہوا۔ جو کوئی دیکھتا یہی سمجھتا کہ تیل کا سوداگر ہے۔ یہاں سے وہ سیدھا علی بابا کے گھر پہنچا۔ اتفّاق سے اس وقت علی بابا اپنے گھر کے سامنے کھڑا تھا۔ سردار نے خچّروں کو وہیں روکا اور علی بابا سے بولا ــــــ "میرے بھائی! میں یہاں تیل بیچنے کے لیے آیا ہوں۔ اب بہت دیر ہو گئی۔ یہ سمجھ میں نہیں آرہا کہ اتنی رات گئے کہاں جاؤں۔ اگر تم کو تکلیف نہ ہو تو بس یہیں کہیں رات بھر ٹھہرنے کا انتظام کر دو۔ صبح ہوتے ہی چلا جاؤں گا۔"

حالانکہ علی بابا نے چوروں کے سردار کو جنگل میں دیکھا تھا لیکن وہ پہچان نہ سکا اور بڑی محبّت سے بولا۔ "تم بڑے شوق سے یہاں رات بھر رہو۔ علی بابا نے تمام خچّروں کو ایک کمرے میں بند کر دیا اور سردار کے لیے ایک دوسرا کمرہ خالی کر دیا۔ اس کے بعد وہ مرجینا کے پاس گیا اور اس سے بولا۔ "مرجینا! ہمارے یہاں ایک مہمان آیا ہے۔ اُس کے لیے کھانا پکا دو۔ جب کھانا تیار ہو چکا تو علی بابا نے سردار کو کھانا کھلایا۔ علی بابا

www.kitabmart.in

نے کہا "تم کو جس چیز کی ضرورت ہو، کنیز سے کہہ دینا، یہ انتظام کردے گی۔" اس کے بعد علی بابا نے کنیز سے کہا "میں ایک ضروری کام سے صبح کو جاؤں گا۔ تم میرے لیے ناشتہ تیار کر دینا۔" یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے میں سونے چلا گیا۔

سردار چپکے سے اس کمرے میں گیا، جہاں خچر تھے۔ اس نے ہر چور سے کہہ دیا کہ جب میں کنکر پھینکوں تو تم اکدم سے پیپے سے نکل آنا اور پھر ہم سب لوگ ایک ساتھ حملہ کریں گے۔"

اس کے بعد سردار اپنے کمرے میں چلا گیا۔ مرجینا نے سوچا کہ سونے سے پہلے مالک کے واسطے صبح کے لیے ناشتہ تیّار کردوں۔ وہ باورچی خانے میں جاکر کام کرنے لگی۔ لیکن زرا سی دیر میں چراغ کا تیل ختم ہوگیا اور وہ بجھنے لگا۔

اس نے سوچا کیوں نہ سوداگر کے پیپوں میں سے زرا سا تیل نکال لے۔ وہ کمرے میں گئی۔ جیسے ہی ایک پیپے کے پاس گئی، اندر سے آواز آئی "اب نکل آؤں کیا؟" —— وہ دوسرے پیپے کے پاس گئی، اس میں سے بھی یہی آواز آئی۔ وہ جس پیپے کے پاس جاتی، اس میں سے یہی آواز آتی۔ مرجینا سمجھ گئی کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہے۔ اس نے مردانہ آواز بنا کر کہا "ابھی نہیں" —— ہر پیپے کے پاس جاکر اسے معلوم ہوگیا کہ سوائے ایک کے ان میں سے ہر ایک میں ایک ایک آدمی چھپا ہوا ہے۔

www.kitabmart.in

اس نے تیل والے پیپے میں سے تیل نکالا اور اسے چولھے پر رکھ کر خوب گرم کیا اس کے بعد اس نے وہ جلتا ہوا تیل، ہر پیپے میں انڈیل کر اس کا منہ خوب اچھی طرح بند کردیا۔ سینتیس کے سینتیس چور ان کے اندر جل کر مرگئے۔ جب آدھی رات ہوگئی تو سردار اُٹھا۔ اس نے ایک کنکر اُٹھا کر دروازے پر مارا۔ لیکن اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس طرح جب کئی کنکر مارنے پر بھی کوئی آہٹ نہ ہوئی تو اس نے سوچا کہ خود نکل کر دیکھوں کہ آخر کیا معاملہ ہے۔ جب وہ اس کمرے میں گیا جہاں پیپے تھے تو وہاں پیپوں میں سے بڑی سخت بدبو آرہی تھی۔ اس نے غور سے ایک پیپے کو دیکھا تو اس کو معلوم ہوا کہ اس کے تو تمام ساتھی مرچکے ہیں۔ وہ سمجھ گیا کہ علی بابا نے ان کا کام تمام کردیا ہے۔ اس نے سوچا کہ اس وقت بدلہ لینا تو بہت مشکل ہے۔ اپنی ہی جان بچ جائے تو بڑی بات ہے۔ یہ سوچ کر وہ چُپ چاپ باغ کی دیوار پھاند کر نکل گیا۔

مرجینا غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ سردار بچ کر نکل گیا۔ اس نے جلدی سے نکل کر کمرے کا دروازہ باہر سے بند کردیا اور اپنے کمرے میں سونے چلی گئی۔

جب صبح ہوئی اور علی بابا اٹھا تو مرجینا اسے کمرے میں لے گئی، جس میں پیپے تھے ــــــ مرجینا نے کہا "میرے آقا! ذرا پیپوں کو تو دیکھیے۔"

www.kitabmart.in

علی بابا نے جو ایک پیپے کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک لاش تھی۔ وہ مارے ڈر کے چیخ اٹھا۔ مرجینا نے اسے سینتیس کے سینتیس پیپے دکھائے اور بتایا کہ یہی وہ چور تھے جو اس کو مارنے آئے تھے۔ جب اُن لاشوں کو باہر نکالا گیا تو ہر ایک کے پاس سے ہتھیار نکلے۔ مرجینا نے علی بابا کو رائے دی کہ اِن لاشوں کو چُپ چاپ باغ میں دفن کر دینا چاہیے کہ کسی کو پتا نہ چلے۔ علی بابا کو یہ رائے بہت پسند آئی۔ اس نے ایک بڑا سا گڈھا کھودا اور بڑی احتیاط کے ساتھ تمام لاشوں کو اس میں دفن کر دیا۔ اس کے بعد اس نے دو تین روز کے اندر دو دو چار چار کر کے تمام خچّروں کو بازار میں بیچ دیا۔

چوروں کا سردار اپنے جنگل میں واپس آگیا تھا، لیکن اس نے ہمّت نہیں ہاری تھی بلکہ اب تو اس کا غصّہ اور بڑھ گیا تھا کہ اس کے تمام ساتھی ایک ایک کر کے مارے گئے تھے اور وہ اکیلا رہ گیا تھا۔ دو ایک دن بعد اس نے سوچا کہ چل کر شہر میں دیکھا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ ان سینتیس لاشوں کی وجہ سے علی بابا خود پکڑا گیا ہو اور خلیفہ نے اسے گرفتار کر لیا ہو۔ یہ سوچ کر ایک دن وہ شہر آیا اور اس نے شہر کا حال پوچھا۔ لیکن کسی نے علی بابا اور ان لاشوں کا ذکر نہیں کیا۔ اب تو اُسے یقین ہو گیا کہ ضرور علی بابا نے چوری چھپے ان لاشوں کو دفنا دیا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ چوروں کا سردار اس لیے بھی گھبرایا ہوا تھا کہ علی بابا کو اس کے خزانے کا حال معلوم ہے۔ اس لیے اس

www.kitabmart.in

نے ایک اور ترکیب کی۔ اس نے شہر میں ایک بہت بڑی دکان کرائے پر لی اور سامان بیچنے لگا اس نے سوچا کہ غار سے سارا سامان نکال لے تاکہ علی بابا کو کچھ نہ مل سکے۔ اتفاق کی بات ہے کہ جس جگہ علی بابا کے بیٹے کی دکان تھی، اس کے بالکل سامنے چوروں کے سردار نے دکان لی۔ سردار نے اپنا نام خواجہ حسن مشہور کردیا اور علی بابا کے بیٹے سے خوب دوستی کرلی۔ ایک دن اس نے خواجہ حسن کی اپنے یہاں دعوت کی، لیکن خواجہ حسن نے کہا "مجھے کھانے میں کوئی تکلف نہیں ہے۔ لیکن میں بیمار ہوں اور حکیم نے مجھے نمک کھانے کے لیے منع کردیا ہے۔ اس لیے آپ کھانا کھلانے کی تکلیف نہ اٹھائیں۔"

علی بابا نے کہا "ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کے لیے بغیر نمک کا کھانا پکا دیا جائے گا۔"

لیکن یہ بات سُن کر مرجینا کنیز کو حیرت ہوئی۔ اس نے کہا "مالک! یہ کیسا مہمان ہے، جو نمک نہیں کھاتا۔"

علی بابا نے کہا "تم فکر مت کرو۔ جیسا میں کہوں، ویسا کرو۔"

مرجینا نے علی بابا کے کہنے کے مطابق کھانا پکایا، لیکن جیسے ہی وہ کھانا لے کر گئی، اس نے خواجہ حسن کو دیکھا اور پہچان گئی کہ یہ تو وہی چوروں کا سردار ہے۔ اس نے غور سے دیکھا تو اس کو ایک چھرا بھی لٹکتا ہوا نظر آیا۔ اب تو مرجینا کو یقین آگیا۔ اس نے سوچا کہ آج سردار کو ختم کرنے کے لیے کوئی ترکیب کرنی چاہیے۔

www.kitabmart.in

یہ سوچ کر اس نے جلدی جلدی کپڑے بدلے اور علی بابا کو بلا کر کہا "اگر اجازت ہو تو میں آپ کے مہمان کے سامنے ناچوں۔"

علی بابا نے کہا "ضرور ——— یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ خواجہ حسن بہت خوش ہوگا۔"

زراسی دیر کے بعد مرجینا نے اپنا ناچ شروع کیا۔ وہ خوب ناچتی رہی۔ اس نے چھرا نکالا اور اس طرح ناچنے لگی کہ لوگ یہی سمجھے کہ یہ بھی ناچ کا کوئی طریقہ ہے۔ اس طرح وہ ناچتے ناچتے علی بابا کے پاس پہنچی اور دوسرا ہاتھ اس طرح پھیلایا جیسے کوئی انعام مانگ رہی ہو۔ علی بابا نے ایک اشرفی نکال کر دی۔ اب وہ علی بابا کے بیٹے کے پاس گئی۔ اس نے اُسے بھی اسی طرح انعام دیا۔ اب وہ خواجہ حسن کے سامنے گئی۔ خواجہ حسن جیسے ہی جیب سے اشرفی نکالنے کے لیے جھکا، مرجینا نے چھرا اس کے سینے پر مار دیا۔ اسی لمحے خواجہ حسن مر گیا۔

علی بابا اور اس کا بیٹا گھبرا گئے "ارے مرجینا! یہ تم نے کیا کیا۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئیں۔ ہمارے مہمان کے ساتھ تم نے یہ سلوک کیا۔ اب تو ہم سب تباہ و برباد ہو جائیں گے۔"

مرجینا نے کہا "——— میرے آقا! میں نے آپ کو تباہی اور بربادی سے بچایا۔ زرا دیکھیے تو" یہ کہہ کر اس نے جو خواجہ

www.kitabmart.in

حسن کا دامن اٹھایا تو اس میں ایک چھرا رکھا ہوا ملا۔ اس نے کہا "ذرا اب غور سے دیکھیے یہ تیل والا سوداگر ہے۔ وہی چالیس چوروں کا سردار ——— آپ کو معلوم ہے، اس نے ہمارے یہاں کا نمک کھانے سے انکار کیا تھا۔ مجھے اسی وقت شک ہو گیا تھا کہ یہ شخص ضرور ہمارا دشمن ہے۔ اور یہاں کسی بری نیت سے آیا ہے۔"

علی بابا مارے خوشی کے اچھل پڑا۔ اس نے کہا "مرجینا! تم نے میری جان بچائی۔ میں اس کے بدلے میں اپنے بیٹے سے تمھاری شادی کروں گا۔" اس کے بیٹے نے بھی بڑی خوشی سے یہ رشتہ قبول کر لیا۔

اگلے دن علی بابا نے سردار کی لاش کو چپ چاپ باغ میں دفن کر دیا۔

اب باپ بیٹے بڑے مزے میں رہنے لگے۔ اس نے مرجینا کی شادی اپنے بیٹے سے کر دی۔ بہت دنوں تک تو علی بابا نے غار کی طرف جانے کا خیال بھی نہ کیا۔ کیونکہ وہ سمجھ رہا تھا کہ دو چور زندہ ہوں گے۔ جب کئی مہینے گزر گئے تو ایک دن علی بابا گھوڑے پر بیٹھ کر جنگل کی طرف گیا۔ وہاں غار کا دروازہ بند تھا، اس نے کہا "کھل جا سم سم" ——— دروازہ کھل گیا۔ جب اندر گیا تو سارا خزانہ ایسے رکھا تھا، جیسے کسی نے مہینوں سے اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اب تو اس کو اطمینان ہو گیا کہ ضرور وہ دونوں

www.kitabmart.in

چور بھی مر گئے ہیں۔ اب تو گویا اس خزانے پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ علی بابا نے اپنے بیٹے کو بھی خزانے کا بھید بتا دیا۔

علی بابا اور اس کا بیٹا ساری عمر عیش و آرام سے رہے اور ان کے مرنے کے بعد ان کی اولاد بھی اس خزانے سے فائدہ اٹھاتی رہی اور ان کو کبھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔

www.kitabmart.in

حسن بصری اور پریوں کی شہزادی

کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں ایران اور خراسان کا ایک بادشاہ تھا۔ اس کا نام تھا خواند میر —— اس کے دربار میں ایک سے ایک بڑا عالم تھا۔ یہ عالموں، شاعروں اور قصّہ گویوں کو دربار میں سب سے زیادہ اہمیت دیتا تھا۔ اس کی علم دوستی کا چرچا دُور دُور تھا۔ اس کے دربار کا سب سے بڑا قصّہ گو تھا۔ ابو علی —— ابو علی بادشاہ کو روزانہ قصّے سُنایا کرتا تھا۔ آخر ایک دن یہ نوبت آئی کہ اس کے قصّوں کا سارا خزانہ خالی ہوگیا۔ ایک دن شاہ خواند میر نے ابو علی کو بلایا اور اس سے کہا: ——

"ابو علی! تمھارے قصّوں کی گونجیں ہمارے دربار میں ہر طرف گونج رہی ہیں —— لیکن ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم تم سے ایک ایسی کہانی سُنیں، جو آج تک کسی نے نہ سُنی ہو اور جو بہت عجیب و غریب ہو اور بے حد دلچسپ ہو۔ اگر اس کہانی کو سُناؤ گے تو میں ایک بہت بڑا علاقہ تمھارے سُپرد کردوں گا۔ لیکن اگر تم نے مجھے ایسا قصّہ نہیں سنایا تو پھر تمھاری جان کی خیر نہیں۔"

www.kitabmart.in

ابو علی نے کہا ــــــ " جہاں پناہ! میں کوشش کروں گا لیکن اس کے لیے مجھے ایک سال کی مہلت دی جائے۔"

بادشاہ نے فوراً ابو علی کو ایک سال کی چھٹی دے دی۔ ابو علی نے گھر آکر اپنے پانچ نوجوان قصہ گویوں کو بلایا جو اس فن میں اُس کے شاگرد تھے اور اس کو طرح طرح کے قصے سنایا کرتے تھے۔ اس نے ان کو سارا حال سُنا کر کہا ــــــ " تم پانچوں دنیا کے کونے کونے میں جاؤ اور " حسن بصری کے قصے " کا پتہ چلاؤ ــــ میں نے سُنا ہے کہ یہ دُنیا کا سب سے دلچسپ اور انوکھا قصہ ہے۔ اور تم میں سے جو کوئی اس قصے کا پتہ چلائے گا، میں اس کو مالا مال کردوں گا۔"

یہ کہکر اس نے ہر ایک کو پانچ پانچ ہزار دینار دے کر رخصت کیا۔ یہ لوگ ساری دُنیا میں گھومتے رہے۔ آخر گیارہ مہینے کے بعد ان میں سے چار تو واپس آگئے اور انھیں حسن بصری کا قصہ نہ معلوم ہو سکا۔ اب قصہ گو مبارک باقی رہ گیا جو واپس نہیں آیا۔ وہ مختلف ملکوں کی سیر کرتا کرتا دمشق میں پہنچا۔ اس شہر کے کوچوں اور بازاروں کی رونق دیکھ کر اس کی آنکھیں چکا چوند ہوگئیں۔ لیکن جب شہر کے بیچوں بیچ بازار میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہاں بہت بڑی بھیڑ ہے اور لوگ بڑی تیزی کے ساتھ ایک طرف بھاگتے چلے جارہے ہیں۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ لوگ کہاں جارہے ہیں۔ اتنے میں ایک نوجوان آکر مبارک سے ٹکرایا اور گھبرا کر بولا ــــــ " میرے بھائی! معاف کرنا۔ تم شاید پردیسی ہو۔ ہم لوگ اس وقت شیخ اسحٰق قصہ گو کے پاس قصہ سُننے جارہے ہیں۔"

www.kitabmart.in

مبارک نے کہا " اگر یہ بات ہے تو پھر تم مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو، کیونکہ میں صرف قصہ سُننے کے لیے اپنا وطن چھوڑ کر آیا ہوں۔"

نوجوان نے کہا "اگر یہ بات ہے تو آؤ تم بھی میرے ساتھ چلو۔"

مبارک اور وہ نوجوان ایک بہت بڑے کمرے میں داخل ہوئے، جہاں بیچوں بیچ میں ایک بہت اونچا تخت تھا۔ اس پر شیخ اسحٰق بیٹھا ہوا تھا اور اردگرد وہ لوگ تھے جو قصہ سُننے کے شوق میں وہاں جمع ہوئے تھے۔ شیخ اسحٰق اپنی داستان بڑے زور شور سے سُنا رہے تھے۔ ان کی آواز کی یہ خوبی تھی کہ جیسی بات زبان سے نکلتی تھی اسی کے مطابق اُن کی آواز میں اُتار چڑھاؤ پیدا ہوتا تھا۔

جب وہ قصہ سُنا چکے تو مبارک نے آگے بڑھ کر قدمبوسی کی، اور بولے "حضور! اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں۔"

مبارک نے سر جھکا کر کہا "حضور! میرے آقا اور خراسان کے ممتاز داستان گو ابو علی نے آپ کو یہ ایک ہزار دینار کا نذرانہ بھیجا ہے کہ آپ اس وقت دُنیا کے سب سے بڑے داستان گو ہیں اور یہ درخواست کی ہے کہ اسے قبول فرمائیں۔"

شیخ اسحٰق نے کہا ——— "قصہ گو ابو علی خراسانی نے! ——— اُن سے کون واقف نہیں۔ ہم اس نذرانے کو قبول کرتے ہیں اور اپنی طرف سے ان کو ایک نذرانہ بھیجنا چاہتے ہیں۔ تم بتاؤ کہ ابو علی خراسانی کو کیا چیزیں پسند ہیں تاکہ میں ویسا ہی تحفہ بھیجوں۔"

"حضور! قصہ گو ابو علی خراسانی کے پاس آپ کی دعا سے اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔ بس وہ تو نت نئے قصے سُننا چاہتا ہے تاکہ

www.kitabmart.in

اپنے بادشاہ کو سُنائے۔ اسے حسن بصری کا قصّہ سُننے کی آرزو ہے۔ اگر آپ نے سُنا ہو تو اس سے بڑھ کر اور کوئی نذرانہ نہیں ہو سکتا۔"

شیخ اسحٰق نے کہا "میرے بھائی یہ عجیب و غریب قصّہ ہے۔ سوائے میرے کوئی نہیں جانتا۔ یہ قصّہ مجھے میرے اُستاد نے سُنایا تھا، جو، اب دُنیا میں نہیں میں یہ قصّہ ایک شرط پر میں دے سکتا ہوں، اور وہ یہ کہ کسی نادان، بیوقوف، جاہل اور بے ایمان آدمی کو نہ سُنایا جائے۔"

مبارک نے یہ شرط منظور کرلی اور شیخ اسحٰق نے یہ قصّہ سُنہرے لفظوں میں لکھواکر ایک شاندار صندوق میں بند کرکے مبارک کے حوالہ کیا۔ مبارک اُن کو لے کر خراسان کی طرف روانہ ہوا اور چند روز کے اندر وہاں پہنچ گیا۔ اب ایک سال کے ختم ہونے میں صرف چند دن باقی رہ گئے تھے۔ ابو علی نے اس کا بڑا شاندار استقبال کیا اور مبارک نے یہ مبارک خبر سنائی اور حسن بصری کا قصّہ ابو علی نے شاہ خواند میر کو اعزاز کے ساتھ پیش کیا اور بڑے اہتمام کے ساتھ بادشاہ کو سُنایا۔

حسن بصری کا قصّہ یوں ہے:

• کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں بصرہ میں ایک بڑا خوبصورت نوجوان تھا۔ اس کی خوبصورتی کا چرچا بہت دُور دُور تھا۔ اس کے ماں باپ اس سے بہت محبت کرتے تھے۔ جب حسن کا باپ مرگیا تو اس نے حسن کے لیے بہت دولت چھوڑی۔ حسن نے کاروبار میں کوئی دلچسپی نہیں لی اور چند روز میں ساری دولت فضول خرچی

www.kitabmart.in

میں ختم کردی۔ حسن کی ماں نے بیٹے کو بہت سمجھایا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ حسن کی ماں کے پاس بہت تھوڑا روپیہ بچ گیا تھا۔ اُس نے حسن کو سمجھا بجھا کر بازار میں ایک سُنار کی دکان کھلوا دی۔

حسن کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ جو کوئی بازار سے گزرتا اس کی نظر حسن پر ضرور پڑتی۔ ایک دن جب حسن اپنی دکان میں بیٹھا ہوا کام کر رہا تھا تو اُدھر سے ایک اجنبی اپنی گاڑی میں گزر رہا تھا۔ وہ حسن کو دیکھ کر ٹھہر گیا۔ اس کے بڑی لمبی داڑھی تھی، اور وہ ایک سفید پگڑی باندھے ہوئے تھا۔ وہ حسن کی دکان میں داخل ہوا اور بولا ——— "اے نوجوان! تم کو دیکھ کر میرا دل بہت خوش ہوا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ تم کو اپنا بیٹا بنالوں اور تم کو اپنے وہ کام سکھاؤں، جو میں نے آج تک راز کے طور پر رکھے ہیں۔ تم کو دیکھ کر بے اختیار میرا دل تمھاری طرف کھنچ رہا ہے۔ اس کے بعد پھر تم کو زندگی میں کوئی کام کرنا نہیں پڑے گا۔ گھر بیٹھے ہر چیز ملے گی۔"

حسن نے کہا "میرے اچھے چچا! میں اس لائق کہاں کہ آپ مجھے اپنا بیٹا بنالیں، لیکن میرے لیے اس سے زیادہ خوش قسمتی کی بات کیا ہو سکتی ہے۔"

اجنبی نے کہا ——— "کل سے میں اپنا فن سکھانا شروع کروں گا۔ اس وقت مجھے اجازت دو۔" یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

حسن نے جلدی سے دکان بند کی اور سیدھا گھر گیا۔ اس نے اپنی ماں سے سارا حال سُنایا۔ ماں نے کہا "بیٹا! پردیسیوں پر اتنا بھروسہ کرنا ٹھیک نہیں۔ تجھ کو اپنے کام سے کام رکھنا

www.kitabmart.in

چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ آدمی تجھے دھوکا دے گا۔"

حسن نے کہا "ماں! وہ بڑا دولت مند آدمی ہے۔ اور صورت سے بھی بڑا شریف معلوم ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی کہ ہمارے پاس ایسی کون سی دولت ہے جو کوئی آدمی ہم کو دھوکا دے گا۔ مجھے تو اس آدمی کی اچھائی میں زرا سا بھی شبہ نہیں ہے۔"

اس کی ماں خاموش ہو گئی اور حسن جلدی جلدی کھانا کھا کر سونے چلا گیا۔ صبح کو جب اُس کی آنکھ کھلی تو وہ سیدھا اپنی دکان پر گیا اور پردیسی مسافر کا انتظار کرنے لگا۔ زرا سی دیر بعد وہ آیا۔ حسن نے بڑے ادب سے اٹھ کر اسے آداب کیا۔

پردیسی نے پوچھا ـــــ "بیٹا! یہ تو بتاؤ تمھاری شادی ہوئی یا نہیں۔"

حسن نے کہا "میں نے شادی نہیں کی۔ حالانکہ میری ماں بہت چاہتی ہے کہ میں جلد از جلد شادی کروں۔"

پردیسی نے کہا ـــــ "یہ بڑی اچھی بات ہے۔ ورنہ پھر میں تم کو اپنا راز نہ بتاتا۔ اب یہ بتاؤ کہ تمھاری دکان میں کچھ تانبا پیتل وغیرہ بھی ہے۔"

حسن نے کہا "ہاں یہ سب چیزیں ہیں۔"

پردیسی نے کہا "پہلے اپنی بھٹی جلاؤ اس پر تھالی رکھو ـــــ اور پھر دھونکنی سے آگ کو تیز کرو۔ اس کے بعد تانبے کے ٹکڑے تھالی پر رکھو، جب تک وہ پگھلنے نہ لگیں۔"

حسن نے ایسا ہی کیا۔ جب تانبا پگھلنے لگا تو پھر پردیسی

www.kitabmart.in

نے اس پر آہستہ آہستہ کچھ پڑھ کر پھونکا اور جیب سے ایک سفوف کی پُڑیا نکالی اور زرا سا سفوف چھڑکا۔ زرا سی دیر میں وہ سونے کی طرح چمکنے لگا تو اسے بھٹی پر سے ہٹا لیا۔ اب تو وہ سچ مچ کا سونا تھا۔ پردیسی نے کہا "حسن! جاؤ اور جاکر اسے بازار میں بیچو۔ مجھے یقین ہے کہ تم کو اصلی سونے کے دام ملیں گے۔ لیکن اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔"

حسن نے جاکر اُسے بازار میں بیچا تو واقعی دو ہزار دینار میں بکا۔ اب تو حسن کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ حسن دوڑا دوڑا ماں کے پاس گیا۔ وہ بھی اتنے بہت سے روپے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ لیکن جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ پردیسی نے کیا ہے تو اس نے کہا "بیٹا! اس پردیسی سے ہوشیار رہنا۔"

لیکن حسن تو اس وقت بے حد خوش تھا۔ وہ جلدی جلدی کھانا لے کر دکان کی طرف گیا اور اس نے پردیسی کی خوب خاطر مدارات کی اور ایک تانبے کا بڑا ٹکڑا دکھا کر کہا ——— "چچا جان! اُسے بھی سونا بنا دو۔"

سوداگر نے کہا "بیٹا! اب زیادہ جلدی کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر اب اور سونا لے کر بازار میں گئے تو پکڑ لیے جاؤ گے۔"

حسن نے کہا "یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن مجھے جلدی سے سونا بنانا سکھا دو۔"

سوداگر نے کہا "یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کام میں تم کو بیچ بازار میں سکھاؤں۔ اگر تم اس کو سیکھنا چاہتے ہو تو اپنا

www.kitabmart.in

سامان لے کر آؤ، میرے ساتھ جلد میرے گھر چلو۔"

حسن اس کے ساتھ ہو لیا۔ جب حسن تھوڑی دور گیا تو اُسے اپنی ماں کی بات یاد آگئی اور وہ جھجک کر رُک گیا۔ پردیسی یہ دیکھ کر سمجھ گیا کہ حسن میرے یہاں جانے سے ڈر رہا ہے۔ اس نے کہا" بیٹا حسن! تم میرے اوپر بھروسہ کرو۔ جیسے میرا گھر ویسے تمھارا گھر ــــــ لیکن اگر تم کہو تو میں تمھارے گھر جاکر کھانے کے لیے تیار ہوں۔"

حسن نے یہ بات مان لی اور اسے لے کر اپنے گھر آیا اور ماں سے کہا ــــــ" آج وہ پردیسی میرا مہمان رہے گا اور ہم لوگ ایک ساتھ کھانا کھائیں گے۔ اب تو اس پردیسی کے بارے میں تمھارا شک دور ہو جانا چاہیے۔"

ماں نے کہا" بیٹا! مجھے اس پر ہرگز بھروسہ نہ ہوگا۔ تم جو چاہے کرو۔ میں تم سے کچھ نہیں کہتی، لیکن میں کھانا پکا کر پڑوس میں چلی جاؤں گی اور جب تک یہ آدمی اِس گھر میں رہے گا ہرگز قدم نہ رکھوں گی۔"

چنانچہ وہ کھانا پکانے کے بعد پڑوسی کے یہاں چلی گئی اور ان دونوں نے کھانا کھایا۔ جب کھانا کھا چکے تو پردیسی نے اور زیادہ سونا بنایا۔ اب تو حسن بہت خوش ہو گیا۔ اس درمیان میں پردیسی نے ایک سفوف کی پُڑیا نکالی، اسے پانی میں ڈال کر حسن کو پلا دیا ــــــ اس کا پینا تھا کہ حسن بے ہوش ہو گیا۔ پردیسی بہت خوش ہوا اور بولا ــــــ" آج برسوں کے بعد میری

www.kitabmart.in

آرزو پوری ہوئی!" یہ کہہ کر اس نے صندوق میں حسن کو ڈالا، اور جو کچھ گھر میں تھا، وہ رکھا اور قلی کے سر پر صندوق رکھوا کر وہاں سے چلا گیا۔ سمندر کے کنارے ایک جہاز تھا جو اُن کے انتظار میں تھا —— اس میں صندوق اور دوسرا سامان رکھوایا۔ دراصل یہ پردیسی بہرام جادوگر تھا اور وہ اس طرح کے لڑکوں کو پکڑ پکڑ کر لاتا اور اپنا غلام بنا لیتا تھا۔ چنانچہ اس نے حسن کو بھی اپنے قبضے میں کر لیا اور جہاز چل پڑا۔ وہ ہر روز دونوں وقت صندوق کھولتا اور حسن کو کچھ کھلا پلا کر پھر صندوق بند کر دیتا۔ آخر وہ ایک چھوٹے سے جزیرے میں اُترا۔ یہاں اُتر کر بہرام جادوگر نے صندوق کھولا، حسن کو نکالا۔ حسن بڑا ڈرا سہما تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ میری ماں ٹھیک کہتی تھی۔ یہ آدمی دھوکے باز تھا۔ لیکن اب کرتا تو کیا کرتا۔ حسن نے آنکھ کھول کر دیکھا تو وہ سمندر کا کنارا —— وہاں ریت پر رنگ برنگے گھونگھے پڑے تھے۔ بہرام اسے وہاں چھوڑ کر پاس کی ایک چھوٹی سی پہاڑی کے پاس جا کر بیٹھ گیا تھا اور وہاں سے اطمینان سے بیٹھے بیٹھے حسن کو دیکھ رہا تھا۔ حسن کی نظر جو اس پر پڑی تو حسن نے چیخ کر کہا "تم نے مجھے اپنا بیٹا بنایا تھا۔ کوئی آدمی بیٹے کے ساتھ یہ سلوک کرتا ہے!"

بہرام جادوگر نے قہقہہ لگایا "ارے میں بہرام جادوگر ہوں۔ میں کسی کا باپ نہیں —— یہی میرا پیشہ ہے —— اب تم میرے قبضے میں ہو اور تمھاری بھلائی اسی میں ہے کہ جو میں

www.kitabmart.in

کہوں، وہی کرو۔ اپنی ماں کو بالکل بھول جاؤ۔ بصرے جانے کا خیال چھوڑ دو۔"

حسن کو بہت غصہ آیا —— وہ چیخنے لگا —— "دھوکے باز —— کمینے —— ذلیل۔"

بہرام جادوگر نے کہا۔" اب اپنا غصہ ختم کرو۔ یہ جو سامنے نکیلا پہاڑ نظر آرہا ہے، یہ بادلوں کا پہاڑ کہلاتا ہے۔ آؤ اس پر چلیں، مجھے یقین ہے کہ وہاں جاکر تم خوش ہو جاؤ گے۔ تم نے ایسی جگہ خواب میں بھی نہ دیکھی ہوگی۔ وہاں جاکر میں تم کو اپنا علم سکھاؤں گا۔"

اب تو حسن کو اپنی بے لبسی کا احساس ہوا۔ وہ زور زور سے رونے لگا۔

بہرام نے کہا "حسن! اب رونے دھونے سے کوئی فائدہ نہیں —— اب تمھاری بھلائی اسی میں ہے کہ میرا حکم مانو۔"

حسن نے اپنے آنسو پونچھے اور بولا —— "ہم اس پہاڑ پر کیسے جائیں گے۔ یہ تو دیوار کی طرح سیدھا ہے۔"

بہرام نے کہا —— "ابھی ہم پل بھر میں وہاں پہنچتے ہیں۔"

اب بہرام کو اطمینان ہوگیا تھا —— "حسن! تم اس کی کوئی فکر نہ کرو۔ ابھی ہم چڑیا کی طرح اُڑتے ہوئے وہاں پہنچتے ہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے ایک تانبے کا ڈھول نکالا، جس پر ایک مرغے کی کھال مڑھی ہوئی تھی۔ بہرام نے جیسے ہی ڈھول پر انگلیاں چلائیں، اکدم سے ڈھول کا ایک غبار سا اُٹھا اور ذرا

www.kitabmart.in

سی دیر میں ایک کالا گھوڑا سامنے آگیا۔ اس کے پرندوں کے بازو تھے، اور نتھنوں میں سے آگ نکل رہی تھی۔ جادوگر گھوڑے پر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے پیچھے حسن کو بٹھایا اور اُن کے بیٹھتے ہی گھوڑا ہوا میں اُڑنے لگا، اور پلک جھپکتے ہی "بادلوں کے پہاڑ" پر پہنچ گیا۔

جیسے ہی وہ پہاڑ پر پہنچا۔ بہرام زور سے چلّایا — "بس اب تم میرے غلام ہو —— میرا حکم مانو۔"

حسن کو بہت غصّہ آیا۔ وہ ڈھول پر جھپٹا اور بہرام کو زور سے لات ماری —— اب ڈھول تو حسن کے ہاتھ میں تھا اور بہرام جادوگر لڑھکتا ہوا پہاڑ کے نیچے جاکر ایک چٹان پر گرا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اب جاکر حسن کو اطمینان ہوا۔ اس نے ڈھول کو غور سے دیکھا لیکن وہ کیا جانے کہ اُسے کیسے استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے اس نے ڈھول کو تو کمر سے باندھا اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ کیا دیکھتا ہے کہ کچھ دور پر روشنی سی ہو رہی ہے جیسے آگ جل رہی ہو۔ اس نے کہا جہاں آگ ہوتی ہے، وہاں آدمی ضرور ہوتا ہے۔ یہ سوچ کر وہ اس طرف پہنچا۔ لیکن وہ آگ نہیں تھی بلکہ وہاں ایک سنہرا گنبد تھا جو سورج کی روشنی سے چمک رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ یہاں کوئی نہ کوئی ضرور رہتا ہوگا۔ اُسے بڑے زور سے بھوک لگی تھی۔ ضرور یہاں کچھ نہ کچھ کھانے کو مل جائے گا۔ یہ سوچ کر وہ آگے بڑھا تو یہ ایک محل تھا۔ اب

www.kitabmart.in

تو اُس کی جان میں جان آئی ۔ اس نے قریب جاکر دیکھا تو دو بڑی خوبصورت خوبصورت لڑکیاں ایک سنگِ مرمر کے پتھر پر بیٹھی تھیں اور شطرنج کھیل رہی تھیں۔ ان میں سے چھوٹی کی نظر اکدم سے حسن پر پڑی تو وہ چونک کر کھڑی ہو گئی اور بولی ــــــ "اری بہن! دیکھ تو یہ کون خوبصورت جوان ہے۔ ہو نہ ہو یہ اُن بدنصیب نوجوانوں میں سے ہے جسے بہرام جادوگر دھوکا دے کر لاتا ہے اور اپنا غلام بنا لیتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ اس شیطان کے قبضے سے یہ نِکلا تو کیسے نِکلا۔"

یہ سنتے ہی حسن اس کے قدموں پر گر پڑا اور بولا۔" تم سچ کہتی ہو۔ میں وہی بدنصیب ہوں۔"

حسن اس لڑکی کے قدموں پر پڑا زارو قطار رو رہا تھا۔ اُسے روتا دیکھ کر اس لڑکی پر بڑا اثر ہوا اور اس نے پھر اپنی بہن سے کہا ــــــ "میری بہن! تم گواہ رہنا کہ تمہارے سامنے میں اس نوجوان کو اپنا بھائی بنا رہی ہوں۔ اور اب یہ میرے ساتھ رہے گا۔"

اس نے حسن کو بالکل ایک بھائی کی طرح اپنے ہاتھوں سے اٹھایا اور اسے اندر لے جاکر حمام میں نہلا کر اچھے اچھے کپڑے پہنائے۔ دونوں لڑکیاں اس سے بڑی محبت سے پیش آئیں اسے بہت اچھا اچھا کھانا کھلایا۔ پھر وہی چھوٹی بہن بولی ــــــ "بھائی اب تم اپنا نام بتاؤ اور یہ بتاؤ کہ یہاں تک کیسے آئے؟"

www.kitabmart.in

اُس نے کہا "میرا نام حسن ہے۔ قسمت مجھے یہاں لے کر آئی ہے۔" اس کے بعد اس نے شروع سے آخر تک سارا واقعہ سُنایا۔

انھوں نے کہا "تم نے اچھا کیا جو اس شیطان کا خاتمہ کر دیا۔ ورنہ ابھی تو یہ نہ جانے کتنوں کو دھوکا دیتا۔"

تب بڑی بہن نے کہا ــــــ "گلبرگ! اپنے بھائی کو اپنے بارے میں بھی تو بتاؤ۔"

گلبرگ نے کہا ــــــ "میرے اچھے بھائی ہم دونوں شہزادیاں ہیں۔ میرا نام گلبرگ ہے اور میری بڑی بہن کا نام گلنار ہے۔ ہماری پانچ اور بہنیں ہیں۔ ہم سے بھی زیادہ خوبصورت۔ میرا باپ جنوں کا بادشاہ ہے۔ یہ بڑا ظالم ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ ہم سے کسی کی شادی ہو۔ اس لیے کہ ایک دن اُس نے اپنے وزیر کو بُلا کر کہا ــــــ "کیا تم کوئی ایسی جگہ جانتے ہو، جہاں کسی انسان کا گزر نہ ہو، تاکہ میں وہاں اپنی ساتوں شہزادیوں کو رکھ سکوں۔"

وزیر نے کہا "جہاں پناہ! اب یہ بڑی ہو گئی ہیں۔ ان کی شادی کر دیجیے تاکہ یہ اپنے گھربار کی ہو جائیں اور آپ کی ذمّہ داری کم ہو۔"

اس پر بادشاہ ناراض ہو گیا اور اس نے کہا "میں اپنی لڑکیوں کی شادی نہیں کروں گا۔ میں تو ان کو جان سے مارنا پسند کروں گا بجائے اس کے کہ ان کی شادی کروں۔ اگر تم

www.kitabmart.in

مجھے ابھی اسی وقت کسی ایسی جگہ کا پتہ نہیں بتاتے تو میں تم کو بھی جان سے مار ڈالوں گا۔"

وزیر نے کہا " بادلوں کا پہاڑ ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں کسی کی پہنچ نہیں ہے۔ اگر آپ حکم دے دیں تو میں شہزادیوں کے لیے ایک بڑا شاندار محل بنوادوں اور پھر یہ سب وہاں آرام سے رہیں۔"

اس کے بعد یہ محل بن گیا اور ہم لوگ یہاں رہ رہے ہیں اور تب سے یہاں ہیں۔ تم پہلے انسان ہو جو یہاں داخل ہوئے ہو۔ یہاں کا موسم بھی بہت اچھا ہے۔ ہر طرف ہریالی ہے۔ بڑی خوبصورت جگہ ہے۔ ہمیں تو یہ جگہ بے حد پسند ہے۔ بس اگر کوئی کمی ہے تو یہی ہے کہ آدمی کی صورت دیکھنے کو ترس گئے ہیں۔ آج تم کو دیکھ کر اتنا جی خوش ہوا کہ بیان نہیں کر سکتے۔ زرا سی دیر بعد پانچ دوسری بہنیں بھی آگئیں۔ وہ بھی حسن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں کہ" اب تم ہمارے ساتھ رہو۔ ہم تم کو کوئی تکلیف نہ ہونے دیں گی۔"

اب حسن خوش خوش وہاں رہنے لگا۔ دن بھر ان تمام شہزادیوں کے ساتھ سیرو تفریح کرتا۔ ہنسی مذاق کی باتیں ہوتیں' سب کا جی لگا رہتا۔ وہ دل میں بہت خوش تھا کہ اس کو اتنی اچھی پیاری بہنیں ملی ہیں۔ وہ اسے جنوں اور پریوں کے قصے سناتیں اور حسن ان کو بصرہ کے لوگوں کے بارے میں بتاتا۔ حسن سب سے بہت محبت کرتا تھا اور خاص طور

www.kitabmart.in

پر گلبرگ سے جو ہر وقت اس کا خیال رکھتی اور حسن کو زرا بھی تکلیف نہ ہونے دیتی۔

ایک روز حسن اور ساتوں شہزادیاں ایک ساتھ بیٹھی تھیں، گانا بجانا ہو رہا تھا کہ اکدم سے آسمان پر ایک آندھی سی اُٹھی، پھر ایسا محسوس ہوا جیسے بادل گرج رہے ہیں۔ ساتوں شہزادیوں نے حسن سے کہا "بھائی! تم جلدی سے باغ میں چھپ جاؤ۔" گلبرگ نے جلدی سے اس کو باغ کے ایک کونے میں چُھپا دیا۔ زرا سی دیر بعد آندھی کا زور کم ہوا اور بہت سے جن آئے اور انھوں نے شہزادیوں سے کہا "بادشاہ سلامت! ایک بڑی شاندار دعوت کر رہے ہیں اور آپ کو بُلایا ہے۔"

جب گلبرگ نے یہ بات، سُنی تو حسن کے پاس جاکر بہت روئی اور اس سے بولی۔ "میرے بھائی! اب ہم لوگ جا رہے ہیں۔ کچھ دن بعد۔ آئیں گے۔ بادشاہ کا حکم ٹالا نہیں جا سکتا۔ تم یہ کُنجیوں کا گُچھا لو —— ان میں ہر کمرے کی کُنجیاں ہیں۔ تم ہر کمرہ کھول کر استعمال کر سکتے ہو۔ البتہ اس کمرے کو مت کھولنا، جس کی یہ کُنجی ہے۔ تم یہیں رہنا۔ یہ محل تمہارا ہے۔"

یہ کہہ کر گلبرگ نے حسن کو کنجیوں کا گُچھا دے دیا۔ اس نے حسن کو خوب اچھی طرح اس کُنجی کو دکھایا۔ حسن نے وعدہ کیا اور کہا "تم بڑے اطمینان سے جاؤ۔ یہیں رہ کر تمہارا انتظار کروں گا۔ اور جس کمرے کو تم نے منع کیا ہے، اس کو ہرگز نہ کھولوں گا۔"

www.kitabmart.in

دوسری بہنیں بھی آئیں اور بڑی محبت سے حسن سے ملیں اور اس سے رخصت ہوئیں پھر زرا سی دیر کے بعد ساتوں بہنیں جنوں کے ساتھ اپنے باپ کے یہاں چلی گئیں۔

ان کے جانے کے بعد حسن کا جی بہت گھبرایا۔ جب رات ہوگئی۔ اُس نے کنجیوں کا گچھا اٹھایا اور ایک ایک کمرہ دیکھنا شروع کیا۔ ان کمروں کی شان و شوکت دیکھ کر تو وہ سخت حیران ہوا۔ ایسا ایسا سامان تھا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتا تھا۔ جب ان تمام کمروں کو دیکھ چکا تو اُس کی نظر اُس کمرے پر پڑی، جس کو گلبرگ نے کھولنے سے منع کر دیا تھا۔ اس نے دل میں سوچا کہ آخر کیا بات ہے کہ گلبرگ نے صرف اس کمرے کو دیکھنے کے لیے منع کیا ہے۔ میں اس کو بھی دیکھوں گا، چاہے کچھ ہو جائے۔ اُس نے روشنی کی اور سیدھا اس کمرے کی طرف بڑھا۔ اس نے تالے میں کنجی لگائی۔ کنجی کے لگتے ہی، اکدم سے دروازہ کھل گیا۔ حسن اس میں داخل ہوا۔ لیکن یہ کمرہ تو بالکل خالی تھا۔ اس میں نہ کوئی کرسی میز تھی، نہ آرائش کا کوئی سامان۔ حسن نے غور سے دیکھا تو اس میں ایک سیڑھی لگی ہوئی تھی، جو اوپر سے ایک بڑے خول کے اندر داخل ہو گئی تھی۔ حسن نے تیزی سے سیڑھی پر چڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ چھت کے اوپر پہنچ گیا۔ یہاں تو بڑی کھلی فضا تھی۔ چھت پر سے اُسے بڑا خوبصورت میدان نظر آیا۔ یہاں چاند کی روشنی کچھ اس طرح نظر آ رہی تھی جیسے دن نکلا ہو۔ اس نے

www.kitabmart.in

اتنا خوبصورت منظر اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

داہنی طرف ایک خوبصورت نہر بہہ رہی تھی جس کے دونوں طرف پھولوں کی بڑی خوبصورت کیاریاں تھیں۔ نہر سے بالکل ملا ہوا ایک سنگِ مرمر کا حسین محل تھا۔ محل سے اُترتی ہوئی سیڑھیاں نہر تک آتی تھیں' جہاں ایک تخت بچھا ہوا تھا۔ اس تخت پر ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ شاید ہی کسی بادشاہ کو کبھی ایسا تخت نصیب ہوا ہو۔

ابھی حسن یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ اکدم سے کیا دیکھتا ہے کہ بڑے بڑے پرندوں کا جُھنڈ چلا آرہا ہے۔ یہ کُل مِلاکر دس تھے۔ یہ سب نہر کے کنارے اُتر گئے۔ اُن کے پَروں کی رنگت ہیروں اور جواہرات سے ملتی جلتی تھی۔ یہ پرندے سب تخت کی طرف بڑھے۔ ان میں سب سے آگے جو پرندہ تھا' وہ سب سے خوبصورت پرندہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سب اس کا حکم مانتے تھے۔ اکدم سے انھوں نے اپنے پر پھڑ پھڑائے اور اپنے پَروں کو اس طرح اُتار دیا جیسے کوئی کپڑے اُتارتا ہو۔ حسن یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ تو بہت خوبصورت لڑکیاں تھیں جو پرندوں کا لباس پہنے تھیں۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے چاند نے لڑکیوں کی شکل اختیار کرلی ہے۔ وہ سر سے پیر تک ننگی تھیں۔ البتہ اُن کے بالوں نے ان کے بدن کو کسی حد تک ڈھک دیا تھا۔ یہ لڑکیاں پانی میں کود پڑیں اور تیرنے لگیں۔

www.kitabmart.in

یہ دیر تک پانی میں تیرتی اور کھیلتی رہیں۔ پھر سب سے بڑی لڑکی نے اشارہ کیا اور وہ سب باہر آگئیں۔ اب یہ لڑکی تخت پر جاکر بیٹھ گئی۔ حسن نے ایسی خوبصورت لڑکی اس سے پہلے کہاں دیکھی تھی۔ وہ تو اس لڑکی کو بس دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر تک تو اسے یہ بھی ہوش نہ رہا تھا کہ وہ کہاں ہے۔ زراسی دیر بعد وہ سنبھلا تو اس نے سوچا کہ گلبرگ نے اسی لیے اسے اس کمرے کو کھولنے سے منع کیا تھا۔ حسن غور سے اس لڑکی کو دیکھتا رہا جس کا گورا بدن چاند کی روشنی میں دَمک رہا تھا۔ اس کے گھنے بال ہوا سے لہرا رہے تھے۔ اس کی سیاہ چمکدار اور بڑی بڑی آنکھیں حیران ہوکر دیکھ رہی تھیں۔ گھنی گھنی پلکیں آنکھوں پر سایہ کیے ہوئے تھیں ——— صاف شفّاف بدن ——— خوبصورت پنڈلیاں ——— بھرے بھرے بازو ——— وہ ملکہ کی طرح بیٹھی ہوئی تھی اور نو لڑکیاں چاروں طرف سے اس کو گھیرے ہوئے تھیں۔ حسن تو اس کو دیکھ کر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا۔ اس کا جی چاہتا تھا کہ ساری زندگی اسی طرح سے بیٹھا اسے دیکھتا رہے۔ اتنے میں ملکہ نے لڑکیوں سے کہا "اب صبح ہو رہی ہے۔ آؤ چلیں۔ ہمیں بہت دور جانا ہے۔" انھوں نے اپنے پر پہنے اور انھیں پھڑ پھڑایا اور اُڑنے لگیں اور زراسی دیر میں نظروں سے اوجھل ہوگئیں۔ حسن کو ایسا لگا کہ ان کے ساتھ اس کا سکون و اطمینان سب کچھ چلا گیا۔ وہ دیر تک

www.kitabmart.in

وہاں ٹہلتا رہا، لیکن اب وہاں کچھ بھی نہ تھا، سوائے خاموشی اور سناٹے کے ـــــ حسن نیچے اُترا اور چُپ چاپ اپنے بستر پر جاکر لیٹ گیا۔ ساری رات کروٹیں بدلتا رہا۔ جب آنکھ بند کرتا، وہی شکل سامنے آجاتی۔ اب وہ ہر روز رات کو سیڑھی پر چڑھتا۔ مگر وہ پرندے کہیں نظر نہ آتے۔ اس طرح کتنے دن اور کتنی راتیں گذر گئیں۔ ان کا کہیں پتہ نہ تھا حسن نے کھانا پینا سب کچھ چھوڑ دیا۔

اس طرح کئی دن گزر گئے۔ ایک دن شہزادیاں آگئیں۔ گلبرگ دوڑتی ہوئی محل کے اندر پہنچی اور حسن کو ڈھونڈتی ہوئی اس کے پلنگ کے پاس آئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ حسن سوکھ کر کانٹا ہوگیا ہے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ گلبرگ گھبراکر اس سے لپٹ گئی اور روتے ہوئے بولی ـــــ "میرے پیارے بھیّا! بتاؤ تم کو کیا تکلیف ہے۔ میں اس کا علاج کروں گی۔"

حسن نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور اب تو اور زور زور سے رونے لگا۔ اس کی زبان سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔ اس پر گلبرگ کی حالت اور خراب ہوگئی۔ اس نے کہا "میرے بھیّا! مجھے سچ سچ بتاؤ تم کو کیا تکلیف ہے۔ یہ تم کو کیا ہوگیا ہے۔ میں تمہاری ہر تکلیف کا علاج کروں گی۔ مجھے بتاؤ تو کیا بات ہے ـــــ میرے بھیّا۔"

حسن نے کہا ـــــ "میری پیاری بہن! مجھے میرے حال

www.kitabmart.in

پر چھوڑ دو۔ میں نے یہ مصیبت خود مول لی ہے۔ اس کا کوئی علاج نہیں۔ غلطی میری ہے اور مجھے اس کی سزا مل رہی ہے۔ تم مجھے اب موت کے پنجوں سے نہیں چھڑا سکتیں۔"

گلبرگ نے کہا" بھیّا حسن! یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں بھی مر جاؤں گی۔ مجھے یہ تو بتاؤ کہ آخر بات کیا ہے؟"

تب حسن نے کہا" بہن! میں نے دس دن سے کچھ کھایا پیا نہیں" اور یہ کہہ کر اس نے شروع سے آخر تک سارا قصّہ سُنایا۔

حسن سوچ رہا تھا، وہ یہ سُن کر ناراض ہو گی کہ اس کے منع کرنے کے باوجود اس کمرے کا دروازہ کیوں کھولا —— لیکن وہ ناراض نہیں ہوئی اور اس نے حسن کو تسلّی دیتے ہوئے کہا —— "میرے بھیّا! اب تم بالکل پریشان نہ ہو۔ میں اس لڑکی کو حاصل کرنے کے لیے، جو کچھ کر سکتی ہوں، کروں گی۔ تم زرا بھی فکر مت کرو۔ بس اپنے آنسو پونچھو اور بالکل پہلے جیسے ہو جاؤ۔ بس میری شرط یہ ہے کہ یہ بات میری بہنوں سے بھی مت کہنا —— وہ اگر اس کمرے کے بارے میں پوچھیں تو کہنا —— "میں اس کمرے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ وہ اگر یہ پوچھیں کہ تم اتنے دُبلے کیسے ہو گئے، تو کہنا" —— تم سب کی جُدائی میں میرا یہ حال ہوا ہے۔ خبردار ان سے کوئی ایسی بات مت کہنا، جس سے اُن کو شک بھی ہو۔"

اب جا کر حسن کو اطمینان ہوا۔ ورنہ وہ ڈر رہا تھا کہ گلبرگ ضرور ناراض ہو جائے گی۔ اس نے کہا " تم جیسا کہو گی، میں

www.kitabmart.in

ویسا کروں گا۔ اب گلبرگ دوڑتی ہوئی گئی اور بہنوں سے بولی "ہمارا بھائی حسن بہت بیمار ہے۔ اس نے دس دن سے کچھ کھایا پیا نہیں۔ وہ دن بھر ہمیں اور اپنے ماں باپ کو یاد کرتا تھا اور اسی غم میں اس کی بھوک پیاس سب ختم ہو گئی۔"

اب ساتوں بہنیں دوڑی ہوئی گئیں۔ انھوں نے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا اور اپنے باپ کے یہاں کے بہت سے دلچسپ حالات سُنا سُنا کے اُسے خوش کیا اور اس طرح حسن کو اپنی ہر سیر و تفریح میں شریک کیا۔ ایک دن سب بہنوں نے شکار کا پروگرام بنایا۔ سب بہنیں چلی گئیں اور گلبرگ کو وہاں حسن کی دیکھ بھال کے لیے چھوڑ دیا۔ پھر گلبرگ نے حسن سے کہا "اب تم بتاؤ کہ تم نے اس لڑکی کو کہاں دیکھا۔"

گلبرگ نے دروازہ کھولا ــــــ وہ دونوں چھت پر پہنچے۔ حسن نے وہاں سے محل کے پاس کے تخت کی طرف اشارہ کیا۔ "یہی وہ جگہ ہے جہاں میں نے وہ خوبصورت لڑکی دیکھی تھی، جس کے چاروں طرف نو لڑکیاں بیٹھی تھیں۔"

یہ سُننا تھا کہ گلبرگ کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ وہ گھبرا گئی۔ "ارے باپ رے، یہ تم نے کیا کیا" ــــ جانتے ہو یہ کون تھی ــــــ یہ جنات کے شہنشاہ کی بیٹی ہے۔ یہ اتنا بڑا شہنشاہ ہے کہ میرا باپ اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ وہ یہاں سے ہزاروں میل کے فاصلے پر رہتا ہے۔ وہاں تک تو انسان کا پہنچنا مشکل ہے۔ اس کے محل کے چاروں طرف اتنا

www.kitabmart.in

کڑا پہرا ہے کہ ہوا کا بھی مشکل ہی سے گزر ہو سکتا ہے۔ وہ لڑکی جو تم نے دیکھی ہے، وہ سب سے چھوٹی شہزادی ہے۔ اس کا نام "نو بہار" ہے۔ جب چودھویں کا چاند چمکتا ہے تو وہ یہاں اپنی سہیلیوں کے ساتھ آتی ہے۔ ان پروں کی بدولت ہی وہ اُڑتی ہوئی یہاں پہنچتی ہے۔ اس کو حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ تم کسی طرح اس کے پَروں والے لبادے کو اُٹھا لاؤ۔ بس پھر وہ اُڑ نہ سکے گی۔ تم کہیں پاس جاکر چُھپ جاؤ۔ جیسے ہی وہ اُتارے اور نہانے کے لیے اُترے، بس تم اس پر قبضہ کرلو۔ اس کے بعد وہ کتنا ہی خوشامد کرے، یہ پر اُسے مت دینا۔ اگر تم نے دے دیا تو گویا یہ سمجھو کہ ہم سب تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ ہمارا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ اس کے بعد تم اس کے بالوں کو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے یہاں لے آؤ۔ پھر دیکھنا کہ وہ کس طرح تمہاری ہو جاتی ہے۔"

حسن اتنا خوش ہوا کہ ناچنے لگا۔ اس نے گلبرگ کے ہاتھ چومنے شروع کر دیے۔ اس کے بعد دونوں نیچے اُترے۔ اتفاق سے اگلی رات چودھویں کے چاند کی رات تھی۔ یہی وہ رات تھی جب وہ شہزادی اور اس کی سہیلیاں نہانے آتی تھیں۔ حسن پہلے ہی سے تخت کے پیچھے جاکر چُھپ گیا۔ زرا سی دیر میں اسی طرح دس پرندے پَر پھڑپھڑاتے ہوئے اُترے۔ انھوں نے بال و پَر کا لبادہ اُتارا اور نہر میں نہانے اور تیرنے لگیں۔ حسن نے چُھپکے سے موقع پاکر شہزادی نو بہار کا لباس

www.kitabmart.in

وہاں سے اٹھا لیا اور چھپ کر اسی جگہ بیٹھ گیا۔

جیسے ہی شہزادی نو بہار وہاں نہا کر آئی تو سمجھ گئی کہ ضرور کسی نے یہاں سے ان کے لباسوں کو تتر بتر کیا ہے۔ اس نے جو غور سے دیکھا تو اس کا اپنا لباس غائب تھا۔ اب تو وہ خوب زار و قطار رونے لگی۔ اس کی سہیلیوں نے جو یہ حال دیکھا تو انھوں نے جلدی سے اپنے اپنے لبادے اُٹھائے اور انھیں پہن کر پرندوں کی شکل اختیار کی اور فضا میں یہ جا وہ جا۔ ذرا سی دیر میں نظر سے اوجھل ہو گئیں۔ بیچاری شہزادی وہاں اکیلی رہ گئی۔ اب حسن باہر نکل آیا۔ اُسے دیکھ کر شہزادی اسی حالت میں بھاگی، اُس کے بال ہوا میں پھڑ پھڑا رہے تھے۔ حسن نے بہت روکنا چاہا مگر وہ بھاگتی چلی گئی۔ آخر حسن نے اس کا پیچھا کیا اور آخر میں جھپٹ کر اُس کے بالوں کو پکڑ لیا اور اُسے کھینچتا ہوا اپنے محل میں لے آیا۔ یہاں آکر بھی وہ اسی طرح روتی چیختی رہی۔ اتنے میں گلبرگ آگئی اور شہزادی کے قدموں میں گر پڑی اور بولی ——— "شہزادی! یہ ہماری قسمت ہے کہ آج آپ کے آنے سے ہمارا محل جگمگا رہا ہے"

شہزادی نو بہار نے جو نظر اُٹھا کر دیکھا تو گلبرگ کو پہچان گئی اور بولی ——— "ارے یہ تم ہو گلبرگ! یہ سب کچھ تمہارا کیا ہوا ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ میرا باپ کیسا ہے ——— ذرا سی دیر میں تمہارا نام و نشان مٹا

www.kitabmart.in

سکتا ہے۔ تم نے ایک انسان کو اپنے محل میں جگہ دی ہے۔ اگر تم نے مدد نہ کی ہوتی تو یہ آدمی نہر تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔"

تب گلبرگ نے کہا ــــ "شہزادی نوبہار! میں جانتی ہوں کہ عورتوں میں تمہاری خوبصورتی کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ نوجوان بھی ایسا ہے، جس کا جواب مردوں میں نہیں ہے ــــ اس کی نیت ہرگز یہ نہیں تھی کہ تم کو نقصان پہنچائے۔ بس یہ تو تمہاری محبت کا مارا تھا، اسی لیے بےقصور ہے۔ اس نے جس دن سے تم کو دیکھا تھا، اس کے ہوش و حواس جاتے رہے تھے۔ اس نے تمہاری سہیلیوں میں سے بس تم کو پسند کیا تھا۔"

نوبہار نے جب یہ سُنا تو خاموش ہو گئی اور بے بسی سے حسن کو دیکھنے لگی۔

اب گلبرگ نے جلدی سے بڑا خوبصورت لباس پہنایا اور اس کے لیے کھانے کا انتظام کیا۔ جب وہ کھانا کھا چکی تو بولی ــــ شاید میری قسمت میں یہی لکھا تھا کہ میں اس طرح اپنے ماں باپ سے بچھڑ جاؤں۔ اب تو تقدیر کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے علاوہ چارہ ہی کیا ہے۔"

اب گلبرگ حسن کے پاس گئی اور بولی ــــ "بھیّا اب تم نوبہار کے پاس جاؤ۔ سب سے پہلے اس کے قدموں کو چھوؤ، اور پھر اس کے ہاتھوں کو چومو اور اس کے بعد اس کے سر کو پیار کرو۔ اور اس کے بعد اس سے بات کرنا۔"

www.kitabmart.in

حسن بڑی تیزی سے نو بہار کے کمرے میں گیا۔ اس نے ویسا ہی کیا، جیسا کہ گلبرگ نے کہا تھا ــــــ "اے میری ملکہ! مجھ سے ناراض مت ہو۔ میرے اوپر رحم کرو۔ میں تم کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں تو تم سے شادی کروں گا اور اپنے وطن بصرے لے جاؤں گا۔ وہاں میری ایک بہت اچھی سی ماں ہے جو تمہارے ساتھ بیٹیوں کا سا سلوک کرے گی۔ میرے گھر میں آرام و آسائش کا سارا انتظام ہے اور تم کو ایک سے ایک اچھا کھانا کھلاؤں گا۔"

لیکن شہزادی نو بہار کی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔ اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حسن نے بڑھ کر دروازہ کھولا تو چھ بہنوں کو پایا جو شکار سے واپس آگئی تھیں۔ اُن کے ساتھ وہ شکار تھا جسے مار کر لائی تھیں۔ حسن، ان کو دیکھ کر مارے خوشی کے ناچنے لگا۔ وہ بھی حسن کو اتنا خوش دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ انھوں نے دیکھا کہ حسن کا چہرا دمک رہا ہے۔ وہ پھر پہلے جیسا ہو گیا ہے اور پھر حسن بار بار ان کے ہاتھ پکڑ پکڑ کر چوم رہا تھا۔ وہ سوچنے لگیں کہ ضرور کوئی بات ہے جو حسن، آج بہت خوش ہے۔ اتنے میں گلبرگ آگئی اور بولی ــــــ "ارے میں تم کو اصل بات بتاؤں ہمارے بھیّا نے ایک چڑیا پالی ہے تم اسے کسی طرح ایسا کر لو کہ وہ ہماری بات سمجھنے لگے۔"

بہنوں نے کہا "تو اس میں کیا خاص بات ہے جو حسن

www.kitabmart.in

اتنا شرما رہا ہے۔"

گلبرگ نے کہا ــــــ "بہن وہ تو اتنا اس لیے شرما رہا ہے کہ اسے چڑیا سے بہت محبت ہو گئی ہے۔"

بہنوں نے کہا "اس میں شرمانے کی کیا بات ہے۔"

گلبرگ نے کہا ــــــ "ادھر آؤ میں بات بتاؤں۔ جب ہم لوگ یہاں سے گئے ہوئے تھے تو حسن کو تمام کمروں کی کنجیاں دے گئے تھے اور منع کر دیا تھا کہ یہ خالی والا کمرہ مت کھولنا۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ اسے وہ کمرہ یاد نہیں رہا اور اس نے غلطی سے وہ کمرہ کھول لیا" اور یہ کہہ کر گلبرگ نے سارا قصہ سنایا اور کہا ــــــ "خیر جو کچھ ہوا اس میں حسن کا قصور نہیں ــــــ البتہ ہمارے بھائی کی پسند بہت اچھی ہے۔"

اس کے بعد انھوں نے کہا ــــــ "اگر یہ بات ہے تو ہم بھی اس کی خوبصورتی کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔"

حسن اور گلبرگ، انھیں لے کر اس کمرے میں گئے جہاں شہزادی نو بہار بیٹھی تھی۔ شہزادی کو دیکھ کر تو اُن کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ان کو ایسا محسوس ہوا، جیسے کمرے میں چاند جگمگا رہا ہے۔ اب تو وہ بہت خوش ہوئیں اور بولیں "شہزادی! مبارک ہو۔ ہمارا بھائی سچ مچ تمہارے لائق ہے۔ اتنا خوبصورت اور ایسا پیارا اور بھولا نیک آدمی، انسانوں کی برادری میں مشکل سے ملتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ تمہاری

www.kitabmart.in

زندگی بڑے مزے میں گزرے گی۔ آؤ ہم اللہ کا نام لے کر تم دونوں کی شادی کر دیں۔"

یہ کہہ کر وہ سب بہنیں دونوں کو ایک دوسرے کے قریب لائیں۔ گلبرگ نے حسن کا ہاتھ، نو بہار کے ہاتھوں میں دیا اور بولی "میں آج خدا اور اس کے رسول کا نام لے کر تم دونوں کو ایک دوسرے کا شوہر اور بیوی ہونے کا اعلان کرتی ہوں ــــــ امید ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے کو قبول کرو گے۔" یہ سُن کر دونوں نے سر ہلایا اور مُسکرا کر شرما گئے۔ اب تو سب نے خوب زور زور سے تالیاں بجائیں اور خوب مزے مزے کے گانے گانے لگیں۔

اس کے بعد تو نو بہار بہت خوش ہوئی اور وہ بھی حسن سے بہت محبت کرنے لگی اور ہر وقت سائے کی طرح اس کے ساتھ رہتی۔ اس طرح وہ چالیس دن تک ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی خوشی رہتے رہے کہ اچانک ایک رات کو حسن نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا کہ وہ صحن میں ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی ہے۔ یہ قبر اُس نے حسن کی بنا رکھی ہے۔ حسن یہ منظر دیکھ کر سوتے میں ہی چیخ چیخ کر رونے لگا ــــــ ساتوں بہنیں دوڑ پڑیں۔ ہر ایک گھبرا گئی۔ گلبرگ نے شہزادی نو بہار سے پوچھا "آخر کیا بات ہے۔ حسن کیوں اس طرح رو رہا ہے۔ پہلے تو

www.kitabmart.in

کبھی سوتے میں ایسے نہیں رویا تھا۔"

اس نے کہا "میں تو سو رہی تھی کہ ان کی چیخ سے اٹھ گئی۔ مجھے بھی کچھ نہیں معلوم۔"

تب انھوں نے حسن کو جھنجوڑا۔ گلبرگ نے اس کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا اور تسلی دیتے ہوئے پوچھا تو حسن نے اپنے خواب کا سارا حال سُنایا ــــــ یہ سُن کر گلبرگ بھی بہت روئی۔

اس کے بعد سب بہنوں نے کہا "بھائی! اگر تم اپنے گھر جانا چاہو تو شوق سے جاؤ۔ البتہ ہماری اتنی درخواست ہے کہ ہم کو کبھی نہ بھولنا اور اگر ہو سکے تو سال میں ایک بار ضرور یہاں آنا ــــــ اور کچھ دن ہمارے ساتھ رہنا۔"

اب سب بہنوں نے حسن کا سامان ٹھیک کرنا شروع کر دیا۔ گلبرگ کا بُرا حال تھا۔ کیونکہ وہ حسن کو زرا سی دیر کے لیے بھی اپنی نظر سے اوجھل ہونے نہیں دیتی تھی۔

حسن نے اسے تسلی دی اور کہا "میری پیاری بہن! میں تمہاری محبت کبھی نہیں بھول سکتا۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ سال میں ایک بار ضرور تمہارے پاس آیا کروں گا۔"

اس کے بعد بہنوں نے پوچھا ــــــ "بھائی یہ تو بتاؤ کہ تم یہاں سے کیسے جاؤ گے؟"

حسن نے کہا "میرے پاس بہرام جادوگر کا ایک ڈھول ہے۔ جس پر مرغے کی کھال مڑھی ہوئی ہے۔ البتہ

www.kitabmart.in

مجھے یہ نہیں معلوم کہ اسے کیسے استعمال کیا جاتا ہے۔"

حسن نے وہ ڈھول لاکر دکھایا اور گلبرگ نے اسے اپنی گود میں لے کر ہاتھوں کے اشارے سے بتایا کہ کس طرح اس کو بجایا جاتا ہے۔ حسن نے ایسا ہی کیا۔ جیسے ہی اس نے ڈھول بجایا، دیکھتے کیا ہیں کہ بہت سے گھوڑے، اونٹ، اور خچر، ایک قطار میں آکر کھڑے ہو گئے۔

ساتوں بہنوں نے ان میں سے بہترین جانور چُن لیے، اور انھوں نے اپنے پاس سے بہترین قسم کے سازو سامان سے ان کو لاد دیا۔ ایک سے ایک قیمتی زیورات تحفے کے طور پر پیش کیے۔ گھوڑوں پر طرح طرح کے کھانے پینے کی چیزیں لادیں اور بڑے شاہانہ انداز سے ان کو رخصت کیا۔ اس وقت گلبرگ کی حالت بہت خراب تھی۔ اس کا روتے روتے بُرا حال ہو گیا تھا۔ اس کی بہنوں نے اسے بہت تسلی دی کہ "بہن زیادہ پریشان مت ہو۔ ہمارا بھائی برابر آتا رہے گا۔"

اس طرح یہ قافلہ ہواؤں پر سے گزرتا ہوا زرا سی دیر میں بصرہ پہنچ گیا۔ جب اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اس وقت حسن کی ماں اس کو یاد کرکے چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔ دروازے کی دستک سُن کر وہ آئی اور بولی ——"میرا بیٹا" —— اور پھر فوراً بیہوش ہوکر گر پڑی۔

حسن اور نو بہار نے اس کو بڑھ کر اٹھایا۔ اور لے

www.kitabmart.in

جا کر بستر پر لٹایا اور پنکھا جھلنا شروع کیا۔ ذرا سی دیر میں اسے ہوش آگیا، تو حسن نے کہا "ماں! میری طرف دیکھو۔ ــــ یہ میری بیوی ہے ــــ اور تمہاری بہو بھی ہے اور بیٹی بھی ــــ یہ تمہاری خدمت کرے گی ــــ اب تمہاری پریشانیاں ختم ہوگئیں۔"

حسن کی ماں نے اپنی بہو کو بڑھ کر سینے سے لگا لیا اور بہت پیار کیا ــــ حسن نے اس کو اپنا سارا حال سنایا۔

پھر وہ جلدی سے بازار گئی۔ وہاں سے بہترین ریشم کے کپڑے خرید کر لائی اور اپنی بہو کو پہنا کر بے حد خوش ہوئی۔ اس کے بعد اس نے بہت مزیدار کھانا پکایا اور بولی "اب میرے گھر میں میری بہو آگئی تو گویا سب کچھ آگیا۔"

اس طرح دو ایک روز گزر گئے۔ ایک دن اس نے حسن سے کہا: "بیٹا اب ہمارے لیے بصرہ میں رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ میری رائے ہے کہ ہم لوگ بغداد چلیں اور ہارون رشید کے سایے میں رہیں۔ ورنہ یہاں کے لوگ ہماری دولت کو شک و شبہ سے دیکھیں گے۔"

حسن کو یہ رائے بہت پسند آئی۔ اس نے اپنے گھر کا سب سامان بیچا اور پھر اپنا ڈھول بجایا۔ ڈھول کا بجنا تھا کہ اونٹ، گھوڑے، خچر ــــ سب کے سب قطار باندھے

www.kitabmart.in

گھوڑے تھے۔ حسن نے ان میں سے اچھے اچھے جانوروں کو لیا، باقی کو رخصت کیا اور پھر وہاں سے ضروری سامان لاد کر ماں اور بیوی کے ساتھ بغداد کو روانہ ہوگیا۔

بغداد پہنچ کر حسن نے اپنے لیے ایک بڑا شاندار محل لیا۔ اس کو خوب اچھی طرح سجایا۔ بہت ملازم رکھے اور رئیسوں کی طرح وہاں رہنے لگا۔ اب تو اُن کی زندگی مزے میں گزر رہی تھی۔ شہزادی نو بہار بے حد خوش تھی۔ ایک دن ان کے یہاں دو بڑے خوبصورت جُڑواں بچے پیدا ہوئے۔ حسن نے ان کے نام رکھے منصور اور ناصر۔

اس طرح انھیں بغداد میں رہتے رہتے ایک سال ہوگیا۔ ایک دن حسن کو اپنی وہ ساتوں بہنیں یاد آئیں ——— گلبرگ سے اپنا وعدہ یاد آیا۔ اس نے بازار سے جاکر طرح طرح کے قیمتی تحفے خریدے اور ماں سے کہا کہ "میں چند روز کے لیے اپنی بہنوں سے ملنے جارہا ہوں ——— تم نو بہار کا خیال رکھنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گھر سے باہر چلی جائے۔ گھر کی تمام کھڑکیاں بند رکھنا۔ کوٹھے پر بھی مت چڑھنے دینا ——— اور ایک خاص بات بتاؤں۔ اس مکان کی پچھلی کوٹھری میں رنگین پَروں کا ایک لباس ہے۔ اسے کسی طرح بھی نو بہار کو مت دکھانا۔ کہیں ایسا نہ ہو، اس کو دیکھ کر وہ پھر پرندہ بننے کی خواہش کرے۔ اگر ایسا ہوا تو گویا میری زندگی تباہ ہو جائے گی۔ تم مجھے ہرگز زندہ نہ پاؤگی۔"

www.kitabmart.in

حسن کی ماں نے کہا ــــــ "بیٹا! تم مجھ پر بھروسہ کرو جیسا تم نے کہا ہے، ویسا ہی ہوگا ــــــ بس تم جلدی واپس آنا۔"

اس طرح حسن نے پھر بیوی اور دونوں بچوں کو بہت پیار کیا۔ پھر اُس نے ڈھول بجایا ــــــ جانور اسی طرح آ گئے۔ حسن نے چند گھوڑوں کو چُنا اور تمام سامان اکٹھا کیا اور پھر اسی طرح ہوا پر اڑتا ہوا بات کی بات میں اسی محل میں پہنچ گیا، جہاں اس کی ساتوں بہنیں رہتی تھیں۔ جیسے ہی وہ محل میں اُترا، شہزادیوں نے دیکھا تو مارے خوشی کے پھولی نہ سمائیں۔ شہزادی گلبرگ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا۔ وہ تو دیوانی ہو رہی تھی۔ زرا زرا سی دیر میں آکر بلائیں لیتی۔

ادھر بغداد میں اس کی ماں اور بیوی بچے بڑے مزے میں رہ رہے تھے۔ دو روز بعد نو بہار نے اماں سے کہا ــــــ "اماں! مجھے کتنے دن ہو گئے میں نہا نہیں سکی۔ میں چاہتی ہوں کہ حمام میں جاکر نہاؤں۔"

اس کی ساس نے کہا ــــــ "بیٹی! میں تیرے نہانے کا انتظام کیے دیتی ہوں، تو باہر مت جا ــــــ اس لیے کہ تیرے ساتھ کون جائے گا۔ میں بڑھیا ہوں، میرے اندر اتنی طاقت کہاں ہے کہ میں حمام تک جا سکوں۔ گھر میں نہانے کا سارا سامان موجود ہے۔ میں تجھے خود اپنے

www.kitabmart.in

ہاتھوں سے نہلا دوں گی۔"

لیکن نو بہار کو تو ضد چڑھ گئی۔ وہ بھلا کب ماننے والی تھی، بولی "ماں! یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ عورتوں کو حمّام جانے کی بھی پابندی لگی ہو۔ اگر کوئی شخص کسی کنیز باندی پر بھی یہ پابندی لگا دے تو وہ بھی کہے گی کہ مجھے اور کسی کے ہاتھ بیچ دو۔ میں ایسے گھر میں نہیں رہ سکتی۔ اگر کوئی یہ سوچے کہ عورت پر سختی کرنا چاہیے تو یہ اس کی بیوقوفی ہے اور یہ تو تم بھی جانتی ہوگی کہ اگر عورت کسی بات کو طے کر لے تو دُنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ اگر تم کو میرے اوپر بھروسہ نہیں ہے تو میرے لیے مرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے، یہ کہہ کر وہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔

یہ سُن کر حسن کی ماں گھبرا گئی۔ اس نے سوچا کہ اب اس کو روکنا مشکل ہے۔ اس نے کہا ــــــ "بیٹی آؤ چلو۔ میں ہی تم کو حمّام تک لے چلوں۔" اس کے بعد وہ اسے حمّام میں لے گئی۔ جب وہ حمّام میں داخل ہوئیں تو حمام کی تمام عورتیں بھونچکّا رہ گئیں۔ انھوں نے اتنی خوبصورت عورت اس سے پہلے کہاں دیکھی تھی۔ اور جب اس نے نہانے کے لیے کپڑے اُتارے تو گویا سارا حمّام جگمگانے لگا۔ ہر طرف شور مچ گیا اور ذرا سی دیر میں اسے دیکھنے کے لیے ایک بھیڑ لگ گئی کیونکہ ایسی عورت اس

www.kitabmart.in

سے پہلے کہاں آئی تھی۔ ان عورتوں میں خلیفہ ہارون رشید کی ملکہ زبیدہ کی ایک لونڈی بھی تھی۔ اُس نے جو دیکھا تو دنگ رہ گئی۔ جب نہانے کے بعد نوبہار اپنی ساس کے ساتھ واپس جانے لگی تو یہ لونڈی بھی ان کے پیچھے پیچھے گھر تک گئی ——— لیکن حسن کے گھر پر پہرا دیکھ کر اس کی اندر جانے کی ہمت نہ ہوئی اور وہ واپس محل میں آگئی۔ جب ملکہ زبیدہ نے اسے دیکھا تو اس کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا۔ وہ گھبرائی ہوئی تھی۔"

ملکہ نے پوچھا ——— "یہ کیا بات ہے جو اتنی گھبرا رہی ہے۔؟"

لونڈی نے کہا ——— "ملکہ! میں کیا بتاؤں کہ میں نے حمّام میں کیا دیکھا۔"

ملکہ بے چین ہوگئی اور اس نے کہا "جلدی بتا کہ وہاں کون سی چیز تھی جو تیرے ہوش و حواس جاتے رہے۔"

لونڈی نے کہا ——— "میں اس کا نام نہیں جانتی ——— لیکن میں جانتی ہوں کہ ایسی خوبصورت لڑکی سارے بغداد میں نہیں ہے۔ میں نے حمّام میں سُنا ہے کہ یہ بصرہ کے حسن سوداگر کی بیوی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر خلیفہ اس کو دیکھ لیں تو یقین ہے کہ اس کے شوہر کو مروا کر اسے اپنے محل میں لے آئیں گے۔ اگر آپ اس کو دیکھ لیں تو آپ کی نظر اس کے چہرے سے نہ ہٹے۔"

www.kitabmart.in

ملکہ نے کہا "تو خواب تو نہیں دیکھ کر آئی ہے جو ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہے۔"

لونڈی نے کہا "ملکہ! میں آپ کو کیسے یقین دلاؤں کہ وہ کتنی خوبصورت ہے۔ اگر کوئی سورج کا چراغ لے کر بھی ڈھونڈے تو ایسی لڑکی کہیں نظر نہ آئے۔"

زبیدہ نے کہا "میں خود اپنی آنکھ سے اسے دیکھوں گی. تب مجھے یقین آئے گا کہ تو سچ کہہ رہی ہے" — یہ کہہ کر ملکہ نے اپنے چوکیدار مسرور کو بلایا اور کہا — "اس لونڈی کے ساتھ جاؤ اور جس مکان کو یہ بتائے، وہاں حسن سوداگر کی بیوی رہتی ہے، اسے یہاں لے کر آؤ۔"

مسرور اسی وقت دوڑتا ہوا حسن کے محل میں پہنچا — اس کی ماں محل کے دروازے پر آئی اور بولی "— تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟"

مسرور نے کہا "میں شاہی محل سے آیا ہوں۔ مجھے ملکہ زبیدہ نے بھیجا ہے جو خلیفہ ہارون رشید کی بیوی ہے۔ میں اس لڑکی کو لینے کے لیے آیا ہوں جو حمام میں نہا کر آئی ہے۔ ملکہ اس سے ملنا چاہتی ہے۔"

حسن کی ماں نے کہا — "ہم لوگ یہاں پردیسی ہیں، اور میرا بیٹا حسن، سفر پر گیا ہوا ہے۔ اس نے جاتے وقت یہ کہا تھا کہ یہ لڑکی گھر سے باہر نہ نکلے — مجھے ڈر ہے کہ اگر کہیں یہ باہر جائے گی تو اس پر ضرور کوئی

www.kitabmart.in

نہ کوئی آفت آ ئے گی، اور میرا بیٹا اسی غم میں اپنی جان کھو دے گا۔ اسی لیے میں درخواست کرتی ہوں کہ تم ہمیں معاف کردو۔"

مسرور نے کہا " اچھی ماں! تم گھبراؤ مت۔ ہماری ملکہ بہت اچھی ہے۔ وہ صرف تمہاری بہو کو ایک نظر دیکھے گی اور پھر تمہاری بہو کو میں یہاں خیریت کے ساتھ پہنچا دوں گا۔ اسے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے گا۔ تم بالکل اطمینان رکھو۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

جب حسن کی ماں نے دیکھا کہ اب بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے تو وہ اندر گئی اور اس نے اپنی بہو اور دونوں بچوں کو اچھی طرح سے تیار کیا اور پھر مسرور کے ساتھ نکلی۔ نو بہار نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال لیا تھا۔ حسن کی ماں دونوں بچوں کو گود میں لیے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ اس طرح وہ خلیفہ کے محل میں داخل ہوئے۔ ان کو ملکہ زبیدہ کی خدمت میں لائے۔ زبیدہ نے کہا ـــــــ " آؤ بیٹی! میرے قریب آؤ۔ اس گھر میں اس وقت کوئی مرد نہیں ہے۔ تم اطمینان سے اپنا نقاب اُلٹ سکتی ہو۔"

زبیدہ کے کہتے ہی نو بہار نے اپنا نقاب اُلٹا اور ایسا لگا کہ جیسے چاند بادلوں میں سے نکل آیا ہے۔ جیسے اکدم سے آبشار پھوٹ پڑا ہو۔ جیسے اکدم سے باغ میں پھول کھل گیا ہو۔ زبیدہ نے جو اسے دیکھا تو وہ بھونچکا

www.kitabmart.in

رہ گئی۔ لونڈی سچ کہتی تھی۔ ایسی صورت تو سورج کی کرنوں نے بھی نہ دیکھی ہوگی۔ وہ دوڑ کر نو بہار سے لپٹ گئی، اور اسے لپٹا لپٹا کر رونے لگی اور بولی ــــ "میری لونڈی نے تو پھر بھی تیری خوبصورتی کے لیے صحیح الفاظ نہیں ڈھونڈے تھے۔ تم، تو ہمارے تصوّر سے بھی زیادہ خوبصورت ہو۔ مجھے یقین ہے کہ تم ناچنا بھی جانتی ہوگی۔ تم جانتی ہو کہ جسم کی اصل خوبصورتی ناچنے سے ہی ظاہر ہوتی ہے۔ مجھے تم اپنا ناچ دکھاؤ۔"

نو بہار نے کہا "ــ مجھے ناچنا نہیں آتا۔ میں نے اس فن کی طرف کبھی دھیان نہیں دیا۔ البتہ مجھے اس سے زیادہ حیرت میں ڈالنے والا کام آتا ہے اور وہ یہ کہ میں پرندوں کی طرح اُڑ سکتی ہوں۔"

"ارے تم اُڑ سکتی ہو۔ یہ تو سچ مچ کا جادو ہے۔ تمہارا جسم دیکھ کر ہی یہ خیال ہوتا ہے کہ تم راج ہنس کا سا بدن رکھتی ہو۔ میں یہ تماشا ضرور دیکھوں گی کہ بغیر پَروں کے کیسے اُڑا جاتا ہے۔" ملکہ نے حیرت سے جواب دیا۔

نو بہار نے کہا "ــ بغیر پَروں کے نہیں ــــ میرے پاس پَر نہیں ہیں۔ یہ پَر میری ساس کے پاس رکھے ہیں۔ اگر یہ دے دے تو میں اُڑ کر دکھاؤں۔"

یہ سُن کر تو بُڑھیا کانپنے لگی۔ یہ سب کچھ کیا ہوگیا۔

www.kitabmart.in

ملکہ زبیدہ نے کہا "بڑی بی، جلدی سے وہ پروں کا لبادہ لے آؤ تاکہ ہم سب یہ کھیل دیکھیں۔"

حسن کی ماں نے کہا ــــــ "ملکہ! یہ لڑکی آپ کا رُعب داب دیکھ کر گھبرا گئی ہے اور بہکی بہکی باتیں کر رہی ہے، ورنہ کہیں آپ نے بھی سنا ہے کہ کوئی انسان ہوا میں اُڑ سکتا ہے۔ اللہ نے صرف یہ طاقت پرندوں کو دی ہے۔"

لیکن نو بہار نے کہا "میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ ملکہ صاحبہ! میرے وہ پر، محل کے ایک کمرے میں بند ہیں۔"

زبیدہ نے فوراً اپنے ہاتھوں سے سونے کا ایک جڑاؤ کنگن اُتار کر بُڑھیا کو دے کر کہا "بڑی بی جاؤ، جاکر کسی طرح وہ لبادہ لے کر آؤ۔ میں اسے دیکھ کر تم کو جوں کا توں واپس کردوں گی۔" لیکن پھر بھی بُڑھیا اس کے لیے تیار نہ ہوئی۔ تب ملکہ نے مسرور کو بلایا اور اس سے کہا کہ "جاؤ، حسن کے محل کی تلاشی لو اور جہاں کہیں بھی وہ عجیب و غریب لبادہ ہو اُسے لے کر یہاں آؤ۔"

ملکہ نے بُڑھیا سے اس کے محل کی کنجیاں لے کر مسرور کے حوالے کیں۔ مسرور نے سارے محل کی تلاشی لی اور آخر ایک کوٹھری میں لبادہ مل گیا، جو ایک صندوق

www.kitabmart.in

میں رکھا ہوا تھا۔ مسرور نے اسے لاکر ملکہ کے سامنے ڈال دیا۔ ملکہ نے اسے غور سے دیکھا اور اسے لے کر نوبہار کو دے دیا۔

نوبہار نے اسے اچھی طرح دیکھا اور جب اُسے اطمینان ہو گیا تو اس نے بڑی احتیاط سے اوڑھا۔ جیسے ہی اُسے اوڑھا تو ایسا لگا کہ جیسے وہ انسان نہ ہو بلکہ ایک سفید پرندہ —— اس نے اپنے دونوں بچوں کو اپنے کندھوں پر بٹھایا، پر پھڑ پھڑائے اور ایک لمحہ میں یہ جا وہ جا —— ہوا میں اُڑنے لگی —— اور وہیں سے چلّائی —— "خدا حافظ —— اب میں جا رہی ہوں ہمیشہ کے لیے —— اور یاد رکھو، جانے والے کبھی نہیں آتے۔"

زبیدہ نے کہا —— "نوبہار! واپس آجاؤ۔ آجاؤ۔ آجاؤ۔"

نوبہار نے اُڑتے ہوئے اپنی ساس سے کہا۔ "میری پیاری ماں۔ میں جا رہی ہوں اور میرا جانا تمہارے لیے بہت تکلیف دہ ہوگا لیکن کیا کروں۔ میں اس لبادے کو اوڑھنے کے بعد قابو میں نہیں رہتی۔ میں جانتی ہوں کہ یہ خبر سُن کر حسن کا کتنا بُرا حال ہوگا۔ لیکن میں مجبور ہوں، بے بس ہوں —— اب تو حسن مجھ کو "واک واک" کے جزیرے ہی میں پا سکتا ہے —— خدا حافظ —— خدا حافظ ——"

یہ کہہ کر نوبہار بڑی تیزی کے ساتھ اوپر اُڑتی ہوئی فضا میں غائب ہو گئی —— اور بڑھیا دھڑام سے فرش پر گر پڑی۔

www.kitabmart.in

ملکہ زبیدہ نے تسلی دے کر کہا "بڑی بی! اگر مجھے یہ بات معلوم ہوتی تو میں ہرگز ہرگز یہ ضد نہ کرتی۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تمہارے بیٹے کی بیوی ایک پری ہے۔ میں تم سے معافی چاہتی ہوں کہ میری بدولت تم کو یہ دن دیکھنا پڑا۔"

حسن کی ماں نے کہا ـــــ "ملکہ! یہ تمہارا قصور نہیں ہے۔ میری قسمت ہی ایسی ہے۔ ہر آدمی اپنی تقدیر اپنے ساتھ لیے پھرتا ہے۔ میری قسمت میں یہی لکھا تھا اس لیے کوئی کر بھی کیا سکتا ہے۔" یہ کہہ کر وہ گھسٹتی اور روتی ہوئی اپنے محل میں آئی۔ وہاں اس نے تین قبریں بنائیں۔ ایک بڑی اور دو چھوٹی ـــــ اب وہ دن دن بھر اپنی بہو اور پوتوں کے لیے روتی رہتی، روتی رہتی۔

ادھر حسن جب ساتوں شہزادیوں کے پاس پہنچا تو وہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ خاص طور پر چھوٹی بہن گلبرگ تو پھولی نہیں سمائی۔ اس نے بڑی خاطر مدارات کی، اور تین مہینے تک حسن کو اپنے پاس رکھا۔ اس کے بعد جب حسن نے واپسی کا ارادہ کیا تو اس نے وہی ڈھول بجایا۔ اسی طرح وہ تمام جانور آ گئے۔ حسن نے ان میں سے دس اچھے اچھے جانوروں کو تو لے لیا، باقی کو واپس کر دیا۔ اب ان ساتوں بہنوں نے سونے چاندی کے ڈھیر لگا دیے اور اس کے بعد دوسرے سامان لا دے۔ اس طرح وہ اِتنے سازو سامان کے ساتھ بغداد کے لیے روانہ ہوا، اور خیریت

www.kitabmart.in

سے اپنے گھر پہنچا۔ جلدی جلدی سامان اُتار کر جانوروں کو رخصت کیا۔ جب محل کے اندر داخل ہوا تو وہاں سنّاٹا پایا۔ اُس نے نو بہار اور دونوں بچوں کو تلاش کیا، مگر وہ کہیں نہ ملے۔ وہ دوڑا ہوا پچھلے کمرے میں گیا۔ وہاں کیا دیکھتا ہے کہ وہ صندوق کھلا پڑا ہے۔ جس میں پروں کا لباس رکھا ہوا تھا۔ اس کو دیکھ کر تو وہ گھبراگیا——تیزی سے ماں کے پاس پہنچا۔ اس نے بیوی اور بچوں کا حال پوچھا——اس کی ماں زارو قطار رو رہی تھی——آخر ماں نے شروع سے آخر تک سارا واقعہ سُنایا۔ یہ سُننا تھا کہ حسن بیہوش ہوگیا۔ اس کے بعد اسے ہوش آگیا لیکن وہ دن رات روتا رہتا۔ نہ کچھ کھاتا نہ پیتا۔ آخر ایک دن اُس کی ماں نے کہا

"بیٹا! اس طرح رونے سے کیا فائدہ۔ اب ایک اُمید رہ گئی ہے کہ نو بہار نے مجھ سے چلتے وقت یہ کہا تھا کہ اگر حسن آئے اور مجھ سے ملنا چاہے تو کہنا کہ میں جزیرہ "واک واک" میں ملوں گی۔"

اس نے بغداد کے لوگوں سے جزیرہ "واک واک" کے بارے میں پوچھا۔ مگر اسے کچھ پتا نہ چلا۔ آخر وہ مایوس ہوکر گھر آیا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا کرے پھر اکدم سے اسے خیال آیا اور اس نے اپنی ماں سے کہا۔ "میں اپنی ساتوں بہنوں کے پاس جاتا ہوں۔ اب وہی میری مدد کریں گی۔" یہ سوچتے ہی اس نے وہ ڈھول نکالا اور بجایا۔ اسی طرح گھوڑے پر بیٹھ کر

www.kitabmart.in

زرا سی دیر میں "بادلوں کے پہاڑ" پر پہنچا۔ جہاں وہ ساتوں بہنیں رہتی تھیں۔ اِن ساتوں بہنوں نے جو اُسے پھر واپس آتے دیکھا تو وہ حیران رہ گئیں لیکن خوش بھی بہت ہوئیں۔ جب گلبرگ نے حسن کو گلے لگایا تو حسن اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکا اور چیخ چیخ کر رونے لگا۔ وہ اسے محل کے اندر لے گئیں۔ جب اُسے ذرا سکون ہوا تو پھر اس نے اپنی ساری مصیبت کا حال سُنایا اور کہا ——— "میں تم سے صرف یہ پوچھنے آیا ہوں کہ جزیرہ "واک واک" کہاں ہے؟"

یہ سُننا تھا کہ سب بہنیں سناٹے میں آگئیں اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔ آخر ایک ساتھ بولیں "میرے بھائی اگر تم کو ہاتھ اُٹھاکر آسمان کو چھونا ہو تو یہ جزیرہ "واک واک" تک پہنچنے کے مقابلے میں زیادہ آسان ہوگا۔"

اب تو حسن کی حالت اور خراب ہو گئی اور اس کی آنکھوں سے تو جیسے آنسوؤں کی ندیاں بہنے لگیں۔ سب بہنیں تسلی دینے لگیں، تب گلبرگ نے کہا "میرے بھائی صبر کرو۔ اللہ نے چاہا تو کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکلے گا۔ تم اپنے آنسو پونچھو۔ میں تمہارے لیے کچھ نہ کچھ کروں گی اور تم کو تمہارے بچوں سے ملاکر دم لوں گی۔ مجھے تو اب یہ خیال آرہا ہے کہ پردں کے اس لباس کو میں نے اسی وقت کیوں نہ جلا دیا۔ ساری مصیبت اسی کی لائی ہوئی ہے۔ لیکن تقدیر کا لکھا کون مٹا سکتا ہے۔"

اب گلبرگ اپنی بہنوں کے قدموں پر گر پڑی اور بولی ———

www.kitabmart.in

"میری پیاری بہنو! اس جزیرہ "واک واک" کا پتہ لگانے میں تم سب اس کی مدد کرو۔"

ان سب نے عہد کیا کہ "ہم ضرور حسن کی مدد کریں گے۔"

ان ساتوں بہنوں کا ایک چچا تھا۔ اس کا نام تھا عبدالقدوس۔ وہ سب سے بڑی بہن سے بہت پیار کرتا تھا اور سال میں ایک بار اس کو دیکھنے کے لیے ضرور آتا تھا۔ پچھلی بار جب وہ آیا تو اس نے بڑی بہن کو تھیلی دی، اس میں کوئی سفوف تھا۔ عبدالقدوس نے کہا تھا "بیٹی! جب تم کو کوئی پریشانی ہو تو زرا سا سفوف کو آگ میں ڈال دینا، میں فوراً آجاؤں گا۔"

چنانچہ جب گلبرگ نے رو رو کر بہنوں سے مدد کے لیے کہا تو بڑی بہن بولی ——— "گلبرگ! میرے کمرے سے وہ سفوف کی تھیلی لاؤ، جو مجھے چچا نے دی تھی۔"

گلبرگ نے وہ تھیلی لاکر دی، بڑی بہن نے اس میں سے زرا سا سفوف نکالا اور آگ پر ڈالا۔ ذرا سی دیر میں دھواں سا اُٹھا اور عبدالقدوس ایک سفید ہاتھی پر بیٹھا ہوا وہاں پہنچا اور بولا ——— "میری بیٹی کہاں ہے؟ اس نے مجھے کیوں یاد کیا؟"

بڑی بہن نے بڑے ادب سے سلام کیا اور کہا ——— "آپ کو آئے ہوئے سال بھر ہوگیا تھا۔ آپ کے دیکھنے کو بہت دل چاہ رہا تھا۔ اس لیے میں نے آپ کو یاد کیا ہے۔"

عبدالقدوس نے کہا "میں کل آنے والا تھا لیکن تمہارے

www.kitabmart.in

یاد کرنے سے آج ہی آ گیا۔ لیکن مجھ سے کوئی بات مت چھپاؤ اپنی پریشانی بتاؤ ـــــــ میں تمہاری ہر بات ماننے کے لیے تیار ہوں۔"

تب بڑی بہن نے حسن کا سارا حال بیان کیا، اور کہا "اب آپ کسی طرح ہمارے بھائی حسن کو جزیرہ "واک واک" تک پہنچا دیجیے۔

یہ سنتے ہی چچا عبدالقدوس نے اپنی انگلی دانتوں میں دبالی اور چپ چاپ بیٹھ گیا۔ وہ ذرا سی دیر اسی طرح بیٹھا رہا۔ پھر اُس نے کہا ـــــــ "تم اپنے بھائی سے کہو کہ اب رونے دھونے سے کوئی فائدہ نہیں۔ جزیرہ "واک واک" پر پہنچنا بالکل ناممکن ہے۔"

یہ سُن کر سب بہنیں خاموش ہو گئیں۔ گلبرگ باہر گئی اور حسن کو لے کر اندر آ گئی اور بولی ـــــــ "اچھے چچا! آپ خود میرے بھائی حسن کو سمجھا دیجیے۔ شاید آپ کی بات کا اثر ہو۔"

جب حسن شیخ کے سامنے آیا تو پہلے اس نے شیخ کے ہاتھوں کو ادب سے چوما۔ پھر اُس کے سامنے بیٹھ گیا۔ شیخ نے کہا ـــــــ "میرے بیٹے! جزیرہ "واک واک" جانے کا خیال چھوڑ دو۔ کیونکہ اگر جنّات بھی تمہاری مدد کریں ـــــــ ستارے اور سیارے تمہارا ساتھ دیں۔ تب بھی تم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ یہاں سے جزیرہ کا فاصلہ سات سمندر، سات پہاڑ اور سات وادیاں ہیں اور یہ زمین کے دوسرے

www.kitabmart.in

کو نے پر ہیں۔ وہاں تک انسان ہرگز ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ میری تو رائے ہے کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ یا پھر اپنی بہنوں کے ساتھ بادلوں کے پہاڑ پر رہو۔"

جیسے ہی حسن نے یہ سُنا، اُس نے بڑے زور کی چیخ ماری اور زمین پر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کا یہ حال دیکھ کر ساتوں بہنیں رونے لگیں۔ پھر گلبرگ نے اس کا سر اٹھا کر اپنے پیروں پر رکھ لیا۔ جب اُسے ہوش آیا تو وہ پھر رونے لگا۔ اور ساتوں بہنوں کا بھی بُرا حال ہوگیا۔

یہ دیکھ کر شیخ نے کہا ــــــ "اچھا تم سب خاموش ہوجاؤ۔"

سب بہنیں خاموش ہو گئیں تو شیخ نے کہا "میرے بیٹے! اب رو چکو۔ ہمت سے کام لو۔ اللہ مدد کرے گا۔ دیکھو تمہاری مدد کے لیے کوئی ترکیب سوچتا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔"

حسن کی جان میں جان آئی۔ اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بہنوں سے رخصت ہوا۔ اس نے گلبرگ کو پیار کیا۔ شیخ نے حسن کو سفید ہاتھی پر اپنے ساتھ بٹھایا۔ اس نے آہستہ سے ہاتھی کے کان میں کچھ کہا ــــــ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ہاتھی ہوا میں اُڑنے لگا۔ اس کی رفتار آندھی اور طوفان سے زیادہ تیز تھی۔ وہ تین دن اور تین راتیں برابر اُسی رفتار کے ساتھ اُڑتا رہا ــــــ یہاں تک کہ ایک نیلے پہاڑ کی ایک نیلی چوٹی پر پہنچا۔ اس چوٹی پر ایک بڑا سا غار تھا، جس پر ایک لوہے کا دروازہ تھا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اتنے میں ایک حبشی

www.kitabmart.in

غلام تلوار کھینچے ہوئے نکلا ——— اس نے شیخ کو دیکھ کر تلوار نیچی کرلی، اور شیخ کے ہاتھ کو چوما، اور اپنے ساتھ لے کر غار کے اندر گیا۔ حسن بھی پیچھے پیچھے تھا۔ اس طرح وہ تقریباً دو میل پیدل گئے ہوں گے کہ ایک بہت بڑا قلعہ نظر آیا۔ اس کا پھاٹک سونے کا تھا۔ شیخ نے حسن سے کہا۔" تم یہاں ٹھہرو میں آتا ہوں " ایک گھنٹے کے بعد وہ آیا تو اس کے ساتھ ایک نیلا گھوڑا تھا۔ اس نے حسن کو بٹھایا اور پھاٹک کے اندر داخل ہوئے۔ ایک بڑا زبردست میدان نظر آیا۔ شیخ نے کہا۔" میرے بیٹے ! اب بھی وقت ہے۔ تم چاہو تو 'بادلوں کے پہاڑ' پر جاکر اپنی بہنوں کے ساتھ رہو ——— ورنہ جزیرہ "واک واک" تک پہنچنے کے لیے تم کو بہت سی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

حسن نے جواب دیا ——— " میرے مہربان چچا! آپ کا میں یہ احسان کبھی نہ بھولوں گا، لیکن میں اپنے بیوی بچوں کو پانے کے لیے ہر مصیبت جھیلنے کے لیے تیار ہوں۔"

شیخ نے جب دیکھا کہ اب بھی حسن اپنے ارادے پر جما ہوا ہے تو اس نے ایک خط لکھ کر اس کو دیا اور کہا ——— " اس خط کو اپنے پاس رکھو۔ یہ گھوڑا تم کو کالے پہاڑ کی کالی چوٹی پر لے جائے گا، اور کالے غار کے سامنے تم کو اتارے گا۔ تم گھوڑے کو اندر جانے دینا اور خود باہر انتظار کرنا۔ اس طرح چھ دن گزر جائیں گے۔ چھٹے دن ایک بوڑھا نکلے گا جو سَر سے پیر تک کالا ہوگا بس اس کی داڑھی سفید ہوگی اور یہ داڑھی اس کے گھٹنوں

www.kitabmart.in

تک لٹکی ہوئی ہوگی۔ تم اس کے ہاتھوں کو چومنا اور پھر میرا یہ خط دینا۔ یہ میرے آقا شیخ علی ہیں اور وہی تمہاری مدد کر سکیں گے۔ وہ خط لے کر اندر چلے جائیں گے۔ تم پھر پانچ روز تک انتظار کرنا۔ چھٹے روز اگر وہ پھر آ گئے تو سمجھو کہ تمہارا کام بن جائے گا لیکن اگر کوئی غلام آئے اور تجھے مارنے کا ارادہ کرے تو پھر جان لے کہ تیری جان خطرے میں ہے۔ لیکن کیا کیجیے کہ جو لوگ بڑے کاموں اور بڑے مقصد کو لے کر آگے بڑھتے ہیں، ان کو خطروں کا سامنا تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ اگر تو اس خطرے سے بچنا چاہے تو اب بھی وقت ہے کہ تو واپس جا سکتا ہے۔ اب بھی دیر نہیں ہوئی ہے۔"

حسن نے کہا "میں مرنے سے نہیں ڈرتا ہوں۔ لیکن جس مقصد کو لے کر آگے بڑھا ہوں، اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔"

جب شیخ نے دیکھا کہ حسن اپنے ارادے کا پکا ہے تو اُسے 'خدا حافظ' کہہ کر رخصت کیا۔ یہ گھوڑا تیر کی طرح اُڑتا چلا جا رہا تھا۔ اس طرح دس روز تک یہ گھوڑا ہوا میں اسی رفتار کے ساتھ اُڑتا رہا۔ یہاں تک کہ کالے پہاڑوں کا ایک سلسلہ نظر آیا۔ یہ گھوڑا کالی چوٹی پر پہنچ کر اُترا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سے کالے کالے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئے اور اپنے مُنہ شیخ کے گھوڑے سے رگڑنے لگے۔ لیکن یہ گھوڑا آہستہ آہستہ بڑھتا رہا، یہاں تک کہ غار کے دروازے پر پہنچا۔ وہاں حسن اُتر گیا۔ گھوڑا اندر داخل ہوا۔ حسن باہر رہ گیا۔ پانچ روز تک حسن

www.kitabmart.in

انتظار کرتا رہا۔ چھٹے دن اس غار میں سے ایک بوڑھا آدمی نکلا جو خود بھی کالا تھا اور کالا لباس پہنے تھا۔ اس کی داڑھی دیکھ کر حسن پہچان گیا۔ اس کے ہاتھ کو چوما اور قدموں پر گر پڑا۔ پھر زارو قطار رونے لگا۔ بوڑھے نے حسن کو اُٹھایا اور پوچھا ـــــــ "کیا بات ہے؟ اپنا مقصد بیان کرو۔"

حسن نے وہ خط بوڑھے کو دے دیا۔ وہ خط لے کر اندر چلا گیا۔ پانچ روز اسی طرح گزر گئے۔ چھٹے روز یہ بوڑھا پھر نکلا۔ اس بار وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ اس نے حسن کو اشارہ کیا اور حسن اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ اب وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے۔ اس کمرے میں ہیرے جواہرات کی پچی کاری تھی۔ کمرے کے چار کونوں میں چار زرّیں تخت بچھے ہوئے تھے اور ان پر چار درویش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے کتابیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور ان کے شاگرد بیٹھے ہوئے تھے جو کتابیں پڑھ رہے تھے۔ سفید ریش بوڑھے کو دیکھ کر سب اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ شیخ علی نے حسن سے کہا کہ "اپنی داستان اِن سے بیان کرو۔"

حسن پہلے تو بہت رویا۔ اس کی زبان سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔ پھر اس نے بہرام جادوگر کے بصرہ آنے، اس کو اپنے ساتھ "بادلوں کے پہاڑ" پر لے جانے، اس کے مارے جانے، محل میں سات بہنوں سے ملنے، شہزادی نوبہار کو دیکھنے، اس کو حاصل کرنے، اپنے ساتھ بصرہ اور بغداد کو لے

www.kitabmart.in

جانے اور پھر اپنے پیچھے نو بہار کے دونوں بچوں سمیت اُڑ جانے کا سارا حال سُنایا۔

ان درویشوں نے کہا " ارے یہ تو وہی ہے جسے بہرام جادوگر اونٹ کی کھال میں رکھ کرلے گیا تھا اور پھر اس نے بدمعاش جادوگر کو "بادلوں کے پہاڑ" کے نیچے گراکر مارا تھا ـــــ اے شیخ! یہ آپ کی ہمدردی اور رحم کا مستحق ہے کہ اس کی بیوی اور بچے اس سے الگ ہو گئے ہیں۔ اس کو ملا دیجیے۔"

شیخ علی نے کہا ـــــ "میرے عزیزو! یہ سچ ہے لیکن تم خود جانتے ہو کہ جزیرہ "واک واک" تک پہنچنا کتنا مشکل ہے۔ خاص طور پر جہاں قدم قدم پر پہرا ہے۔ اور میں نے قسم کھائی ہے کہ جزیرہ "واک واک" پر قدم نہ رکھوں گا اور نہ وہاں کے معاملے میں دخل دوں گا۔"

اِن درویشوں نے ایک آواز سے کہا " اے شیخ! آپ سچ کہتے ہیں۔لیکن یہ نوجوان محبت کرتا ہے۔ اپنے بیوی بچوں سے بچھڑا ہوا ہے۔ اسے ہمارے ساتھی ا.. آپ کے شاگرد عبدالقدوس نے بھیجا ہے۔ اس کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔"

حسن فوراً شیخ علی کے قدموں پر گر پڑا، اور زاروقطار رونے لگا۔ اس نے شیخ کا دامن تھام لیا ـــــ شیخ پر بہت اثر ہوا اور انھوں نے کہا ـــــ " اچھی بات ہے۔ میں اس کی مدد کروں گا۔ میں نے ایسا نوجوان کبھی نہیں

www.kitabmart.in

دیکھا جو اپنی دُھن کا اتنا پکّا ہو۔"

یہ سُننا تھا کہ سب لوگ خوش ہوگئے۔ حسن بھی بہت خوش ہوا۔ شیخ علی نے زرا سا سر جھکا کر سوچا اور پھر بولا۔"سب سے پہلے تم کو ایک چیز دیتا ہوں۔ جس سے تم خطرے سے بچے رہوگے۔" یہ کہہ کر اس نے داڑھی کا ایک بال توڑا اور حسن کو دے کر کہا " اگر تم کسی مصیبت میں پھنس جاؤ تو اس بال کو آگ میں ڈال دینا، میں تمہاری مدد کے لیے آجاؤں گا۔"

اس کے بعد شیخ علی نے اشارہ کیا، جیسے کسی کو بُلا رہے ہوں۔ ایک جن سامنے آیا۔ شیخ نے پوچھا۔" تمہارا کیا نام ہے؟"

اس نے جواب دیا " میرا نام دہنش ابن فقطش ہے۔"

علی نے اس کے کان میں کچھ کہا اور پھر حسن سے بولا "—— تم دھنش ابن فقطش کی پیٹھ پر سوار ہو جاؤ۔ یہ تمہیں بادلوں میں سے لیتا ہوا جائے گا اور پھر سفید کافور کی سرزمین پر پہنچا دیگا۔ یہاں پہنچ کر یہ تم کو چھوڑ دے گا۔ اب تم کو پیدل چلنا ہوگا۔ اور جب تم سفید کافور کی سرزمین کے سرے پر پہنچو گے تو اس کے سامنے تم کو جزیرہ " واک واک" دکھائی دے گا۔ اس کے بعد اللہ تیری مدد کرے گا۔"

حسن نے شیخ علی کو ادب کے ساتھ سلام کیا اور چاروں درویشوں اور شاگردوں کا شکریہ ادا کیا اور جن کی کمر پر چڑھ گیا۔ جن نے بھی بڑی تیزی کے ساتھ ہوا میں اُڑنا شروع کیا۔ ایک رات اور ایک دن کے سفر کے بعد وہ سفید کافور کی

www.kitabmart.in

سرزمین پر پہنچے۔ جن نے حسن کو وہاں لے جا کر چھوڑ دیا اور خود غائب ہو گیا۔ اب حسن نے اپنا سفر پیدل شروع کیا۔ وہ چلتا رہا۔ چلتے چلتے اسے ایک ریگستان نظر آیا۔ اس ریگستان میں اس کو ایک خیمہ سا نظر آیا۔ وہ خیمے کی طرف بڑھا لیکن اس کے پاؤں میں کچھ آہٹ سی ہوئی۔ دراصل وہ جس پر چل رہا تھا وہ ایک دیو تھا، اور جس کو خیمہ سمجھ رہا تھا وہ دیو کا ایک کان تھا۔ دیو کو بہت غصہ آیا۔ وہ سوتے سے جاگ پڑا۔ اس نے جو پھونک ماری تو حسن اُچھل کر ہوا میں اوپر جا پہنچا اور جب پھر نیچے آیا تو دیو نے اسے دبوچ لیا اور اپنے ہاتھوں سے ایسے پکڑ لیا جیسے کوئی چڑیا کو پکڑ لیتا ہے۔ حسن نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح اس کے چنگل سے نکل جائے۔ حسن نے گڑگڑاتے ہوئے کہا "خدا کے واسطے میرے اوپر رحم کرو۔ مجھے بچاؤ ــــ مجھے بچاؤ۔"

دیو نے جب سُنا تو اس نے سوچا کہ یہ تو بہت اچھے گانے کی آواز ہے۔ کیوں نہ میں اس کو اپنے بادشاہ کے سامنے لے جاؤں۔ یہ سوچ کر وہ اپنے بادشاہ کے پاس لے گیا اور بولا۔" بادشاہ سلامت! میں آپ کے پاس ایک چھوٹا سا جانور لایا ہوں۔ اس کی آواز بڑی باریک ہے اور خوب گاتا ہے۔"

بادشاہ نے حسن کو اپنے ہاتھ سے چھوتے ہوئے کہا"ــــ گاؤ ــــ گاؤ ــــ اپنی باریک اور سُریلی آواز میں۔"

حسن کچھ نہ سمجھ سکا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ وہ تو یہی سمجھا کہ اب میرا آخری وقت آگیا۔ اس نے چلّانا شروع کر دیا۔" خدا کے

www.kitabmart.in

لیے مجھے بچاؤ۔"

دیووں کا بادشاہ بہت خوش ہوا۔ وہ سمجھا کہ یہ گانا گا رہا ہے۔ اس نے دیو سے کہا "اس کو محل میں لے جاکر میری بیٹی کو دے دو اور اسے ایک پنجرے میں بند کرکے اس کے کمرے میں لٹکا دو تاکہ یہ گا گا کر میری بیٹی کا دل بہلائے۔"

دیو اسے محل میں لے گئے اور ایک بڑے سے پنجرے میں اسے بند کردیا۔ اس میں ایک کٹورے میں کھانا اور دوسرے میں پانی بھی رکھ دیا۔ دیوزادی نے جب حسن کو دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور اس کے پاس آکر اس سے پیار کرنے لگی۔ اب تو وہ اسے بہت اچھا لگنے لگا۔ وہ ہردم اسے اپنے پاس رکھتی اور اس کو کبھی اپنے پاس سے الگ نہ کرتی۔ حسن کا ڈھول بھی اس سے چھن گیا تھا اور بال بھی ——— یہ دونوں اس نے اندر کمرے میں رکھوا دیے تھے۔ ایک دن وہ دیوزادی اسے پنجرے سے نکال کر اُچھال اُچھال کر کھیل رہی تھی کہ اکدم سے اسے نیند آگئی۔ حسن نے موقع غنیمت جانا اور جلدی سے وہاں پہنچ گیا جہاں یہ دونوں چیزیں رکھی تھیں۔ اس نے چپ چاپ بال کو جلایا۔ بال کا جلنا تھا کہ شیخ علی وہاں آگئے اور انھوں نے اس کا حال پوچھا۔ حسن نے شروع سے آخر تک سارا حال کہہ سُنایا اور خوشامد کرنے لگا کہ "مجھے اس قید سے نکالو۔"

شیخ نے کہا "میرے عزیز! اب بھی وقت ہے کہ تم نوبہار اور بچوں کا خیال چھوڑ دو اور میرے ساتھ چلے چلو ——— ابھی

www.kitabmart.in

جزیرہ "واک واک" نہیں آیا اور مصیبتیں شروع ہوگئیں۔"

حسن نے کہا "چاہے میری جان چلی جائے، لیکن میں جب تک اپنے بیوی بچوں کو نہ دیکھ لوں، مجھے چین نہ پڑے گا۔ میرے پاس میرا ڈھول ہے، مجھے اس سے بھی مدد ملے گی۔"

شیخ علی نے کہا ——— "جزیرہ "واک واک" کی سب سے بڑی مشکل یہی ہے کہ وہاں سارے جادو بے کار ہو جاتے ہیں۔ بس صرف جزیرہ "واک واک" کے بادشاہ کا جادو چلتا ہے اور اس جادو کا ہم کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

حسن نے کہا "میرے مہربان! مجھے تم کسی طرح جزیرہ "واک واک" پہنچا دو۔ پھر میں تم سے کچھ نہ کہوں گا ——— تمہارا بڑا احسان ہوگا۔"

شیخ نے کہا "اچھی بات ہے، اپنی آنکھ بند کرو اور ذرا سی دیر بعد پھر کھولنا۔"

حسن نے آنکھ بند کی اور پھر جو کھولی تو وہاں نہ دیو زادی کا محل تھا اور نہ سفید کافور کی سرزمین۔ وہ ایک جزیرے میں اکیلا کھڑا ہوا تھا۔ وہاں نہ کوئی آدمی تھا اور نہ کوئی آدم زاد۔

ابھی وہ ٹھیک سے دیکھ بھی نہ سکا کہ ہر طرف سے سفید سفید پرندے آسمان پر چھا گئے اور اندھیرا سا ہو گیا۔ وہ اتنی تعداد میں تھے کہ انھوں نے سورج کو گھیر لیا تھا، اور وہ بڑے زور زور سے چیخ رہے تھے، "واک واک" اب تو وہ سمجھ گیا کہ ہو نہ ہو وہ جزیرہ "واک واک" میں آپہنچا ہے۔ یہ پرندے

www.kitabmart.in

حسن کی طرف بڑھے تو حسن دوڑ کر ایک سامنے والی جھونپڑی میں پہنچ گیا۔ وہ ابھی جھونپڑی میں چھپ کر بیٹھا ہی تھا کہ اک دم سے اسے ایسا لگا: جیسے زمین ہل رہی ہے اور ہر طرف سے بادل اور طوفان آگے بڑھ رہے ہیں۔ پھر ان بادلوں میں سے عورتوں کی ایک فوج برآمد ہوئی۔ یہ عورتیں ہتھیاروں سے لیس تھیں، جیسے فوجیوں کے پاس ہوتے ہیں۔ یہ سنہرے گھوڑوں پر سوار بڑی تیزی کے ساتھ اس کی طرف بڑھ رہی تھیں ——— ان کے آگے آگے ایک گورے رنگ کی پری تھی۔ وہ سر پر ایک خود پہنے تھی۔ اس کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ حسن اسے دیکھ کر ڈر گیا۔ جیسے ہی وہ قریب آئی، حسن اس کے قدموں پر گر پڑا اور بولا ——— "اے جزیرے کی ملکہ! میرے اوپر رحم کرو۔ مجھے یہاں سے مت نکالو۔ میں اپنے بیوی بچوں سے بچھڑا ہوا ہوں ———"

پری اپنے گھوڑے پر سے اُتری۔ اس نے باقی فوج کو واپس جانے کا حکم دیا ——— اس نے اپنے لباس کو اس کی طرف کر دیا۔ حسن نے اس کو چوما اور اس کے قدموں میں گر پڑا۔ اس نے اپنا سر اُٹھا کر جو دیکھا تو وہ ایک بُڑھیا پری تھی، بڑی بڑی آنکھیں۔ پری کو اُس پر رحم آگیا۔ اس نے کہا ——— "تم پریشان مت ہو۔ لیکن میں چاہتی ہوں کہ کسی کو یہ نہ پتا چلے کہ تم کون ہو۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ تم بھی میرے اور سپاہیوں کی طرح لباس پہن لو۔ پھر تم کو کوئی پہچان نہ سکے گا۔ پھر میں تمہاری

www.kitabmart.in

کہانی سنوں گی۔"

زرا سی دیر میں بڑھیا پری نے اسے وہ لباس، زرہ بکتر اور ہتھیار لاکر دیے۔ ان کو پہننے کے بعد ایسا لگا جیسے کہ وہ اُن میں سے ایک ہے۔ پھر بڑھیا پری اُسے لے کر سمندر کے کنارے آئی اور بولی ——— "اب تم اپنا سارا حال سناؤ۔"

حسن نے اُس سے اپنا سارا حال شروع سے آخیر تک سنایا۔ جب وہ سنا چکا تو بڑھیا پری نے پوچھا ——— "تمہارے بیوی بچوں کا کیا نام ہے۔"

حسن نے کہا "ہم لوگ تو اپنے بچوں کو ناصر اور منصور کہتے تھے اور میری بیوی کا نام نو بہار تھا۔ لیکن مجھے نہیں معلوم کہ یہاں انھوں نے کیا نام رکھ چھوڑا ہے۔" یہ کہہ کر وہ اپنے بیوی بچوں کو یاد کرکے زار و قطار رونے لگا۔

بڑھیا پری نے کہا ——— "حسن! تم کو میں اپنے بیٹے کی طرح سمجھوں گی۔ تم بالکل پریشان نہ ہو۔ مجھے یقین ہے کہ تمہاری بیوی یہاں کی پریوں میں سے ایک ہے۔ کل صبح یہاں کی پریاں کپڑے اُتار کر سمندر کے کنارے نہانے آئیں گی۔ میں ایسی کوئی ترکیب کروں گی کہ یہ سب تمہارے سامنے سے گزریں۔ اس کے بعد تم اپنی بیوی کو پہچان لینا ———"

اب تو حسن کی جان میں جان آئی وہ بہت خوش ہوا۔ بڑھیا پری نے اسے سارے جزیرے کی سیر کرائی۔ پری بھی حسن سے بہت خوش ہوئی اور اس نے حسن کو بہت پیار کیا اور کہا

www.kitabmart.in

تم اطمینان رکھو تم کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔میں تمہاری ہر آرزو پوری کروں گی۔"

حسن کو اب پری بہت اچھی لگی اور اس نے کہا——"میں تمہارا احسان کبھی نہ بھولوں گا اور زندگی بھر تمہاری خدمت کروں گا۔"

اگلے روز صبح بُڑھیا پری حسن کو لے کر سمندر کے کنارے آئی اور اسے ایک چٹان کے پاس چھپاکر بٹھا دیا۔ زراسی دیر کے بعد باجا بجنے لگا۔ ہرطرف سے ڈھول تاشے کی آواز سنائی دینے لگی۔ اتنے میں بہت سی لڑکیاں آئیں۔ انھوں نے اپنے اپنے لباس اُتار کر کنارے پر ڈالے اور پانی میں کود پڑیں۔ دور سے حسن کو ایسا لگا جیسے کہ پانی میں سفید سفید کنول کے پھول کِھل گئے ہیں۔——پھر ان کے بال پانی میں اس طرح لہرا رہے تھے، جیسے سمندر سے جھاگ نکل رہا ہو۔

حسن نے ایک اک عورت کو غور سے دیکھا۔لیکن نو بہار جیسی تو ان میں کوئی بھی نہ تھی۔ اس نے اُداس ہوکر بُڑھیا پری سے کہا——"اچھّی ماں! میری نوبہار تو ان میں نہیں ہے۔"

بُڑھیا پری نے کہا——"بیٹا حسن! پریشان نہ ہو——شاید دور ہونے کی وجہ سے تم پہچان نہ سکے۔ میں ابھی اُن کو تمہارے سامنے سے گزرنے کے لیے کہتی ہوں۔"

اس نے تالیاں بجائیں اور وہ سب عورتیں اسی طرح سے سامنے سے گزریں۔ ان میں سے ایک سے ایک خوبصورت تھیں

www.kitabmart.in

لیکن پھر بھی نو بہار، نو بہار تھی۔ حسن نے مایوس ہو کر بڑھیا پری سے کہا ــــــ "ہاں! سچ مچ میری نو بہار اُن میں نہیں ہے۔"

بڑھیا پری نے کہا "تم فکر مت کرو۔ اب ہمارے بادشاہ کی سات شہزادیاں باقی ہیں، لیکن تم اُن کی شکل و صورت تو بتاؤ کہ وہ کیسی ہے تاکہ میں بھی اندازہ لگا سکوں۔"

حسن نے کہا "میں کس طرح اس کی تصویر کھینچوں۔ وہ اتنی خوبصورت ہے جتنا کہ انسان ہو سکتا ہے۔ اس کا رنگ اتنا سفید ہے کہ روشنی بھی اس کے مقابلے میں سفیدی نہیں ہے۔ اس کی کمر اتنی نازک ہے کہ سورج بھی اس پر سایہ نہیں ڈال سکتا۔ اس کی آنکھیں اتنی چمکدار ہیں کہ جنت کی نہر میں اتنی چمک نہ ہوگی۔" یہ کہہ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس نے کہا ــــــ "میری نو بہار! تمہارے بغیر جیسے میرے پاس اب کچھ نہیں رہا، جیسے میرے ہاتھ پاؤں کٹ گئے، جیسے میری آنکھوں کی روشنی جاتی رہی" یہ کہہ کر حسن رونے لگا۔ بڑھیا پری نے کچھ سوچ کر کہا "حسن! تمہاری باتوں سے مجھے ایسا لگتا ہے کہ تمہاری نو بہار ہمارے بادشاہ کی بیٹی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو تم مایوس ہو جاؤ۔ اس لیے کہ اس کو حاصل کرنا ایسا ہے، جیسے چاند کو چھو لینا، جیسے ایک چھلانگ میں سمندر پار کر لیا جائے، میری تو یہ رائے ہے کہ تم اس کا خیال ہی چھوڑ دو۔"

یہ سُننا تھا کہ حسن دھڑام سے گر پڑا اور بُری طرح

www.kitabmart.in

رونے لگا ــــــ بُری طرح ــــــ پھر بولا "میری پیاری ماں کسی طرح میری مدد کرو۔ اس جزیرے میں کیا ہے جو تم نہیں کر سکتیں۔"

بُڑھیا پری نے کہا "یہ سچ ہے۔ لیکن تم اِن لڑکیوں میں جسے چاہے پسند کر لو اور اپنے گھر لے جاؤ۔ میں خوشی سے اجازت دے دوں گی۔ لیکن اگر بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے تم کو یہاں رہنے کی اجازت دے دی ہے تو پھر میری جان کی خیریت نہیں ہے۔ تم جتنی دولت چاہو، میں تم کو دے سکتی ہوں، بس تم اِس خیال کو چھوڑ دو۔"

حسن بڑھیا پری کے قدموں میں گر پڑا اور بولا "میری پیاری ماں! مجھے کچھ نہیں چاہیے ــــــ مجھے نہ تو یہاں کوئی عورت چاہیے اور نہ دولت ــــــ میں نے تو صرف اپنے بیوی بچوں کو حاصل کرنے کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالی ہے" ــــــ یہ کہہ کر حسن پھر چیخ چیخ کر رونے لگا۔

بُڑھیا پری کو حسن پر بڑا ترس آیا۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے اُٹھایا اور کہا "ــــــ تم بالکل پریشان نہ ہو۔ اب تو چاہے میری جان چلی جائے، میں تمہاری مدد ضرور کروں گی ــــــ" جزیرہ "واک واک" کوئی ایک جزیرہ نہیں ہے۔ یہ سات جزیروں سے مل کر بنا ہے اور ہر جزیرہ میں بادشاہ کی ایک لڑکی حکومت کرتی ہے اور میرے اس جزیرے پر بادشاہ کی سب سے بڑی لڑکی نُورالہدیٰ کی حکومت ہے۔ میں ابھی جا کر اس سے تمہارے

www.kitabmart.in

بارے میں بات کرتی ہوں۔ اب تم اپنے آنسو پونچھ ڈالو۔"

یہ کہہ کر وہ شہزادی نورالہدیٰ کے دربار میں گئی اور آداب بجا کر بولی "شہزادی صاحبہ! اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں ـــــ"

شہزادی نے کہا "ضرور ـــــ ضرور ـــــ اگر کوئی فرمائش ہے تو ضرور پوری کی جائے گی۔"

بڑھیا پری نے کہا ـــــ "شہزادی صاحبہ! آج مجھے ایک بہت خوبصورت نوجوان ملا ہے جسے سمندر کی لہروں نے کنارے پر لاکر چھوڑ دیا ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں اتنا خوبصورت انسان نہیں دیکھا ہے۔ وہ اپنے بیوی بچوں کو ڈھونڈتا ہوا یہاں پہنچا ہے۔ وہ اپنی بیوی کی جو پہچان بتاتا ہے، اس سے مجھے آپ اور آپ کی بہنوں کا خیال آتا ہے۔"

یہ سُننا تھا کہ شہزادی آگ بگولا ہو گئی اور بولی "شیطان کی خالہ! بتا تو نے ایک انسان کو کیسے اس جزیرے میں داخل ہونے دیا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اسی وقت تیرا خون پی لوں اور تیری ہڈیاں چبا ڈالوں ـــــ تو نے میری بہت خدمت کی ہے، اس کے بدلے میں اس وقت تجھے کچھ نہیں کہتی ـــــ ورنہ ابھی تجھ کو سخت سزا دیتی۔"

یہ سُننا تھا کہ بڑھیا پری تھر تھر کانپنے لگی اور شہزادی نے کہا ـــــ "کیا تجھے نہیں معلوم کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ اس زمین پر کوئی انسان قدم نہ رکھے۔ پھر تو کیسی حفاظت

www.kitabmart.in

کرتی ہے کہ تیرے ہوتے ہوئے کسی آدمی کی یہ ہمت ہو کہ وہ زندہ سلامت یہاں چلے پھرے۔ میرا باپ سنے گا تو کیا کہے گا۔ بہتر ہے کہ اسی وقت اس کو میرے سامنے حاضر کرو۔ میں اپنے سامنے اس کی کھال کھنچواؤں گی۔"

بڑھیا پری تیزی کے ساتھ حسن کے پاس پہنچی، اور بولی "حسن! تو میرے سمجھانے سے نہیں مانا۔ اب بتا میں تیری جان کیسے بچاؤں۔ شہزادی نے تجھے فوراً بلایا ہے۔" یہ کہہ کر اس کو سمجھاتی ہوئی شہزادی کے پاس لے گئی۔ بڑھیا پری راستے بھر حسن کو سمجھاتی رہی کہ شہزادی سے کیسے بات کرے۔"

حسن شہزادی کے دربار میں پہنچا۔ شہزادی نے چہرے پر ایک نقاب ڈال لیا تھا۔ حسن نے جاکر اس کے قدموں کو چوما اور اس کے سامنے گڑگڑانے لگا۔ شہزادی نے بڑھیا پری کو اشارہ کیا کہ اس کا حال پوچھے۔ بڑھیا پری نے کہا "پردیسی! شہزادی تمہارا نام اور پتا پوچھتی ہیں ——— اور تمہارے بیوی بچوں کے بارے میں جاننا چاہتی ہیں۔"

حسن نے کہا "اے ملکۂ عالم! میرا نام حسن ہے۔ میں بصرہ کا رہنے والا ہوں۔ میری بیوی کا نام مجھے نہیں معلوم! لیکن بچوں کا نام ناصر اور منصور ہے۔"

ملکہ نے بڑھیا پری کے ذریعہ پوچھا "تمہاری بیوی نے تم کو کیوں چھوڑا؟"

حسن نے کہا "یہ تو میں نہیں جانتا ——— لیکن اس

www.kitabmart.in

نے اکدم سے فیصلہ کر لیا۔"

ملکہ نے پوچھا "وہ کہاں سے غائب ہو گئی۔"

حسن نے کہا "۔ بغداد میں ہمارے خلیفہ ہارون رشید کے محل سے۔ اس نے پروں کا لباس اوڑھا اور دونوں بچوں کو لے کر اُڑتی ہوئی چلی گئی۔ اس نے میری ماں سے کہا "تم کو میرے جانے سے تکلیف تو ہوگی لیکن میں ہوا کے نشے میں ہوں اور مجبور ہوں۔ اگر حسن آتے اور مجھے یاد کرے تو کہنا کہ وہ مجھے جزیرہ "واک واک" میں تلاش کر سکتا ہے'____ بس یہ اس کے آخری الفاظ تھے جو اس کی زبان سے نکلے____ اور یہی وہ دن تھا جب میری دُنیا میں اندھیرا چھا گیا۔

شہزادی نے کہا____ "یہ عجیب بات ہے۔ اگر تمہاری بیوی تم سے ملنا نہ چاہتی تھی تو پھر اس نے اپنا پتا کیوں بتایا؛ اور یہ بھی سچ ہے کہ اگر وہ تم سے محبت کرتی تھی تو اس نے تم کو کیوں چھوڑا۔؟"

حسن نے کہا "ملکۂ عالم! میں نے آپ کو ہر بات سچ سچ بتا دی۔ مجھے اس کی محبت میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔ لیکن وہ ہوا کے نشے میں مجبور تھی۔ وہ پروں کو دیکھ کر اپنے آپے میں نہیں رہتی تھی____ اچھی ملکہ! میرے اوپر رحم کرو۔ مجھے میری بیوی اور بچوں تک پہنچا دو۔"

شہزادی نے حکم دیا کہ شہر کی تمام عورتیں اور لڑکیاں حاضر کی جائیں۔ تمام لڑکیاں آگئیں، لیکن حسن نے کہا "ملکۂ عالم!

www.kitabmart.in

ان میں کوئی بھی میری بیوی نہیں ہے۔"

شہزادی تھوڑی دیر تک تو سوچتی رہی پھر بولی "میں نے بہت سوچا لیکن میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے، تجھے کیا سزا دوں۔"

اب بُڑھیا پری کا ڈر کم ہوگیا تھا۔ اس نے ہمّت کرکے کہا ــــ "شہزادی! میں نے برسوں آپ کی خدمت کی ہے۔ آج اس کے بدلے میں درخواست ہے کہ اس نوجوان کو سزا نہ دیں ــــ اس نے خود بڑی مصیبتیں جھیلی ہیں، تب کہیں یہاں تک پہنچا ہے۔ تم نقاب اُلٹ کر دیکھو کہ یہ کتنا خوبصورت نوجوان ہے۔ اس کو سزا دینا کہاں تک ٹھیک ہے۔"

شہزادی نے اپنا نقاب اُتار دیا۔ اب جو حسن کی نظر پڑی تو وہ چیخ مار کر گر پڑا۔ "یا اللہ! یہ تو بالکل میری بیوی ہے۔"

شہزادی نے کہا ــــ "تم غلط سمجھ رہے ہو۔ میری تو شادی بھی نہیں ہوئی ہے۔"

حسن نے کہا ــــ "اے حسین شہزادی! تمہاری صورت میری بیوی سے کتنی مِلتی جُلتی ہے۔ البتہ بس ذرا سا فرق ہے، جو میں کہہ نہیں سکتا کہ کیا ہے؟"

شہزادی نے سوچا کہ ضرور اس نے میری کسی بہن کو دیکھا ہے اس لیے مجھے اس بات کا پتہ لگانا چاہیے کہ میری کِس بہن نے شادی کی ہے تاکہ پھر دونوں کو ایسی سزا دوں کہ یہ بھی زندگی بھر یاد کریں۔ لیکن اس نے بُڑھیا پری سے کہا "تم میری چھ

www.kitabmart.in

بہنوں کو یہاں آنے کی دعوت دو۔ کہنا کہ تم لوگ دو سال سے یہاں نہیں آئیں ہو۔ تم کو دیکھنے کے لیے میں کتنا بے چین ہوں۔ لیکن یاد رکھنا کہ ان کو حسن کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو۔"

بڑھیا پری بالکل کچھ نہ سمجھی اور اس نے باری باری پانچوں شہزادیوں کو اپنے ساتھ لے لیا۔ پھر وہ چھٹی کے پاس پہنچی۔ یہ سب سے چھوٹی تھی اور اپنے باپ کے ساتھ رہتی تھی۔ جب وہ اپنے باپ سے اجازت لینے کے لیے گئی تو بادشاہ گھبرا گیا اور اس نے کہا "بیٹی! تم مجھے چھوڑ کر مت جاؤ۔ میں نے ایک بڑا بھیانک خواب دیکھا ہے کہ اگر تم مجھے چھوڑ کر گئیں تو شاید پھر میں تم کو کبھی نہ دیکھ سکوں گا۔ میں نے دیکھا کہ میں اپنے خزانے میں ٹہل رہا ہوں۔ وہاں اپنے تمام ہیرے جواہرات دیکھ رہا ہوں۔ لیکن سات ہیرے ایسے ہیں جو مجھے بہت اچھے لگے۔ ان میں سے ایک ہیرا جو سب سے چھوٹا ہے، سب سے خوبصورت ہے۔ میں نے اُسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور میں اسے خزانے سے لے کر نکلا۔ اتنے میں ایک عجیب و غریب پرندہ اوپر سے اُڑتا ہوا آیا اور اس نے جو جھپٹا مارا تو یہ ہیرا مجھ سے چھین کر لے گیا۔ جب میری آنکھ کھُلی تو میں نے سیانوں کو بُلایا اور اُن سے پوچھا کہ اس خواب کی تعبیر بتاؤ ——— جانتی ہو اس نے اس کا کیا مطلب بتایا ——— اس نے کہا بادشاہ سلامت! سات ہیرے آپ کی سات بیٹیاں ہیں اور سب سے

www.kitabmart.in

چھوٹا ہیرا آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہے، اسے کوئی یہاں سے لے جائے گا۔ اسی لیے میں نہیں چاہتا کہ تم یہاں سے کہیں جاؤ۔ کہیں راستے میں کوئی ایسی ویسی بات نہ ہو جائے۔"

سب سے چھوٹی لڑکی نے جو واقعی نوبہار تھی، بادشاہ سے بولی ـــــــ "آپ کو معلوم ہے کہ میری بہن نے کتنی بڑی دعوت کا انتظام کیا ہے۔ پھر دو سال سے ہم ایک دوسرے سے نہیں ملے ہیں۔ اب اگر میں منع کرتی ہوں تو اسے کتنی تکلیف ہوگی۔ آپ میری وجہ سے پریشان نہ ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایک بار میں آپ سے بچھڑ گئی تھی، لیکن پھر آ گئی۔ بھلا کس کی ہمت ہے کہ بادلوں کے پہاڑ، کالے پہاڑ اور اتنی بہت سی وادیوں اور اتنے گہرے سمندروں کو پار کر کے یہاں آ سکے۔ آپ میری طرف سے بالکل پریشان نہ ہوں۔ یہ جزیرہ "واک واک" بڑی محفوظ جگہ ہے۔"

بادشاہ کو اطمینان ہو گیا اور اس نے چند روز کے لیے اجازت دے دی۔ پھر یہ شہزادی اپنے دونوں بچوں کو لے کر اپنی دوسری بہنوں کے ساتھ نورالہدیٰ کے یہاں پہنچیں۔ یہاں پہلے سے اُن کے استقبال کی تیاریاں کر لی گئی تھیں۔ شہزادی نورالہدیٰ نے بڑا شاندار لباس پہنا تھا اس کے پاس ہی حسن کھڑا ہوا تھا۔ اس نے بُڑھیا پری سے کہہ دیا تھا کہ "باری باری ہر ایک شہزادی کو میرے سامنے لاؤ۔"

سب سے پہلے 'نورالبدر' داخل ہوئی، نیلے کپڑے پہنے

www.kitabmart.in

ہوئے۔ اس نے شہزادی نورالہدیٰ کے ہاتھ چومے۔ نورالہدیٰ نے کہا "حسن! اس کو دیکھو، کیا یہ تمہاری بیوی ہے؟"

حسن نے کہا "یہ تو چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہے اور اس کے بال گھٹاؤں سے زیادہ کالے ہیں اور جسم اتنا خوبصورت ہے کہ جیسے خدا نے خود اپنے ہاتھوں سے اس کو بنایا ہے، لیکن یہ وہ نہیں ہے جس کی تلاش میں، میں مارا مارا پھر رہا ہوں"

تب شہزادی نورالہدیٰ نے اس کو اپنے پاس بٹھایا اور دوسری بہن کو بلایا۔ یہ 'شمس النہار' تھی۔ پہلی سے بھی زیادہ خوبصورت شہزادی نورالہدیٰ نے کہا۔ "حسن! اس کو دیکھو، کیا یہ تمہاری بیوی ہے؟"

حسن نے کہا "یہ تو سورج سے زیادہ روشن ہے اور اس کے گال گلابوں سے زیادہ نرم ہیں کہ جیسے خدا نے خود اس کو اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ لیکن یہ وہ نہیں ہے، جس کی تلاش میں میں مارا مارا پھر رہا ہوں"

شہزادی نورالہدیٰ نے اس کو اپنے پاس بٹھایا اور تیسری بہن کو بلایا۔ یہ 'نورالنہار' تھی۔ یہ دوسری سے بھی زیادہ خوبصورت تھی۔ شہزادی نورالہدیٰ نے کہا "حسن! اس کو دیکھو کیا یہ تمہاری بیوی ہے؟"

حسن نے کہا "یہ تو شام کی شفق سے زیادہ خوبصورت ہے اور اس کی آنکھوں کی کجلاہٹ شام کے سلونے پن کو بھی شرماتی ہے۔ جیسے خدا نے خود اپنے ہاتھوں سے اس کو بنایا ہے۔

www.kitabmart.in

لیکن یہ بھی وہ نہیں ہے، جس کی تلاش میں میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔"

شہزادی نورالہدیٰ نے اس کو بھی اپنے پاس بٹھایا اور چوتھی بہن کو بلایا۔ یہ 'نجم السحر' تھی۔ یہ تیسری سے بھی زیادہ خوبصورت تھی۔ شہزادی نورالہدیٰ نے کہا" حسن! اس کو دیکھو کیا یہ تمہاری بیوی ہے؟"

حسن نے کہا" یہ تو صبح کی پہلی کرن سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اس کی چال ایسی ہے، جیسے صبح کی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہو۔ لیکن یہ بھی وہ نہیں ہے، جس کی تلاش میں میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔"

شہزادی نورالہدیٰ نے اسے بھی اپنے پاس بٹھا لیا اور پانچویں بہن کو بلایا۔ اس کا نام تھا ــــ سیمیں بدن ــــ شہزادی نے کہا" حسن! اس کو دیکھو کیا یہ تمہاری بیوی ہے؟"

حسن نے کہا" یہ تو وہ ہے جس کا بدن پھولوں سے زیادہ نازک ہے۔ خدا نے اسے چاندی سے تراش کر بنایا ہے۔ لیکن یہ بھی وہ نہیں ہے، جس کی تلاش میں میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔"

شہزادی نورالہدیٰ نے بڑھیا پری سے کہا" اب جاؤ سب سے چھوٹی بہن کو پیش کرو۔ اس کا نام تھا نورالنساء ــــ جیسے ہی وہ داخل ہوئی، ابھی نورالہدیٰ نے یہ پوچھا بھی نہیں تھا کہ "حسن اس کو دیکھو: کیا یہ تمہاری بیوی ہے؟" کہ اس کو دیکھتے ہی حسن بڑے زور سے چیخا اور بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا۔ شہزادی نے فوراً حسن کی آواز کو پہچان لیا اور بڑی تیزی سے

www.kitabmart.in

اس کی طرف لپکی اور وہ گر کر بیہوش ہو گئی۔

شہزادی نورالہدیٰ نے فوراً حکم دیا "اس کمینے کو یہاں سے لے جاؤ اور شہر کے باہر لے جا کر ڈال دو" یہ سنتے ہی غلام دوڑ پڑے۔ وہ حسن کو گھسیٹتے ہوئے لے گئے اور لے جا کر سمندر کے کنارے ڈال دیا۔ جب نورالنساء کو ہوش آیا تو نورالہدیٰ نے کہا "اے ذلیل لڑکی۔ اس آدمی سے تیرا کیا رشتہ ہے۔ پہلے تو تم نے باپ سے پوچھے بغیر چپ چاپ شادی کر لی اور اس کے بعد اپنے شوہر کو چھوڑ کر چلی آئی۔ اب تو تجھے اپنی جان سے اس کی قیمت چکانا پڑے گی۔"

تب اس نے کنیزوں کو آواز دی اور کہا کہ "بڑھیا پری کو باندھ کر خوب پیٹو۔"

پھر اس نے اپنے باپ کو خط لکھا اور حسن اور نورالنساء کا سارا حال بیان کیا اور پوچھا کہ بتائیے کہ اس لڑکی کو کیا سزا دی جائے؟

جب بادشاہ نے شہزادی نورالہدیٰ کا خط پڑھا تو اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اس نے لکھا کہ "تم سخت سے سخت سزا دو گی تو وہ بھی اس جرم کے مقابلے میں کم ہو گی جو اس لڑکی نے کیا ہے۔"

ادھر شہزادی کے غلام، حسن کو سمندر کے کنارے ڈال آئے تھے۔ جب اسے ہوش آیا تو اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کہاں ہے۔ وہ سمندر کے کنارے ٹہلنے لگا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہے

www.kitabmart.in

کہ دو لڑکے ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہیں۔ حسن نے ان کو الگ کردیا اور کہا "تم کیوں لڑ رہے ہو"؟

انھوں نے کہا کہ یہ جھگڑا ایک چھڑی اور ٹوپی کے لیے ہے جو وہیں رکھی ہوئی تھی۔

حسن نے کہا "تم دونوں اتنی سی چیز کے لیے جھگڑا کر رہے ہو"

ان لڑکوں نے کہا "آپ ان کو اتنی سی چیز کہتے ہیں۔ آیئے ہم آپ کو اس کی خاصیت بتائیں۔ ہمارا باپ بہت بڑا جادوگر تھا۔ اس نے جادو کی مدد سے یہ دونوں چیزیں ایک سو پینتیس سال کے بعد تیار کیں۔ اب وہ مر گیا ہے ہم دونوں میں یہ جھگڑا ہے کہ کون کیا لے" اس کے اندر بہت سے طلسم باریک لکھے ہوئے ہیں۔ اس کا مالک تمام جنوں پر حکومت کرتا ہے۔ جب وہ زمین پر چھڑی مارتا ہے تو تمام جنوں کی فوج زمین سے نکلتی ہے۔ اور اس کے حکم کا انتظار کرتی ہے اور جیسا وہ کہتا ہے کرتی ـــــــ اور ٹوپی کی خاصیت یہ ہے کہ جو کوئی اس ٹوپی کو پہن لے اس کو کوئی نہ دیکھ سکے"

حسن پہلے تو حیران ہوا پھر اس نے سوچا کہ مجھ سے زیادہ اس چھڑی اور ٹوپی کی کسے ضرورت ہو سکتی ہے۔ کسی طرح ان پر قبضہ کرنا چاہیے۔ میں ان کی مدد سے اپنا مقصد حاصل کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے لڑکوں سے کہا ـــــ "اچھا

www.kitabmart.in

میں ایک ترکیب کرتا ہوں۔ میں ایک کنکری پھینکوں گا جو کوئی اسے لے کر پہلے آئے گا، اس کو یہ چھڑی دوں گا اور دوسرے کو ٹوپی۔"

دونوں لڑکے راضی ہو گئے۔ حسن نے ایک کنکری اٹھا کر پھینکی۔ وہ دونوں کنکری لانے کے لیے دوڑے۔ حسن نے فوراً اپنے سر پر ٹوپی اوڑھ لی، اور چھڑی کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور دوسری طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔ جب لڑکے واپس آئے تو انھیں کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔ انھوں نے کہا "وہ آدمی کہاں گیا، جس نے ہمارا فیصلہ چکایا تھا۔ حسن قریب ہی کھڑا تھا۔ اب اسے یقین آگیا کہ اُن میں یہ خاصیت ہے۔ لڑکے ایک دوسرے سے بحث کرنے لگے اور ایک دوسرے پر الزام لگانے لگے کہ تو نے باپ کی وصیت یاد نہیں دلائی کہ ان دونوں چیزوں کو احتیاط سے رکھنا اور کسی کے ہاتھ میں مت دینا۔"

غرض وہ دونوں لڑکے لڑنے لگے اور حسن وہاں سے آگے بڑھا۔ اس نے سوچا کہ شہر میں جانا چاہیے اور سب سے پہلے بُڑھیا پری کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس حال میں ہے۔ وہ ٹوپی پہنے ہوئے اس محل میں داخل ہوا، جس میں وہ قید تھی۔ اس نے دیکھا کہ بیچاری ایک زنجیر سے بندھی پڑی ہے۔ اس نے جان بوجھ کر چینی کا برتن گرا کر توڑا۔ بُڑھیا ڈر گئی اور بولی "حضرت سلیمان کی قسم، بتاؤ کہ تم کون ہو۔"

حسن نے کہا "میں کوئی جن یا دیو نہیں ہوں۔ تمہارا

www.kitabmart.in

بیٹا حسن ہوں۔ جس کی وجہ سے تم اس مصیبت میں پھنسی ہو۔ میں تم کو چھڑانے کے لیے آیا ہوں" یہ کہہ کر اس نے ٹوپی اُتار دی تو بڑھیا نے اسے دیکھا۔

بڑھیا پری بولی "بیٹا حسن! تم یہاں سے بھاگ جاؤ۔ تم کو معلوم نہیں کہ شہزادی نورالہدیٰ نے تمہاری تلاش میں غلام بھیجے ہیں تم کو جہاں پائیں گے، جان سے مار دیں گے۔ تمہاری جان خطرے میں ہے بس اب تم بھاگ جاؤ۔ وہ تمہاری بیوی کو بھی مارنا چاہتی ہے۔"

حسن نے کہا "تم اب زیادہ وقت مت برباد کرو۔ یہ جادو کی ٹوپی ہمارے کام آئے گی"

یہ کہہ کر اس نے بڑھیا پری کو ٹوپی میں چھپا لیا۔

بڑھیا پری نے کہا "یہاں سے جلدی چلو —— میں تم کو تمہاری بیوی اور بچوں کے پاس لے چلوں اس لیے کہ ان کی جان بھی خطرے میں ہے"

یہ کہہ کر اسے ایک کوٹھڑی میں لے گئی، جہاں نو بہار بندھی پڑی تھی۔ حسن نے اندر جاکر جو اس کو اس حال میں دیکھا تو پریشان ہوگیا۔ وہ لڑکوں کے پاس گیا اور ٹوپی اُتاری۔ لڑکوں نے جو باپ کو دیکھا تو اس کو فوراً پہچان لیا اور بڑے خوش ہوئے۔ ماں نے کہا "کیا بات ہے" حسن نے جلدی سے ٹوپی پہن لی۔ ماں نے کہا "تمہارا باپ یہاں کہاں سے آیا ہے۔ بلا وجہ شور مچا رہے ہو۔ یہاں تو ہوا کا بھی گزر نہیں

www.kitabmart.in

ہے، باپ کہاں سے آئے گا۔ وہ بیچارا تو نہ جانے کس مصیبت میں پھنسا ہوگا۔" یہ کہہ کر اس نے دوسری طرف دیکھا۔ حسن نے پھر ٹوپی اُتاری۔ اب بچّے پھر خوشی سے اُچھلنے لگے اور باپ کو پکارنے لگے۔ ماں نے مڑکر دیکھا تو حسن نے پھر ٹوپی پہن لی۔ وہ بولی "بچّو! یہ تم کو کیا ہوگیا ہے۔ یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے اور تم اپنے باپ سے باتیں کر رہے ہو یہ کہہ کر وہ رونے لگی۔ اب تو حسن اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکا اور اس نے ٹوپی اُتاری اور اپنی بیوی کو اُٹھاکر سینے سے لگا لیا۔ نو بہار نے جو حسن کو دیکھا تو گھبراکر بولی "تم یہاں کیسے آئے میرے پیارے حسن! دیکھو انسان قسمت کے ہاتھوں کتنا مجبور ہوتا ہے۔ تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ ورنہ میری ظالم بہن تم کو زندہ نہ چھوڑے گی۔" یہ کہہ کر وہ زار و قطار رونے لگی۔

حسن نے کہا "میری پیاری نو بہار! یہ رونے دھونے کا وقت نہیں۔ میں صرف تم کو لینے کے لیے اتنی مصیبتیں جھیلتا ہوا پہنچا ہوں۔ تم کو چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں۔"

نو بہار نے کہا "اپنی زندگی خطرے میں مت ڈالو۔ میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے تم اپنی جان دو۔ تم میری بہن کو نہیں جانتے۔"

حسن نے کہا "میری نو بہار! تم پریشان مت ہو۔ تمہاری بہن میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ میں تم کو یہاں سے لے کر جاؤں گا۔"

www.kitabmart.in

نو بہار نے ہنس کر کہا ——— "تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ میری بہن یہاں حکومت کرتی ہے تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ لیکن وہ تمہیں اور مجھ کو برباد کر دے گی۔ اس کے پاس بہت بڑی فوج ہے۔ اس لیے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم یہاں سے کسی طرح نکل جاؤ ——— میری غلطی کی وجہ سے تم نے اتنی مصیبت جھیلی ہے۔ میں تم سے اجازت لیے بغیر چلی آئی۔ کیا بتاؤں میں ان پروں کے لباس کو دیکھ کر قابو میں نہیں رہی۔ اب خود اپنے کیے پر پچھتا رہی ہوں۔"

حسن نے کہا: "یہ میری غلطی ہے کہ میں تم کو چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اب جہاں کہیں جائیں گے، ساتھ جائیں گے۔ یہ کہہ کر اس نے چھڑی اور ٹوپی کا ذکر کیا کہ کس طرح اس نے یہ جادو کی چھڑی اور جادو کی ٹوپی، ان دو لڑکوں سے حاصل کی جو آپس میں لڑ رہے تھے اور کہا " اب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کی مدد سے ہم سب یہاں سے نکل جائیں گے۔"

حسن اور نو بہار یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اس وقت شہزادی نورالہدیٰ اُدھر آ نکلی۔ اس نے کوٹھری میں جو یہ آواز سُنی تو وہاں آ گئی۔ حسن نے اسے دیکھ کر جلدی سے ٹوپی اوڑھ لی اور نورالہدیٰ کی نظر سے اوجھل ہو گیا۔ اس نے بڑے غصّے سے نو بہار سے پوچھا " اری چڑیل! بتا تو کس سے باتیں کر رہی تھی۔"

اس نے کہا " ان دو بچّوں کے علاوہ یہاں کون ہے، جس

www.kitabmart.in

سے میں باتیں کر سکتی ہوں۔"

شہزادی نورالہدیٰ غصے میں تو تھی ہی، اس نے اس کے دو تین چانٹے مارے اور کنیزوں سے کہا کہ اُس کو لے جا کر دوسرے کمرے میں ڈال دو۔ کنیزیں اس کو دوسرے کمرے میں لے گئیں تو حسن بھی ان کے پیچھے پیچھے اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ بیچاری وہاں زارو قطار رو رہی تھی۔

حسن نے جب دیکھا کہ وہاں کوئی نہیں ہے تو اس نے سر سے ٹوپی اُتاری۔ شہزادی نو بہار اور دونوں بچے اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ شہزادی نے کہا "تو نے دیکھا کہ میری بہن میرے ساتھ کیا سلوک کر رہی ہے۔ اس لیے کہتی ہوں کہ تو بھی یہاں سے جان بچا کر نکل جا۔ تو یہاں کے خطروں سے واقف نہیں ہے۔ میری تو جان جائے گی۔ تو میری وجہ سے اپنی جان خطرے میں کیوں ڈالتا ہے۔ اگر میری بات نہیں مانے گا تو اپنا انجام بھی دیکھ لینا۔" یہ کہہ کر وہ رونے لگی۔ کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں، شہزادی اور بچوں کو روتے دیکھا۔ حسن نے ٹوپی پہن لی تھی۔ اس لیے اس کو کوئی نہ دیکھ سکا۔ لیکن وہ بیچاری بھی ترس کھا کر رہ گئیں۔ کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ شہزادی نورالہدیٰ کے سامنے وہ کچھ نہیں کر سکتیں، بے بس تھیں۔

شام تک حسن اسی طرح چھپا رہا۔ رات کو جب تمام کنیزیں سو گئیں تو یہ بیوی بچوں کو لے کر محل سے باہر نکلا۔ لیکن دیکھتا ہے کہ محل کا پھاٹک بند ہے۔ یہ دیکھ کر

www.kitabmart.in

وہ دونوں پریشان ہو گئے لیکن کریں تو کیا کریں۔ ابھی وہ اسی پریشانی میں تھے کہ انھیں پھاٹک کے باہر ایک آواز سُنائی دی۔ وہ پہچان گئے کہ یہ آواز اس بُڑھیا پری کی ہے۔ اس نے کہا "تم لوگ جلدی سے باہر آ جاؤ ـــــ میں پھاٹک کھول رہی ہوں۔"

حسن نے کہا "ہاں! تمہارا ہم پر بڑا احسان ہے، اسے ہم زندگی بھر نہ بھول سکیں گے۔"

بُڑھیا پری نے کہا "یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں ـــــ تم فوراً باہر جاؤ، وقت خراب مت کرو۔"

اب جو وہ باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بُڑھیا پری ایک مٹی کے مٹکے پر بیٹھی ہوئی ہے اور ایک رسّی مٹکے کے گردن میں ڈالے ہوئے ہے، اور اس پر اس طرح سوار ہے جیسے کوئی گھوڑے پر بیٹھتا ہے۔ اس نے حسن سے کہا "تم دونوں بچوں سمیت میرے پیچھے آ کر بیٹھ جاؤ۔ ذرا بھی مت ڈرو کیونکہ میں جادو کے چالیس گُرُوں سے واقف ہوں اور میرے لیے یہ بڑی معمولی بات ہے کہ میں اس شہر کو دریا بنا دوں اور یہاں کے رہنے والے مچھلی بن جائیں۔ لیکن میں نے ملکہ کے باپ کے ڈر سے اس فن کو آزمایا نہیں تھا۔ اب تم میرا جادو دیکھنا۔ حسن نے اپنے بیوی بچّوں کے ساتھ اس مٹکے پر بیٹھ کر شہر کو پار کیا۔ جیسے ہی وہ شہر سے باہر آیا، حسن نے اپنی چھڑی کو زمین پہ مارا۔ اکدم سے زمین پھٹ گئی اور سات دیوزاد نکلے جن

www.kitabmart.in

کے جسم کا آدھا حصہ زمین کے اندر، اور آدھا زمین کے باہر تھا۔ انھوں نے تین بار زمین کو چوما اور ایک ساتھ کہا "اے خواجہ! کیا حکم ہے ــــــ ہم آپ کے فرمانبردار ہیں۔ ہماری وہ طاقت ہے کہ ہم چاہیں تو دریا کو پھاڑ ڈالیں۔ پہاڑوں کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیں۔"

حسن کی جان میں جان آئی۔ اب جو ذرا ہمت بندھی تو اس نے پوچھا ــــــ "تم کون ہو ــــــ اور کہاں کے رہنے والے ہو؟"

دیو زادوں نے سر جھکا کر عرض کیا ــــــ "ہم جنوں کے سات قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ہر ایک کے اونچاس اونچاس گروہ ہیں، جو دنیا کے مختلف کونوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہمارا اقتدار ہر جگہ ہے لیکن ہم سب آپ کا حکم مانیں گے۔"

حسن نے کہا "میں چاہتا ہوں ــــــ تم لوگ ہمیں بغداد پہنچا دو۔"

دیو زادوں نے سر جھکا لیا ــــــ حسن نے کہا "تم سب خاموش کیوں ہو گئے؟"

انھوں نے کہا "دراصل ہم نے حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں قسم کھائی تھی کہ کسی انسان کو اپنے کندھوں پر نہیں بٹھائیں اور ہم نے آج تک اس قسم کو نہیں توڑا۔ پھر بھی ہم تم کو آتشیں گھوڑوں کے ذریعے تم جہاں کہو گے، وہاں پہنچا دیں گے۔"

حسن نے کہا "یہاں سے بغداد کا فاصلہ کتنا ہے؟"

دیو زاد نے کہا ــــــ "اگر بہت تیزی کے ساتھ سفر کریں

www.kitabmart.in

تو سات سال کا سفر ہے۔"

حسن نے کہا "میں یہاں ایک سال سے بھی کم عرصے میں آیا تھا۔"

دیونار نے کہا "دراصل اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کچھ لوگوں کو مہربان کر دیا تھا ورنہ تیری کیا مجال تھی جو یہاں آتا۔ یہ شیخ عبدالقدوس اور شیخ علی کی برکت تھی کہ سالوں کا سفر دنوں میں طے ہو گیا۔ ان کو اسم اعظم یاد ہے اور ان کی مدد سے یہ سب کچھ ہو گیا ——— لیکن ہم کوشش کریں گے کہ آپ کو جلد سے جلد پہنچا دیں۔" یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے اور ذرا سی دیر میں تین عجیب و غریب گھوڑے لے کر آ گئے۔ حسن، نو بہار، اور بڑھیا پری دونوں بچوں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور یہ گھوڑے ہوا سے باتیں کرنے لگے۔

اس طرح کئی دن گزر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے سے ایک غبار سا آ رہا ہے۔ جب بادل چھٹے تو ایک جن دکھائی دیا، جس کا سر ایک گنبد کا سا تھا، اور دانت سوکھے پیڑ کی شاخوں کی طرح تھے۔ اور منہ غار کی مانند تھا۔ حسن پریشان ہو گیا تو جن نے سامنے آ کر کہا "گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں خدا پرست ہوں۔ مجھے آپ کا سارا حال معلوم ہے۔ مجھے جب پتہ چلا کہ آپ میرے علاقے سے گزرنے والے ہیں تو پھر میں نے سوچا کہ میں بھی حفاظت کروں کیونکہ راستہ خطرناک ہے۔ میں تھوڑی دور آپ کے ساتھ چلوں گا، پھر واپس چلا جاؤں گا۔"

www.kitabmart.in

اب جا کر حسن کو اطمینان ہوا۔ گھوڑے تیزی سے چلتے ہوئے چلتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے بہت سے پہاڑوں، دریاؤں اور میدانوں کو پار کیا۔ اس طرح تین دن ہو گئے۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ گرد کا ایک طوفان سا آیا اور اندھیرا سا چھا گیا۔ حسن گھبرا گیا۔ بڑھیا پری نے کہا "بیٹا حسن! یہ تو جزیرہ "واک واک" کی فوج چلی آرہی ہے۔ یہ ہمیں گرفتار کرنے پیچھے پیچھے آئے ہیں۔"

حسن نے کہا "اب بتاؤ کیا کیا جائے۔"

بڑھیا پری نے کہا "تم اپنی چھڑی زمین پر مارو۔ اس نے جیسے ہی زمین پر چھڑی ماری۔ جنوں کے بادشاہ آ گئے۔ انھوں نے کہا ——— "آپ پریشان نہ ہوں۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ کی بلندی پر ٹھہر جائیں۔ ہم لوگ اُن سے مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ لشکر شہزادی نورالہدیٰ کا ہے، اور آپ کا سارا حال معلوم ہے ——— شہزادی کی سراسر زیادتی ہے۔ آپ کو حق ہے کہ اپنی بیوی بچوں کو اپنے گھر لے جائیں۔"

حسن، اس کی بیوی بچے اور بڑھیا پری اس پہاڑ کی بلندی پر جا کر چھپ گئے۔ اس کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ دونوں طرف سے فوجیں لڑ رہی ہیں۔ جنگ ایسی ہولناک کہ لاشیں اُڑتی ہوئی آسمان پر جاتی ہیں۔ ہر طرف شعلے نکل رہے ہیں، گرد آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ یہ لڑائی مسلسل تین دن تک ہوتی رہی۔ تین دن تک ——— اس کے بعد بھی

www.kitabmart.in

حسن کے ساتھیوں کی جیت ہوئی۔ شہزادی نورالہدیٰ کو گرفتار کرکے حسن کے سامنے لائے۔ حسن اور اس کے بیوی بچوں کے لیے ایک تخت لایا گیا۔ جنوں کے بادشاہ نے کہا " آپ جیسا حکم دیں، ہم ویسی ہی سزا دیں۔"

بُڑھیا پری نے جو اُسے دیکھا تو اسے بہت غصہ آیا، وہ بولی " اے ذلیل عورت! تجھے کتوں کے سامنے ڈال دینا چاہیے کہ تیری تِکا بوٹی کرکے کھا جائیں کہ جس نے اپنی بہن کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک کیا، جو بیچاری بے قصور تھی۔"

نورالہدیٰ زبان سے تو کچھ نہ بولی لیکن اپنی بہن کی طرف دیکھ کر رونے لگی۔

نو بہار کو اس پر رحم آگیا۔وہ حسن سے بولی " اس کا قصور تو ایسا ہے کہ معافی کے قابل نہیں لیکن میں اپنی طرف سے اس کو معاف کرتی ہوں کہ یہ میری بہن ہے۔ میرے باپ کو میرا غم تو ہوگا ہی لیکن یہ بھی ختم ہوگئیں تو پھر اس کا صدمہ برداشت نہ کرسکے گا۔ آپ اس کو چھوڑ دیں۔"

حسن نے کہا " میں نے تیری خاطر اتنی تکلیف اُٹھائی اور اب تیری ہی خاطر اس کو معاف کرتا ہوں، تیری بہن کو اس کے ساتھیوں سمیت چھوڑتا ہوں۔"

یہ سُننا تھا کہ نورالہدیٰ گر پڑی اور بولی ـــــ " میری اچھی بہن! میں اپنی غلطی پر بہت شرمندہ ہوں۔ مجھے

www.kitabmart.in

معاف کر دینا۔"

پھر تو دونوں بہنیں ایک دوسرے سے گلے ملیں اور کافی دیر تک باتیں کرتی رہیں۔ نورالہدیٰ نے کہا" واقعی حسن تمہارے قابل ہے۔اس نے تمہارے لیے کتنی تکلیفیں برداشت کی ہیں. پھر جو آدمی اپنے دُشمن کو معاف کر دے وہ یقیناً بہت اچھا ہوگا۔ اس نے ہمیں معاف کر کے ہمیں دوسری بار جیتا ہے. تم خوشی خوشی اس کے ساتھ جاؤ۔"

اس کے بعد رات بھر سب لوگ ساتھ رہے اور ہنسی خوشی باتیں کرتے رہے۔ حسن اور نورالہدیٰ میں بھی بڑی دوستی ہو گئی۔ بُڑھیا پری اور شہزادی نورالہدیٰ بھی ایک دوسرے سے گھُل مِل گئیں۔ پھر شہزادی نورالہدیٰ بُڑھیا پری کو اپنے ساتھ لے گئی۔

اب پھر حسن، شہزادی نو بہار اور دونوں بچے اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ مہینوں کے سفر کے بعد انھیں کالے پہاڑوں کا ایک سِلسلہ نظر آیا۔ حسن کو اکدم سے شیخ علی کا خیال آیا۔ اس نے سوچا کہ اُن کا کتنا بڑا احسان ہے، ورنہ میں کہاں اور جزیرہ واک واک کہاں ——— اب حسن نیچے اُترا اور سیدھا شیخ علی کے پاس پہنچا۔ شیخ ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس سے حال پوچھا ——— حسن نے سارا ماجرا شروع سے آخیر تک کہہ سُنایا اور انھوں نے بچوں سے بھی ملاقات کی۔ شیخ علی نے جب

www.kitabmart.in

جادو کی چھڑی اور ٹوپی کے بارے میں سُنا تو بولے ــــ سچ ہے کہ ان دونوں چیزوں کی بدولت تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہو۔"

ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقدّوس چلے آرہے ہیں۔ شیخ علی نے ان کو بڑھ کر گلے لگا لیا۔ پھر اُن کی نظر حسن پر پڑی تو وہ اس سے لپٹ گئے۔ پھر حسن نے ان کو بھی سارا قصّہ دوبارہ سُنایا۔ حسن، تو شیخ عبدالقدّوس اور شیخ علی کو ایک جگہ پاکر خوشی سے پھولا نہ سما رہا تھا۔ جب حسن وہاں سے رخصت ہونے لگا تو اس نے وہ جادو کی ٹوپی، شیخ علی کو تحفے کے طور پر دے دی اور کہا ــــ "آپ نے میری مدد نہ کی ہوتی تو میں جزیرہ واک واک میں کبھی بھی داخل نہ ہوسکتا۔"

اس کے بعد شیخ عبدالقدّوس کے ساتھ حسن اور اس کی بیوی بچّے روانہ ہوئے ــــ چلتے چلتے اکدم سے ان کو بادلوں کا پہاڑ نظر آیا۔ شیخ نے کہا " حسن! اگر تم چاہو تو اپنی بہنوں سے بھی مل لو۔

یہ سُن کر تو حسن بہت خوش ہوا اور وہ سب لوگ سیدھے ساتوں شہزادیوں کے محل میں اُترے۔ وہ بہنیں انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ ذرا سی دیر میں حسن کی بہن گلبرگ آگئی۔ وہ حسن کو دیکھ کر مارے خوشی کے اس سے لپٹ گئی اور اور رونے لگی۔ جب دو بچھڑے ملتے ہیں تو رونا آتا ہی

www.kitabmart.in

ہے۔ اب حسن نے سارا حال شروع سے آخیر تک بیان کیا۔ گلبرگ نے بچوں کو بہت پیار کیا۔ پھر ان کی خاطر مدارات کی۔ دس روز وہاں رہے۔ یہ دن اس طرح گزرے گویا دن عید تھے اور راتیں شب برات دس روز کے بعد پھر سفر کا سلسلہ شروع ہوا۔ شیخ عبدالقدوس جب واپس جانے لگے تو حسن نے جادو کی چھڑی ان کے حوالے کر دی۔ گلبرگ نے حسن کو بہت سے ہیرے جواہرات دیئے' اور اس طرح وہ وہاں سے رخصت ہوئے۔ وہاں سے سیدھے بغداد پہنچے۔ گھر پہنچ کر حسن نے ماں کو آواز دی۔ اس کی آنکھیں روتے روتے خراب ہو گئی تھیں۔ انھوں نے جو آواز سُنی تو کہا۔

"کون ہے جو دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے؟"

حسن نے کہا "ماں! تیرا بیٹا، تیری بہو اور تیرے پوتے آئے ہیں۔"

یہ سُننا تھا کہ بُڑھیا نے جلدی جلدی دروازہ کھولا۔ اپنے بیٹے بہو اور بچوں کو دیکھ کر وہ اکدم سے بیہوش ہو کر گر پڑی۔ حسن نے اسے اُٹھا کر چار پائی پر ڈالا۔ نو بہار نے پنکھا کرنا شروع کر دیا' اور تب وہ ہوش میں آئی۔

اب تو سب ہنسی خوشی رہنے لگے۔ البتہ سب لوگ بادلوں کے پہاڑ سال میں ایک بار جاتے۔ گلبرگ اُن کو دیکھ کر پھولی نہ سماتی۔ آخر کو حسن

www.kitabmart.in

کی بہن تھی۔ اس طرح ان کے دن ہنسی خوشی گزرتے رہے۔ اب نو بہار بھی اپنے پروں والے لباس کو بھول ہی گئی۔ وہ تو بس اپنے شوہر اور بچوں سے محبت کرتی اور ان کا خیال رکھتی۔

www.kitabmart.in

نوٹ: طلبہ و اساتذہ کے لیے خصوصی رعایت۔ تاجران کتب کو حسب ضوابط کمیشن دیا جائے گا۔

ہری بھری دنیا کے لیے

مصنف: ایراسکینڈ
مترجم: طلعت گل
صفحات: 118
قیمت: -/28 روپے

ہاتھی اور پانی کی ٹنکیاں

مصنف: شمعا مکرجی
مترجم: عائشہ خاتون
صفحات: 16
قیمت: -/15 روپے

وفادار نیولا

مصنف: شنکر
صفحات: 16
قیمت: -/7 روپے

نور جہاں

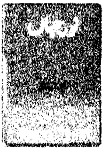

مصنف: ایم۔ آر۔ کوہلی
صفحات: 45
قیمت: -/14 روپے

سنو کہانی

مترجم: منصور نقوی
صفحات: 80
قیمت: -/30 روپے

سات رانیاں

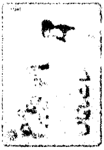

مصنف: الکا شنکر
صفحات: 16
قیمت: -/20 روپے

ISBN : 978-81-7587-373-5

9 788175 873735

कौमी काउन्सिल बराए फ़रोग़-ए-उर्दू ज़बान
قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی
National Council for Promotion of Urdu Language
Farogh-e-Urdu Bhawan, FC-33/9, Institutional Area,
Jasola, New Delhi-110025